طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ (الحدیث)

علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔

طالبات تقریر کیسے کریں؟

جلد دہم

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی چرتھاولی

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامت پرتاب گڈھی (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامت جلال آبادی) مدیر دارالعلوم محمدیہ بنگلور

کی مجالس سے ماخوذ

مرتب

ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

نائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مکتبہ طیبہ دیوبند ۲۴۷۵۵۴

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	طالبات تقریر کیسے کریں؟ (جلد دہم)
ماخوذ از خطبات	:	حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی
مرتب	:	ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی
کتابت وتزئین	:	مولانا عبید الرحمٰن قاسمی و مولانا فہیم احمد قاسمی، حبان گرافکس بنگلور
باہتمام	:	مولانا محمد طیب قاسمی
تعداد	:	تین ہزار (۳۰۰۰)
قیمت	:	
ناشر	:	مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

﴿مرتب کا مکمل پتہ﴾

RAHEEMI SHIFA KHANA

#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	انتساب	10
2	تقریظ	11
3	حرف اول	13
4	لباس میں کرتے (قمیص) کی اہمیت	14
	قرآن میں بھی قمیص کا ذکر	15
	ہم لباس میں بھی غیروں کی تقلید سے بچیں	16
5	اسلامی ذبیحہ جدید سائنس کی روشنی میں	18
	خون کی ماہیت	19
	مردار جانوروں کا گوشت حرام کیوں؟	19
	سامعین کرام	20
	شرعی حکم ذبیحہ کی ٹیکنیک میں نو دریافت حکمتیں	21

	اسلامی ذبیحہ کے شرائط	21
	اسلامی ذبیحہ کا طریقہ	21
	اسلامی ذبیحہ میں گردن کا جدا نہ کرنے کی حکمت پر روسی ماہرین کا انکشاف	22
	اسلامی ذبیحہ کی حکمتوں پر جرمن پروفیسر کا انکشاف	23
6	جب مصر میں آزادی نسواں اور حجاب موضوع بحث تھا	24
	عورت کیلئے گھریلو ذمہ داریاں ہی کافی ہیں	27
7	اپریل فول دھوکے بازی کا دوسرا نام	28
	غیروں کی تقلید	31
	چار خصلتوں میں دنیا وآخرت کی بھلائی پوشیدہ ہے	33
	شکر گذار بندے بنو	35
8	علم دین حاصل کرنا عورتوں پر بھی فرض ہے	37
	عورتوں کو بھی شریعت کا مکلّف بنایا گیا	39
	مردوں کی طرح عورتیں احادیث روایت کرنے والی	42
9	بہترین انداز تربیت	43
	کھجور کے پتے کبھی نہیں جھڑتے	44
	حق وباطل کو سمجھانے کیلئے بہترین مثال	44
	تین باتوں پر عمل کرو	45
10	غفلت اور نفاق کی علامات	47
	محرمات کو معمولی تصور کرنا	48
	غافل کو گناہ کرنے میں مزہ آتا ہے	48
	غیر مفید امور میں وقت ضائع کرنا	49

	وقت کی قدر و قیمت	50
11	نجات صرف اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے میں ہے	51
	سب کچھ اللہ سے ہونے کا یقین	56
12	حضرت فاطمۃ رضی اللہ عنہا کی سیرت نمونۂ عمل	57
	حیاء پاکدامنی کی پیکر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا	59
	تین دن سے فاقہ	60
13	حقوق العباد کی عظمت اور اہمیت	61
	پڑوسیوں کی تین قسمیں	67
14	ہم لباس کیسا پہنیں	69
	پیلا لباس پہننے کی ممانعت	70
	تقویٰ کا لباس ہونا چاہیے	71
	تنہائی میں بھی برہنہ ہونا پسندیدہ عمل نہیں	71
	اس قسم کے لباس عام ہو چکے ہیں	72
	عورت کیلئے بیش قیمت لباس پہننا بھی باعث ثواب مگر......!	73
15	بلا ضرورت ہاتھوں اور چہرے کو کھولنا عورت کیلئے جائز نہیں	74
	مرد و عورت کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم	76
16	اخلاقِ حسنہ کا اسلام میں بڑا درجہ ہے	78
	یہود و نصاریٰ اسلام کے بڑے دشمن	80
17	عورت کو بھی سماجی اور تعلیمی حقوق حاصل ہیں	82
	شریکۂ حیات کی دلجوئی	83
	بیوی کے ساتھ لطف و محبت کمال ایمان کی دلیل	85

18	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اندازِ تربیت	86
	تقویٰ و پرہیزگاری	87
	اولاد کیلئے آخرت کی فکر کریں	88
19	عورت کی ایک انمول صفت	90
	صحابہ کرام سے ایک سوال	91
	پردے کی اہمیت	92
20	عذابِ قبر برحق ہے	94
	قبر آخرت کی پہلی منزل ہے	95
	قبر میں عذاب دینے والے اژدہے	96
	چند مشرکوں کو قبر میں عذاب	96
	قبر میں عذاب کیوجہ سے میت کا چیخنا اور لوہے کے گرزوں سے اسکا مارنا	97
	صحابہؓ کرام کی چیخیں نکل پڑیں	99
	مومن اور کافر کی روحیں	100
21	ایمانی کیفیت اور گناہوں پر ندامت	102
	خلیفہ ثانی اور خوف خدا	104
	صحابہ کرام کا اللہ سے خوف	105
	آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہوگی	106
22	اسلام معتدل مذہب ہے	108
	آپ علیہ السلام کا عمل ہی ہمارے لئے اسوہ	109
	اسلام میں رہبانیت ہے	110
	غلطیوں کی اصلاح اجتماعی ہو	110

	اسلام ایک جامع مذہب	112
23	والدین کے ساتھ ناروا سلوک کا انجام دنیا ہی میں	113
	والدین کی فرمانبرداری اور نافرمانی کا نتیجہ	114
	عبرتناک قصے	115
	مغربی ممالک میں بوڑھے والدین کی ناگفتہ بہ حالات	118
	عقوق والدین تباہی کا سبب	119
	کیا لڑکی پرایا دھن ہے؟ لڑکیوں کے ساتھ امتیازی سلوک کو ختم کیا جائے	122
	لڑکیوں کے ساتھ امتیازی سلوک کیوں؟	123
	کفایت شعاری	124
	لڑکی میں خوبیاں	125
24	تعلیم یافتہ عورتوں کی خصوصیات ایثار وقربانی عورت کا طرۂ امتیاز	126
	عورت بھی مرد کی طرح ذہین ہے	127
	قرآن کریم میں علم وقلم کا ذکر	128
	جان ومال کا صحیح استعمال	128
25	مسلم عورتوں کا کردار تاریخ کے آئینے میں	130
	لڑکیوں کی تعلیم ضروری کیوں؟	131
	تحریکِ اقراء	132
	عورت الفت کا سرچشمہ	133
	خواتین کی ناقابل فراموش خدمات	133
	جہالت اندھیرا ہے	134
	خدا کے لئے سوچئے تو سہی	134

	دختران اسلام کا تعلیمی حق ادا کیجئے	135
	معاشرہ میں تعلیم یافتہ عورتوں کی اہمیت تعلیم سے لڑکیاں آوارہ نہیں ہوتیں	136
	تجربات اور مشاہدات کی روشنی میں	137
	کارنبوت کی معاون اور مددگار	138
	مسلمانوں کی اصل میراث	139
	تعلیم وتربیت دونوں لازمی	140
26	لڑکی کو مثالی خاتون بنایئے	141
	اصلاح علم کے بغیر ناممکن	142
27	عورت گھر کی ملکہ اور مالکہ	143
	آخرت کا بہترین توشہ	144
	تعلیم عبادت ہے	145
	تعلیم پر 20 فی صد صرف کریں	145
	آج ہم کیا پوچھتے ہیں؟	146
	مسلم درسگاہیں	146
28	ماں کی گود ایمانی قلعے عورت معاشرہ کی پاکیزہ علامت ہے	148
	تعلیم ترقی اور نجات کا ذریعہ	149
	ماحول نیک تو معاشرہ بھی نیک	149
	عورت ایک انجمن ہے	150
29	خواتین کی تعلیم خواتین کی تعلیم کا مطلب ''ماؤں کی تعلیم''	152
	بچے کی تعلیم کی ابتداء	153
	بچے کی سیرت میں ماں کی سیرت	153

خواتین کی ایک اہم تعلیمی رپورٹ ہندوستان میں خواتین کا تعلیمی فی صد 155
ذہنی استعداد کا تعلق 156
تعلیمی اہمیت کا اندازہ 156
مسلمانوں کا تعلیمی تناسب 157

☆☆☆

طالبات تقریر کیسے کریں؟ جلد دہم کا

انتساب اور ثواب

شہیدِ بدر عَمِّ رسولِ اکرمؐ حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے نام معنون کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں، جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سردارانِ مکہ کی ظلم وزیادتی کا فوراً جرأت کے ساتھ انتقام لیا اور ڈنکے کی چوٹ پر قبولِ اسلام کا اعلان کیا، جس پر قریش مکہ مبہوت رہ گئے، اور پھر ساری زندگی اسلام کیلئے وقف کردی بالآخر غزوۂ بدر میں جرأت وبہادری سے مقابلہ کیا اور شہادت کے مرتبۂ عظیم پر بزبانِ نبوت ''سید الشہداء'' بن کر فائز ہوئے، آپؓ کی شہادت پر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہوگئے اور آپؐ کے رخسارِ مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئے اور آپؐ نے فرمایا: آج حمزہؓ پر کوئی ماتم کرنے والا بھی نہیں۔ میدانِ احد میں آپؓ کے بکھرے ہوئے چودہ اعضاء نے گویا نورِ اسلام کو بھی چہار دانگِ عالم میں پھیلا دیا۔ آپؓ کی شہادت امت پر احسانِ عظیم ہے۔ آپؓ کی ذاتِ اطہر پر ہزاروں رحمتیں، برکتیں اور انوارات نازل ہوں۔

خاکروب آستانۂ امیر حمزہؓ

محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی

خانقاہ رحیمی بنگلور

مورخہ: ۱۸/جون ۲۰۱۳ھ بروز منگل

تقریظ

مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی زید مجد ہم
ناظم تعلیمات دار العلوم محمدیہ بنگلور

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد!

زمانۂ قدیم میں بچیوں اور لڑکیوں کی تعلیم وتربیت پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی تھی، بلکہ عورت کو انسان تصور کرنے والے بہت کم لوگ تھے، وہ صرف مرد کی ضرورت تھی لیکن اسلام نے عورت کو مقام اعلیٰ عطا کیا، اس کی تعلیم وتربیت کو لازمی اور اجر وثواب کا ذریعہ بتایا، سارے عالم میں پھیلی ہوئی خرافات جو عورت کو ذلیل ورسوا کرنے کیلئے ہوا کرتی تھیں ان کو اسلام نے مٹایا، اور ہر ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کو اس کا جائز حق دلوایا تاکہ وہ بھی معاشرے میں سکون واطمینان کی زندگی گذار سکے۔

آج جب یوروپی تہذیب وتمدن کی بدولت رشتوں میں دراڑیں پڑتی جارہی ہیں اور عورتیں آزادی کے نام پر رسوائی وذلت کو فخر ومنزلت سمجھنے لگی ہیں تو ایسے موقع پر اسلام کے پیش کردہ نظامِ حیات کو دوہرانے کی اشد ضرورت ہے، یہ اسی وقت ممکن ہے جب عورت کو اس کا صحیح منصب ومقام یاد دلایا جائے، اس کی صحیح تربیت کی جائے۔

آج عورت کی تعلیم تو ہے لیکن اس کی صحیح تربیت نہیں، اس پر نکیر تو کی جاتی ہے لیکن مثبت پہلو کی طرف متوجہ نہیں کیا جاتا، جس کی ضرورت از حد ہے۔ اس ضرورت کو حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہ العالی نے خوب سمجھا اور اپنی مجالس میں مسلم بچیوں کی اصلاح وتربیت کے متعلق خصوصی ارشادات وفرمودات کے ذریعہ یہ باور کرایا کہ عورت گھر کی ملکہ ہے، اسے بازار کی رونق نہیں بنایا جاسکتا، لہٰذا ہمیں اپنی بچیوں کی تعلیم وتربیت اسلامی رنگ میں بچپن سے ہی کرنی چاہئے، تاکہ ایک منظّم ومستحکم اور پاکیزہ معاشرہ میسر ہوسکے۔

برادرِ کبیر ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی زید مجدہم نے آپ کے ارشادات کو شروع میں خطبہ وتمہیدی کلمات کے ذریعہ ترتیب دے کر ایک چھوٹا سا کتابچہ بعنوان ''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' ترتیب دیا تھا، جس کے موضوعات کو بے حد پسند کیا گیا، جس پر بہت سے افراد نے اس کی مزید جلدیں لانے پر اصرار کیا، حضرت حبیب الامت مدظلہ سے اجازت طلب کرنے کے بعد آپ کے دیگر خطبات اور مجالس سے مزید عناوین کو اخذ کر کے دس جلدوں پر مشتمل مناسب صفحات پر اس کتاب کی دوبارہ اشاعت کی گئی، ذاتِ باری تعالیٰ سے امید ہے کہ سابقہ کتابچہ کی طرح ''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' کتاب بھی مدارس نسواں کی طالبات کیلئے اسی طرح نافع ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ وجملہ معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین!

العارض

محمد عثمان حبان دلدآر قاسمی
ناظم تعلیمات دار العلوم محمدیہ بنگلور
مورخہ: ۱۷ر جون ۲۰۱۳ھ بروز پیر

حرفِ اول

نحمده ونصلی علی رسوله الكريم، اما بعد!

الحمدللہ بعد نماز جمعہ احاطۂ دارالعلوم محمدیہ بنگلور میں مجلس رحیمی ہوتی ہے، ناچیز مجالس میں شریک رہتا ہے جس میں اصلاح وتربیت کے عنوان پر مختلف جواہر پاروں سے حاضرین دامن بھرتے ہیں، دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ ان کو یکجا کیا جائے جس سے مدارس میں پڑھنے والی طالبات استفادہ کرسکیں، مجلس رحیمی میں حضرت قبلہ والد بزرگوار خواتین کے متعلق جو ارشاد فرماتے تھے راقم ان کو یکجا کرتا رہا اور تھوڑے عرصہ میں مختلف عنوانات سے مضامین تیار ہوگئے، عنوانات ترتیب دے کر قبلہ والد بزرگوار سے ان کو شائع کرنے کی اجازت طلب کی، حضرت نے چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھ کر اجازت مرحمت فرمادی، ناچیز نے صرف تمہیدی کلمات کا اضافہ کیا ہے امید کہ تقریروں کا یہ مجموعہ مدارس نسواں کی طالبات کیلئے نافع ثابت ہوگا۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ناچیز کی اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

احقر

محمد فاروق اعظم قاسمی المعروف محمد حارث حبان

نائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مورخہ: ۱۸/جون ۲۰۱۳ء بروز منگل

لباس میں کرتے (قمیص) کی اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا وَّاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! قرآن کریم میں سورۂ اعراف میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا اے آدم کی اولاد ہم نے تمہارے لئے لباس اتارے جو تمہاری شرمگاہوں کو چھپائے اور تمہاری زینت کا باعث ہو اس آیت سے معلوم ہوا کہ لباس کا دو مقصد ہے ایک تو پردہ پوشی دوسرے زینت ظاہر ہے کہ لباس مختلف قسم کے ہوتے ہیں اور آج کل کے دور میں بہت سے ایسے لباس بھی ہیں جن سے صحیح

معنوں میں پردہ پوشی نہیں ہوتی اور لوگ فیشن کیلئے خوب خوب اسکا استعمال کر رہے ہیں بالخصوص عورتوں کیلئے سینکڑوں قسم کے لباس تیار ہو رہے ہیں، جس سے پردہ پوشی کے بجائے جسم کی نمائش ہوتی ہے اور دیکھنے میں آتا ہے کہ مرد تو پورے جسم پر کپڑے پہنے ہوتے ہیں حتی کہ ٹخنہ بھی چھپا کر چلتے ہیں جبکہ ان کے لئے ٹخنہ کا کھلا رکھنا ضروری اور چھپانا باعث گناہ ہے خواہ نماز کے اندر ہو یا نماز کے باہر اور عورتیں جن کے جسم کے ہر ہر عضو کا چھپانا ضروری ہے حتی کہ بال کھلا رکھنا بھی صحیح نہیں مگر بڑے ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ عورتیں ایسے لباس پہنتی ہیں جس سے ان کے بدن کی نمائش ہوتی ہے اور جسم کے بیشتر حصے کھلے رہتے ہیں جبکہ عورتوں کیلئے یہ ناجائز اور حرام ہے لباس ایسا ہونا چاہیے، جس سے صحیح معنوں میں پردہ پوشی ہو۔

قرآن میں بھی قمیص کا ذکر

حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کپڑوں میں قمیص زیادہ پسند تھا اور چادروں میں یمنی چادر زیادہ پسند تھی، قرآن میں سورہ یوسف میں یوسف علیہ السلام کی تین قمیص کا تذکرہ ہے ایک قمیص وہ تھی جن کو بھائیوں نے جھوٹے خون (یعنی جانور کے خون) میں رنگ کر اپنے والد یعقوب علیہ السلام کے سامنے بطور ثبوت پیش کیا کہ یوسف کو بھیڑیا لے گیا۔ دوسری وہ قمیص تھی جو یوسف علیہ السلام کے گناہ سے بچنے کیلئے بھاگتے وقت زلیخا نے پیچھے سے دامن پکڑا تو پیچھے کا دامن پھٹ گیا تھا جس کو بطور دلیل عزیزِ مصر کے سامنے پیش کیا گیا تھا، تیسری وہ قمیص تھی کہ جب بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کو ننگے بدن کنویں میں ڈالا تو تو جبرئیل علیہ السلام نے جنت کی قمیص ان کو پہنائی ،علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جلالین شریف میں اور محشی نے اس کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ جس وقت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں ڈالا تھا اس وقت یہی قمیص

ان کے بدن پر تھی، ان کے انتقال کے بعد حضرت اسحٰق علیہ السلام اس قمیص کے وارث ہوئے اور ان کے انتقال کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام اس کے وارث ہوئے۔ یعقوب علیہ السلام قمیص کو کبھی کبھی یوسف علیہ السلام کے گلے میں ڈال دیتے تا کہ وہ نظرِ بد سے محفوظ رہیں، وہ اس قمیص کو بانس کی لاٹھی پر جس کے سرے کو چاندی سے ملمع کیا گیا تھا لٹکا دیتے تھے۔ جس وقت بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کو ننگا کر کے کنویں میں ڈالا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس قمیص کو وہاں سے لے جا کر یوسف علیہ السلام کو پہنا دیا۔

قمیص اس اعتبار سے بھی اہم ہے کہ اس سے دین کی تعبیر لی گئی ہے، ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سویا تھا تو میں نے دیکھا کہ لوگوں کو مجھ پر پیش کیا جارہا ہے اور انکے بدن پر قمیص ہے ان میں سے بعض کی قمیص سینے تک ہے اور بعض کی اس سے زیادہ ہے اور مجھ پر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو پیش کیا گیا تو ان کی قمیص زمین پر گھسٹ رہی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ اس سے آپ نے کیا تعبیر لیا؟ تو آپ نے فرمایا دین یعنی عمر میں دینداری زیادہ ہے قمیص خلافت کا بھی استعارہ ہے، حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان! اللہ تعالیٰ تم کو قمیص پہنائیں گے تو اگر لوگ اس کو اتارنے کی کوشش کریں تو تم اس کو مت اتارنا، اس حدیث میں قمیص سے خلافت مراد ہے۔ یعنی خلافت سے دست بردار مت ہونا۔ لباس میں انبیاء نے عموماً قمیص کا استعمال کیا ہے۔

ہم لباس میں بھی غیروں کی تقلید سے بچیں

الحمدللہ آج بھی علماء وصلحا قمیص ہی استعمال کرتے ہیں البتہ عوام نے قمیص کو چھوڑ کر غیروں کی تقلید میں فیشن کے نام پر پینٹ اور شرٹ کا کثرت سے استعمال کرنا شروع کر دیا، جبکہ کُرتے میں جو رونق ہے وہ دوسرے کپڑوں میں کہاں مل سکتی ہے

ایک تو سستا بھی ہوتا ہے اور دیدہ زیب بھی ہوتا ہے اس لئے مسلمانوں کو کثرت سے قمیص ہی استعمال کرنا چاہیے اور پینٹ شرٹ جو غیروں کی طرف سے آیا ہے اس سے احتیاط کرنا چاہیے اور پینٹ پہننے والے کو دیکھیں گے کہ ٹخنہ سے نیچے ہی پہنے گا۔ جبکہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ٹخنہ کا جو حصہ پائجامہ کے نیچے رہیگا وہ جہنم میں جلے گا پائجامہ یا پینٹ یا لنگی جو بھی ٹخنوں سے نیچے پہنے جائیں ہر ایک کا ایک ہی حکم ہے، دشمنان اسلام چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو ایک ایک حکم سے برگشتہ کردیں اور ان کے دلوں سے اسلام کی قدر و اہمیت نکال دیں تا کہ وہ ہمارے غلام بن کر رہ جائیں اور ہم جس طرح چاہئیں انکو اپنے مقصد کیلئے استعمال کرتے ہیں آج فیشن کے نام پیغمبر اسلام کی ایک ایک سنت کو مٹانے کی کوشش کی جارہی ہے اور مسلم نوجوان لڑکے اور لڑکیاں فیشن کے ایسے گرویدہ ہیں کہ سب کچھ کرنے کیلئے تیار ہیں اسلام کا ہم سے کیا مطالبہ ہے محمد عربی ﷺ ہم سے کیا چاہتے ہیں ہمیں اسکی کوئی فکر نہیں مرنے کے بعد ہم کو ایک ایک حکم کا حساب دینا ہوگا اسلئے آج ہی اس کی تیاری کریں تا کہ مرنے کے بعد کف افسوس ملنا نہ پڑے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کے ایک ایک حکم زندہ کرنیکی توفیق فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

اسلامی ذبیحہ جدید سائنس کی روشنی میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَمَآ اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ وَالْمُنْخَنِقَۃُ وَالْمَوْقُوْذَۃُ وَالْمُتَرَدِّیَۃُ وَالنَّطِیْحَۃُ وَمَآ اَکَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَاذَکَّیْتُمْ وَمَاذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ، ذٰلِکُمْ فِسْقٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ۔

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اسلام نے جن چیزوں کو آج سے چودہ سو سال پہلے بنایا دنیا ان چیزوں تک آج سائنس کے ذریعہ تھوڑی بہت رسائی حاصل کر رہی ہے اور اسی کو سائنس تحقیق کا نام دیتی ہے اسلام نے جن چیزوں کا حکم دیا انہیں کو بجالانے میں دنیوی واخری فلاح و بہبودی ہے اور جن چیزوں سے منع کر دیا ان چیزوں سے رکنا ہی ہمارے لئے بلکہ ساری انسانیت کیلئے مفید ہے اسی سے آدمی کی صحت برقرار رہے معاشرے میں امن وامان اور سکون کی فضا قائم ہوسکتی ہے اس وقت مجھے اسلامی ذبیحہ کے تعلق سے کچھ باتیں عرض کرنی ہے۔

آسمانی ہدایات کے مطابق اسلام میں مردار اور خون کو حرام قرار دیا گیا ہے۔(بقرہ ۱۷۳) نزول کتاب کے وقت تک انسانوں کو اس کی اہمیت کا اندازہ نہ تھا۔ حیرت تو اس بات کی ہے کہ آج بھی لوگ ان کی مضرتوں سے ناآشنا ہیں۔ سائنس اور طبی مشاہدات کا آفتاب طلوع ہونے کے بعد بھی ہنوز تاریکی چھائی ہوئی ہے لیکن بعد کو جب سائنٹفیک طور پر خون کے اجزاء کی تحلیل کی گئی تو معلوم ہوا کہ اسلامی احکام نہایت درجہ اہمیت کے حامل ہیں جس سے اسلام کی حقانیت، ہمہ دانی اور حکیمانہ نوعیت کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

خون کی ماہیت

خون کے متعدد تجزیوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خون میں یورک ایسڈ اور دیگر تیزابی مادے موجود رہتے ہیں جس کی وجہ اس کا بطور غذا استعمال سخت مضرت رساں ہے۔ یوں ہی غور کیا جائے کہ خون تو جسم کا ایک فضلہ Residue ہے جس میں متعدد امراض کے جراثیم اور خود جسم کے تحلیل شدہ خلیات Cells اور اس طرح تمام جسم کی گندگیاں خون ہی میں موجود رہتی ہیں۔

ماہرین طب اس بات پر متفق ہیں کہ بہتا ہوا خون (دم مسفوحا) کا استعمال چاہے وہ کیمیائی (کیمیکل) ہو یا طبی (میڈیکل) یا طبعی (فزیکل) صحت انسانی کے لیے ضرر رساں ہے۔(بحوالہ ٹکسٹبک آف فزیالوجی)

مردار جانوروں کا گوشت حرام کیوں؟

کسی جاندار کی موت جب واقع ہوتی ہے کہ اس میں مزید طاقت زیست باقی نہ رہی ہو، یا اس کو کوئی نہ کوئی جسمانی مرض لاحق ہو گیا ہو اور نہ معلوم اس کی وجہ

سے اس کے جسم میں کس قدر بگاڑ پیدا ہو چکا ہو یا اس کی موت کا سبب اس کا خارجی ضرر یا زہریلا مادہ ہو جو اس کے خاتمہ کا سبب بن سکتا ہے غرض اس میں سے کوئی نہ کوئی وجہ ہو مردار کے خون میں اور اس کے جسم کے ہر ہر عضو میں مضر صحت مادے موجود رہتے ہیں اس لئے شریعت مطہرہ نے انہیں کھانے سے قطعاً منع کیا اور (میتۃ) مردار کے گوشت کو حرام قرار دیا۔(۲-۱۷۳)

(بیکٹر یالوجی) علم الجراثیم کے لحاظ سے بھی مردار کے ہر ڈھائی سینٹی میٹر وزنی گوشت میں ہر منٹ پر دو لاکھ سے زائد جراثیم کا اضافہ ہوتا رہتا ہے جس سے مردار کے خطرناک اور مضر صحت ہونیکی چشم دید گواہی دی جا سکتی ہے۔

سامعین کرام

آپ کی معلومات کے لئے عمدہ گوشت کی چند خصوصیات بھی تحریر کردی جائیں تو مناسب رہے گا۔ Meat Hygiene کے عنوان سے ڈاکٹر پارکنے اس کی چند خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً

۱: **رنگ** ۔رنگت کے اعتبار سے صحتمند گوشت نہ پھیکا ہوگا نہ بے رونق نہ گہرا ہوگا نہ نیلا۔

۲: **چھونے میں** ۔اچھا گوشت چھونے میں بستہ لچکدار ہوگا نہ کہ پتلا یا ڈھیلا۔

۳: **بو کے اعتبار سے** : بو بھی خوشگوار ہونی چاہئے(بحوالہ P.S.Medicine K.Park p.178) اس قسم کا معیاری گوشت جس کو حکومتیں صحت عامہ کی رو سے جانچ کر فروخت کی اجازت دیتی ہیں حیرت ہوگی کہ یہ سب خصوصیات ان جانوروں کے گوشت میں بیک وقت موجود ہوتی ہیں جو اسلامی طریقہ پر ذبح کئے جاتے ہیں۔

شرعی حکم ذبیحہ کی ٹیکنیک میں نو دریافت حکمتیں

ذبیحہ سے مراد حلال جانور کو اس کے خالق (اللہ تعالی) کے نام پر ایسے طریقے سے جو اسی کا بتلایا ہوا ہے ذبح کرنا۔ اس طریقۂ ذبح سے ذبیحہ جانور کا خون جو نجس ہے بآسانی اور بلا شدید اذیت بیک وقت بہ بآسانی نکل جاتا ہے اور ایسا گوشت پاک اور صاف حلال، کھانے کے قابل ہو جاتا ہے۔ (فقہ)

اسلامی ذبیحہ کے شرائط

ذبح میں حلقوم کے حسب ذیل چار رگوں کا کاٹنا ضروری ہے۔

ا۔ نرخرہ (ہوا کی نالی) Trachea

۲۔ مری (غذا کی نالی) Oesaphagons

۳و۴۔ گردن کے دونوں (جانبین) حلق کی شہ رگیں Jugular Veins

اسلامی ذبیحہ کا طریقہ

جانور کو پانی پلا کر بائیں پہلو پر لٹائیں (اس طرح پر کہ اس کا سر جنوب اور منہ قبلہ کی طرف رہے) اور اسی ترتیب سے ہاتھ پیر پکڑیں۔ پھر اپنے دائیں ہاتھ میں تیز چھری لیکر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر قوت اور تیزی کے ساتھ گلے پر گانٹھی کے نیچے چھری چلائیں اس انداز پر کہ یہ چاروں رگیں کٹ جائیں لیکن سر جدا نہ ہو کاٹنا ختم ہوتے ہی جانور کو چھوڑ دیں۔ ذبح میں گلا اتنا کاٹنا کہ سر علیحدہ نہ ہو جائے یا حرام مغز یعنی گلے کی ہڈی کے گودے تک چھری نہ پہنچ جائے ورنہ ایسا کرنا مکروہات میں داخل ہو جائے گا۔ (نصاب اہل خدمات شرعیہ۔ حصہ دوم ص:۳۹) بعض اقوام میں جھٹکہ کا رواج ہے لیکن اسلام نے اس کو مکروہ اور دیگر وجوہ کی بنا پر حرام قرار دیا ہے۔

اسلامی ذبیحہ میں گردن کا جدانہ کرنے کی حکمت پر روسی ماہرین کا انکشاف

ماہرین لکھتے ہیں کہ طبی دنیا میں بالائے صوت Super Sonic آلات کے استعمال سے یہ ممکن ہوسکا کہ دوران خون سے متعلق ریڑھ کی ہڈی کے خلیات (Cells) کے وہ گروپ دریافت کئے جارہے ہیں جواب تک انجانے تھے۔اب ظاہر ہوگیا ہے کہ وہ دل اورعروق (شریانوں) کی سرگرمی کے سگنل اعصاب اور دماغ کو پہنچاتے رہتے ہیں اور پھر وہاں سے ریڑھ کی ہڈی میں پہنچتے ہیں۔

Vertebral Colum had schemic control on Nervous System of Heart and vessels of the body-(Ref. Soviet Union no P.310-1982)

جب کہ گردن مہروں کو دل اور جسم کے تمام شریانوں پر حکیمانہ کنٹرول حاصل ہے (تقریباً بغیر کسی تبدیلی کے) اوراس کے بعد ریڑھ کی ہڈی سے کچھ تعاقل کے بعد براہ راست حکم کی شکل میں دل اور دماغ تک یہ تحریکات مسلسل آتے اور جاتے رہتے ہیں۔جس سے ذبیحہ کا پورا خون خارج ہوجاتا ہے۔یہ تو معلوم ہے کہ مذبوحہ جانور کے جسم کا پورا خون جو مضر اور حرام ہے اس طرح اسلامی طریقہ ذبح سے بالکل خارج ہوجاتا ہے،اسلامی ذبیحہ میں گردن کے مہروں کے جدانہ کئے جانے کے سبب جانور کے دل اور دماغ کے درمیان کامل موت تک اس طرح اعصابی تعلق قائم رہنے کے سبب ذبیحہ جانور کا خون کامل طور پر خارج ہوجاتا ہے۔ورنہ عضلات میں خون باقی رہنے کی وجہ سے گوشت میں یورک ایسڈ ودیگر سمی مواد کی وجہ سے ایسا گوشت مضر صحت بن جاتا ہے۔

اسلامی ذبیحہ کی حکمتوں پر جرمن پروفیسر کا انکشاف

اسلامی ذبیحہ کے سلسلے میں جرمن کے مشہور پروفیسر ولیم ولف جو بین الاقوامی شہرت کے حامل ہیں لکھتے ہیں کہ حیوانات کے ذبیحہ کا طریقہ جو شارع اسلام نے تلقین فرمایا ہے وہ بہت ضروری اور اہم ہے جسم کی گرمی، موسموں کی حدت، جانوروں کے خون میں کچھ ایسے فاسد مادے پیدا کر دیتے ہیں جو بہت سی بیماریوں کا سبب بنتی ہیں اس لئے ذبیحہ کا ویسا عمل جس کے ذریعہ جانور سے کثرت سے خون کا اخراج ہو جائے بیحد ضروری ہے۔ (بحوالہ مصابیح عقلیہ)

عربی کا ایک مقولہ ہے۔ اَلْفَضْلُ مَاشَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ اردو میں اسکا ترجمہ ہے جادو وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے یعنی فضل و کمال تو اسے کہتے ہیں کہ دشمن بھی جسکی گواہی دے سچ بات تو یہ ہے کہ اسلام کا کوئی بھی حکم ایسا نہیں ہے جو انسانی عقلوں سے متصادم ہو بلکہ ہر ایک حکم عقلی و نقلی دلیلوں سے ثابت ہے اسلام کے ایک ایک حکم پر ریسرچ اور تحقیق کی جاتی ہے بسا اوقات یہ ریسرچ اور تحقیق انسان کو راہ حق کی طرف رہنمائی کرنیوالی ثابت ہوتی ہے اور اخباروں کی سرخیاں بتا رہی ہیں کہ بڑے بڑے سائنسداں اسلام قبول کر رہے ہیں۔ اسلام ایک معتدل مذہب ہے جس میں کسی طرح کی کمی بیشی کی قطعاً گنجائش نہیں۔ اسلام کا ایک شعار ختنہ کرنا بھی ہے۔ بہت سے غیر مسلم بھی آج اپنے بچوں کا ختنہ محض اس بنیاد پر کراتے ہیں کہ اس کی وجہ سے بہت سی بیماریوں سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ نماز، روزہ، زکوۃ ہر ایک بڑے چھوٹے حکم میں انسان کیلئے دنیوی و اخروی فلاح و نجات ہے۔ اللہ تعالیٰ اسلام کے ایک ایک حکم پر ہم سب کو عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ☆

حب مصر میں آزادیٔ نسواں اور حجاب

موضوعِ بحث تھا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میں نے جو آیت کریمہ آپ کے سامنے پڑھی ہے یہ سورۂ احزاب کی آیت ہے اللہ رب العزت نبی کریم ﷺ کو حکم فرمارہے ہیں اے نبی اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادیجئے کہ اپنی چادریں اپنے اوپر ڈال لیں، یہ دورِ نبوت کی برگزیدہ خواتین کو حکم ہورہا ہے اب آپ اندازہ لگائیں وہ دور جس میں خود نبی کریم ﷺ کی معصوم ذات گرامی جلوہ افروز ہے اور صحابہ وصحابیات کی عظیم الشان ہستی موجود ہے

جہاں گناہ کے امکانات بہت کم شریعت کے ایک ایک حکم کی اطاعت و پیروی میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کا جذبۂ صادق موجود ہے تو آج کے پرفتن دور میں جبکہ قدم قدم پر شریعت کے قانون کی دھجیاں اڑائی جارہی ہیں کیا پردہ اور حجاب پہلے سے کہیں زیادہ ضروری نہیں ہے؟

پردے کے متعلق، ڈاکٹر احسان اللہ فہد نے ڈاکٹر شیخ عبداللہ پاپا میاں (جو ہندوستان میں 1874ء کے دوران تعلیم نسواں کے بانی تصور کئے جاتے ہیں) کے نظریات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حجاب کے تعلق سے پاپا میاں کا شرعی پردے پر اصرار اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ شریعت کے مخالف نہ تھے البتہ رسم ورواج کے چنداں قائل نہ تھے۔ جس زمانے میں انہوں نے شرعی حجاب کی حمایت کی پورے عالم اسلام میں حجاب موضوع گفتگو بنا ہوا تھا مصر اور عالم عرب میں آزادیٔ نسواں کا غلغلہ تھا اور حجاب موضوع بحث تھا، ایک طبقہ آزادیٔ نسواں کا قائل اور حجاب کا سخت مخالف تھا۔ اس طبقے کا خیال تھا کہ حجاب عورتوں کی آزادی اور اس کی ترقی میں مانع ہے۔ نیز لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم اور عملی زندگی میں ان کی سرگرم شرکت کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے اس سے چھٹکارا پانے کے بعد ہی اسے حقیقی آزادی مل سکتی ہے۔ اس طبقے کی نمائندگی قاسم امین (۱۸۶۳ء ۱۹۰۸) سعد زغلول (۱۸۵۷ء ۱۹۲۷ء) ولی الدین یکن (۱۸۷۳ء ۱۹۲۱ء) ہدی ہانم شعراوی (۱۸۸۲ء ۱۹۴۶ء) اور می زیادہ (۱۸۸۶ء ۱۹۴۱ء) جیسے ادیب اور عظیم شخصیات نے کی۔ انہوں نے اپنی تقریروں اور تحریروں سے عرب دنیا کو متاثر کیا۔

وہ زیادہ حجاب کی سخت مخالف تھیں، ان کا خیال تھا کہ عورت کی اپنی پہچان اس کا حسن ہے۔ اسے اپنے حسن کو نکھارنے اور اپنی ذات کو دوسروں کی نظروں میں دیدہ زیب بنانے کی کوشش کرنی چاہئے، چاہے وہ گھر میں ہو یا کسی محفل میں۔ اسے

ہر جگہ اپنی آواز کی کھنک، مسکراہٹ، ظریفانہ گفتگو اور جسمانی کشش سے سامعین اور ناظرین کا دل جیتنا چاہیے۔ چنانچہ پردے پر تنقید کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ:

میرا خیال ہے کہ عورت کے وجود کا فطری تقاضا ہے کہ وہ خوبصورت ہو جس طرح کہ نوعِ انسانی کے وجود کا تقاضا ہے کہ وہ ذہین و چاق و چوبند ہو اور جس طرح آدمی کی ذہانت علم، تجربہ اور معلومات سے تیز ہوتی ہیں اسی طرح عورت کا حسن بھی زیب و زینت، ہوشیاری اور سلیقہ مندی سے نکھرتا ہے لڑکی کا حق ہے کہ وہ گھر کی ملکہ، خاندان کی ماں کسی مجلس کی زینت ہو۔ وہ خود جہاں چاہے جائے اور دوسرے لوگ اس سے ملنے آئیں، اس کا وجود اس لیے نہیں ہے کہ وہ کسی گوشہ میں بیٹھ کر زہد اور رہبانیت کی زندگی گزارے، اس لیے ضروری ہے کہ جس مقصد کے لیے اس کو وجود بخشا گیا ہے اسی کے مطابق اس کی پرورش ہو یعنی وہ گھر کو سلیقے مندی سے رکھے، سماج کو بنائے سنوارے اور جس محفل میں بھی رہے وہاں لطف و انسیت عام کرے، جس طرح یہ ضروری ہے کہ اس کی آواز کھنک دار ہو، اس کی مسکراہٹیں حلاوت بخش ہوں اور اس کی گفتگو ظریفانہ ہو، اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ اس کا جسمانی حسن بھی نگاہوں کو بھائے''۔ (بحوالہ عائشہ تیموریہ، حلیۃ الطراز، دیوان عائشہ التیموریہ ص ۱۴۴۔ بحوالہ ڈاکٹر سطوٹ ریحانہ، مصر میں آزادئ نسواں کی تحریک اور جدید عربی ادب پر اس کے اثرات، اردو اکاڈمی اتر پردیش ۲۰۰۱ء ص ۱۵۴۔۱۵۵)

دوسرا طبقہ آزادئ نسواں کا ایک حد تک قائل اور پردے کا حامی تھا اس طبقے کا خیال تھا کہ ہمارے معاشرے میں فساد کا بنیادی سبب یہ ہے کہ ہمارے ہاں عورتوں کو اسلاف کی روایات کے برخلاف جاہل رکھا جاتا ہے، ہمارے اسلاف میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں جن سے ہم تک نصف علوم دین پہنچے ہیں۔ احادیث کی روایت کرنے والیں اور دین کی سوجھ بوجھ رکھنے والی سینکڑوں صحابیات اور تابعیات ہیں اور صدر اول میں پائی جانے والیں ہزاروں ذی علم اور شاعر خواتین

ہیں۔ اس طبقے کی نمائندگی عبدالرحمٰن کواکبی (۱۸۵۴ء۔۱۹۰۲ء) باحثہ بادیہ (۱۸۸۶ء۔۱۹۱۸ء) شیخ محمد عبدہ (م ۱۹۰۵ء) عبدالقادر مغربی (۱۸۶۷ء) احمد لطفی السید (۱۸۷۲ء۔۱۹۶۳ء) سید جمال الدین افغانی (م ۱۸۹۷ء) سید رشید رضا (۱۲۸۲ھ۔۱۳۵۴ھ) جیسے علماء وفضلا اور ادیب وشعراء نے کی۔

عورت کیلئے گھریلو ذمہ داریاں ہی کافی ہیں

اللہ رب العزت نے عورت کی جسمانی ساخت کچھ اس انداز پر رکھی ہے کہ وہ اہم کاموں کو انجام دینے کی استعداد وصلاحیت نہیں رکھتی اس کیلئے تو گھریلو ذمہ داریاں ہی اتنی کافی ہیں کہ وہ باہر کے امور کی انجام دہی سے بے خبر رہے مگر افسوس ہے ان لوگوں پر جو آزادیٔ نسواں کا نعرہ بلند کر کے عورت کو اسکے مقصد اصلی سے ہٹا کر بازاروں ہوٹلوں اور آفسوں میں لاکھڑا کر دیا یہ بات بری باعث تسویش ہے۔

اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے اور مسلم خواتین کو اسلامی احکامات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

اپریل فول دھوکے بازی کا دوسرا نام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو، جیسے جیسے زمانہ دور نبوت سے بعد ہوتا جارہا ہے اسلامی تہذیب وتمدن اور اسلامی ثقافت میں غیروں کی طرف سے بہت سی باتیں داخل ہوتی چلی جارہی ہیں مغربی معاشرہ وکلچر اور وہاں کی آوارہ اور گندی تہذیب اسلامی تہذیب وتمدن کے سراسر مخالف ہے اسلام ایک عالمگیر اور آفاقی مذہب ہے کسی خاص ملک اور خاص قبیلہ وخاندان کیلئے ہرگز نہیں آیا۔

امت مسلمہ کو اقوام عالم پر یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس کے پاس اپنی تہذیب ہے، اپنی ثقافت ہے، اس کے پاس وہ دین ہے جو پوری دنیا کے لئے نمونہ ہے، وہ ایک ایسے خزانہ کی مالک ہے جس کے اندر دنیا کی دوسری اقوام کو مالا مال کردینے کی

بھرپور صلاحیت ہے، لیکن صد حیف کہ آج مغربی کلچر اس کے اندر اس طرح حلول کر گیا ہے کہ اس کا اپنا کلچر خود اس کی نگاہ میں بے حیثیت ہو کر رہ گیا ہے تہذیب جدید نے اس ممتاز قوم کے فرزندوں کی نگاہیں اس درجہ خیرہ کر دی ہیں کہ ان کا طائر فکر وخیال کی پرواز محدود ہو کر رہ گئی ہے اب انہیں وہی نظر آتا ہے جو مغربی تہذیب و ثقافت پیش کرتی ہے، وہ انہیں کی نگاہ سے دیکھتے اور انہیں کی فکر سے سوچتے ہیں علامہ اقبال نے سچ کہا تھا۔

تیرے صوفے ہیں افرنگی تیرے قالین ہیں ایرانی
لہو مجھ کو رلاتی ہے جوانوں کی تن آسانی

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ آج ملت کے نوجوانوں کو نہ اپنی تاریخ سے واقفیت ہے نہ باطل کی دسیسہ کاریوں سے آشنائی انہیں نہ اپنی ذات پر اعتماد ہے نہ اپنی عزت واقبال کا احساس، ان کے صوفے افرنگی ہیں، ان کے قالین ایرانی ہیں، انکا آئیڈیل مغرب ہے، اور ان کا نمومہ مغربی تہذیب کے حاملین ہیں، وہ تہذیب و ثقافت کے اعتبار سے آج تک مغرب کے غلام ہیں، وہ صبح سے لیکر شام تک اور شام سے لیکر صبح تک اسی کی نقالی اور پیروی کرتے ہیں، اپریل فول اس حقیقت کی کھلی دلیل ہے جو مسلم معاشرے میں ایک رسم کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔

اس رسم کے تحت اپریل کی پہلی تاریخ میں جھوٹ بول کر کسی کو دھوکہ دینا اور کسی کو بیوقوف بنانا نہ صرف جائز خیال کیا جاتا ہے بلکہ اسے قابل داد قرار دیا جاتا ہے، جو شخص جتنا صاف جھوٹ بول کر جتنی چابک دستی سے کسی کو بیوقوف بنانے میں کامیاب ہو جاتا ہے اسے اتنا ہی قابل تعریف اور باکمال سمجھا جاتا ہے۔

یہ رسم اسکول، کالجز کے منچلے طلبہ اور طالبات، مسخروں اور ملت کے نوجوانوں کیلئے اتنی من پسند ہوتی ہے کہ اس کے انتظار میں وہ دن گنتے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا

ہے کہ حسرتیں اور آرزوئیں ان کے آوارہ دلوں کی دھڑکنیں بن جاتی ہیں حالانکہ یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں کہ اس رسم بد کے موجد انگریز ہیں، جی ہاں انگریز! احمق بنا کر گمراہ کر دینا جن کی فطرت اور شرست میں داخل ہے اور دنیا جانتی ہے کہ اس فن میں انہیں دسترس اور مہارت تامہ حاصل ہے۔

اس رسم کی ابتدا کیسے ہوئی اس بارے میں ہمارے مورخین کے اقوال مختلف ہیں، بعض کا کہنا ہے کہ فرانس میں 17 ویں صدی عیسوی سے پہلے سال کا آغاز جنوری کے بجائے اپریل سے ہوا کرتا تھا، اس مہینہ کو رومی لوگ اپنی دیوی وینس کی طرف منسوب کر کے مقدس سمجھا کرتے تھے، اس لئے یکم اپریل کے دن کو لوگ جشن منایا کرتے تھے اور اسی جشن کا ایک حصہ مذاق بھی تھا جو رفتہ رفتہ اپریل فول کی شکل اختیار کر گیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس جشن مسرت کے روز لوگ ایک دوسرے کو تحفے تحائف دیا کرتے تھے، ایک مرتبہ کسی نے تحفہ کے طور پر کوئی مذاق کیا جو آخر کار رواج پکڑ گیا۔

اس رسم کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ جب اسپین کی تمام ریاستیں مسلمانوں کے باہمی چپقلش کی وجہ سے ایک ایک کر کے نکلنے لگیں سب سے پہلے طلیطہ پر عیسائیوں نے قبضہ کر لیا پھر شبیلیہ اور پھر قرطبہ پر، یہاں تک کہ اسپین میں مسلمانوں کا آخری قلعہ غرناطہ صرف باقی رہ گیا تھا لیکن حکمرانوں کی غداری کی وجہ سے دو جنوری 1392 کو ایک معاہدہ کہ تحت آخری حکمراں ابوعبداللہ نے الحمراء کی چابیاں کلیسا کے ہاتھوں سونپ دیں، معاہدے میں یہ بھی تھا کہ مسلمانوں کی جان و مال عزت آبرو کی حفاظت کی جائے گی لیکن اس ضمانت کے باوجود بھی کلیسا اپنے بھیانک روپ میں سامنے آیا۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کو عیسائی بننے پر مجبور کیا گیا جو

لوگ اپنے ایمان پر ڈٹے رہے، بغاوت کے جرم میں ان کو زندہ جلا دیا گیا، عزت وعفت کی دھجیاں اڑائی گئیں، جن لوگوں نے پہاڑوں اور غاروں میں پناہ لے رکھی تھی انکو چن چن کر قتل کیا گیا، مساجد کو قحبہ خانے، شراب خانے یا اصطبل میں تبدیل کر دیا گیا، اس فتح کے جشن میں کیتھولک عیسائی آج بھی جلوس نکالتے ہیں۔

جب مسلمانوں کو اسپین سے نکل جانے کا حکم دیا گیا تو مسلمان پناہ کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے تھے۔اس موقع پر کیتھولک عیسائیوں نے مسلمانوں کو یہ پیشکش کی کہ انہیں جہاز پر بٹھا کر مراقش چھوڑ دیا جائے گا، مسلمانوں نے اس پیش کش کو قبول کرلیا اور انہوں نے عیسائیوں پر اعتماد کیا، نتیجتاً ان بدبخت عیسائیوں نے جہاز سمیت مسلمانوں کو بحیرۂ روم میں غرق کر دیا۔ مغربی دنیا اس دھوکہ بازی کو ہر سال اپریل فول کے طور پر لوگوں کو فول (بیوقوف) بنا کر مناتی ہے۔

ہمیں اپریل فول جیسے لایعنی عمل کو ترک کرنیکا تہیہ کرنا چاہئے۔ وہیں ہمیں اس بات کا بھی تہیہ کرنا چاہیے کہ اب ہماری زندگی تہذیب حاضر سے بالکل مختلف اور سنت رسول کے عین مطابق ہوگی۔ خدا ہم سب کو توفیق سے نوازے۔ آمین!

غیروں کی تقلید

یہ تو ایک مثال ہے اس طرح کی کئی ایک برائیاں ہیں جو ہم نے غیروں سے سیکھ لی ہیں اور اسکو اپنے معاشرے کا حصہ بنا رکھا ہے فیشن کے نام پر اعدائے اسلام نے بہت سی سنتوں کی جنازہ نکال دیا نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاَزَارِ فِي النَّارِ ٹخنوں کا جو حصہ لنگی یا پائجامہ کے نیچے رہیگا وہ جہنم میں ہوگا کیا آج مرد اسکو فیشن سمجھ کر نہیں پہنتے ہیں؟ کیا ہماری مائیں اور بہنیں سر کھول کر چلنے کو فیشن نہیں سمجھتی ہیں؟ میں سب کو نہیں کہتی الحمد للہ بہت سی ایسی باحیا اور

اسلامی احکام کی پابند خواتین ہیں جنکے سر سے دوپٹہ نہیں سرکتا لیکن نئی نسل جو آرہی ہے اس کے فیشن پرستی کا رجحان بڑی تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے دوپٹے اور برقع جو عفت وناموس کی بقا وحفاظت کے لئے پہنے جاتے تھے انکا استعمال بھی آج صرف فیشن کے طور پر ہورہا ہے اور ہم نے غیروں کے طور وطریق اور تہذیب وتمدن کو اختیار کرلیا ہے جبکہ حضور اکرم ﷺ کا مبارک فرمان ہے۔ مَنْ تَشَبَّــهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِــنْهُــمْ جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہیں میں سے ہوگا۔ ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا خَالِفُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى یہود ونصاری کی مخالفت کرو اور ہم ہیں کہ حرف بہ حرف ملعون کی نقالی اور پیروی کررہے ہیں جن پر پیغمبروں نے لعنت فرمائی اللہ تعالی ہم کو اسلام کی اتباع وپیروی کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

چار خصلتوں میں دنیا و آخرت کی بھلائی پوشیدہ ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات! نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے جوامع الکلم سے نوازا گیا یعنی الفاظ تو بہت مختصر ہوتے ہیں مگر اس میں معانی وتشریحات کا بحر ناپیدا کنار ہوتا ہے۔ محدثین کرام نے حضور اکرم ﷺ کی قول و فعل کی تشریحات میں سیکڑوں ہزاروں کتابیں لکھ ڈالیں اور آج بھی نئے نئے جواہر نکالے جار ہے ہیں اور قیامت تک عطائے اسلام احادیث نبوی کی تشریح و تفہیم

کرتے رہیں گے آپ علیہ السلام اخطب العرب تھے، افصح العرب تھے، ابلغ العرب تھے۔ آپ علیہ السلام نے چار خصلتوں میں دنیا وآخرت کی بھلائی کر دیا۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَرْبَعٌ مَنْ اُعْطِیَهُنَّ فَقَدْ اُعْطِیَ خَیْرُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ قَلْبٌ شَاكِرٌ، وَلِسَانٌ ذَاكِرٌ، وَبَدَنٌ عَلَی الْبَلَاءِ صَابِرٌ، وَزَوْجَةٌ لَا تَبْغِیْهِ خَوْفًا فِیْ نَفْسِهَا وَلَا مَالِهٖ۔ (مشکوۃ ۲/۲۸۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس آدمی کو وہ دے دی گئی ہوں تو اس کو دنیا وآخرت کی بھلائی دے دی گئی اول شکر گذار دل۔ دوم: ذکر کرنے والی زبان۔ سوم: بلاؤں پر صبر کرنے والا جسم۔ چہارم: ایسی بیوی جو اپنی ذات میں اور شوہر کے مال میں خیانت کی خواہاں نہ ہو۔

شکر گذار دل یہ بڑی عظیم نعمت ہے جس کو شکر گذاری کی دولت مل گئی تو اسکو مزید نعمتیں اللہ تعالیٰ کرتا رہیگا ارشاد باری ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ اگر تم شکر کرو گے تو ہم تم کو مزید نعمتیں عطا کریں گے اسی ذکر کرنیوالی زبان بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے ذکر اور شکر اللہ نے ایکساتھ ذکر فرمایا فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ اللہ بندوں سے فرما رہے ہیں تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور تم میرا شکر کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔ انسان کے اوپر مصیبتیں اور بلائیں آتی رہتی ہیں اگر کسی پر غم ومصیبت پیش نہیں آتی تو اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ انسان ہی نہیں ہے مصیبتوں کے پیش آنے پر اللہ تعالیٰ صبر کرنے کو توفیق عطا فرمائے تو یہ بہت بڑی نعمت ہے چوتھی خصلت ایسی عورت جو شوہر کا مال اور اپنے نفس کے بارے میں خیانت کرنیوالی نہ ہو خود اپنے آپ کی حفاظت کرکے پاکدامن رہے اور شوہر کے مال کی بھی حفاظت کرے بیجا اس کو خرچ نہ کرے۔

حدیث مذکور میں نبی اکرم ﷺ نے چار ایسی خصلتوں کی نشان دہی فرمائی ہے کہ جو آدمی ان چار خصلتوں سے آراستہ ہو گیا تو اس کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائیوں کے دہانے کھل گئے، اس لئے ہر مسلمان کا اولین مقصد یہ ہونا چاہیے کہ وہ ان چار خصلتوں کو حاصل کرنے کی سعی و کوشش میں لگ جائے۔

اس دنیا میں دکھ اور رنج بھی ہے، آرام اور خوشی بھی، شادمانی بھی ہے اور غمی بھی، شیرینی بھی ہے اور تلخی بھی، سردی بھی ہے اور گرمی بھی، خوشگواری بھی ہے اور ناخوشگواری بھی، اور سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اسی کے حکم اور فیصلہ سے ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والے بندوں کا حال یہ ہونا چاہیے کہ جب ان کے حالات سازگار ہوں اور ان کی چاہتیں ان کو مل رہی ہوں اور خوشی اور شادمانی کے سامان میسر ہوں تو بھی وہ اس کو اپنا کمال اور اپنی قوت بازوں کا نتیجہ نہ سمجھیں، بلکہ اس وقت اپنے دل میں اس یقین کو تازہ کرلیں، یہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی بخشش ہے اور وہ جب چاہے اپنی بخشی ہوئی ہر نعمت چھین سکتا ہے، اسلئے کہ ہر نعمت پر اس کا شکر ادا کریں۔

شکرگزار بندے بنو

حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ جس نے لوگوں کا شکر ادا نہ کیا اس نے اللہ کا بھی شکر ادا نہ کیا، انسان چونکہ شکر کا محتاج ہوتا ہے جسکا ہم آئے دن مشاہدہ کرتے ہیں اگر کسی کے معمولی سے احسان پر ہم شکر ادا نہ کریں تو شکایتیں شروع ہو جائیں گی، جب کوئی شخص کسی بندے کے احسان کا شکر ادا نہ کیا تو سمجھو کہ وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہ کریگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ تو شکر کے محتاج ہی نہیں ہیں انسان ہر لمحہ اللہ کی نعمتوں میں ڈوبا ہوا ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے

ہیں کہ ہر سانس میں دو شکر واجب ہے ایک شکر تو اس پر کہ سانس صحیح سلامت اندر چلی گئی اور دوسرا شکر اس پر کہ صحیح سلامت سانس باہر آ گئی۔ اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو خوب پسند کرتے ہیں جو اللہ کا ہر لمحہ شکر ادا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ اے داؤد علیہ السلام کے خاندان کے لوگو میرا شکر کیا کرو اس لئے میرے شکر گذار بندے بہت کم ہیں انسان بہت بڑا ناشکرا ہے اس سے بڑی ناشکری اور کیا ہوگی کہ جس ذات نے پیدا کیا اور جو رزق دیتا ہے، بارش برساتا ہے، ہوائیں چلاتا ہے، اس کو چھوڑ کر غیر کی پوجا کرے، کنکر و شنکر اور دیوی دیوتاؤں کو خدا مانے، یہ سب سے بڑی ناشکری ہے، اپنے خالق و مالک کے ساتھ پھر بھی اللہ تعالیٰ کا رحم و کرم اور عفو و حلیم بھی ملاحظہ ہے اس پر بھی کوئی گرفت نہیں فرماتے بلکہ اس پر بھی اسی طرح نعمتوں کی بارش برساتے ہیں جس طرح شکر گذار بندوں پر۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ ہم کو اپنے قلیل بندوں میں شمار کر لے اور کثرت سے شکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ چار خصلتیں جو بیان کی گئیں ہیں وہ ہمارے اندر بھی پیدا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

علم دین حاصل کرنا عورتوں پر بھی فرض ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

قابل صداحترام معلمات عزیزہ طالبات بزرگ ماؤں پیاری بہنو! علوم دینیہ کا حاصل کرنا ہر ایک مسلمان پر فرض ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت باقاعدہ طور پر عالم بننا مفتی بننا ہر ایک پر فرض اور ضروری نہیں ہے اور ہو بھی نہیں سکتا۔ البتہ دین کی اہم اور موٹی موٹی باتوں کا جاننا تو ہر ایک کیلئے ضروری ہے اسلئے شریعت کے احکام کا ہر مسلمان مکلّف ہے۔ الحمد للہ آج کا دور ایسا نہیں ہے کہ کوئی علم دین حاصل کرنا چاہے اور اسکو مشکل پیش آئے وہ تو پہلے کا زمانہ تھا کہ علم حاصل کرنے کیلئے مشکلات پیش آتی تھیں اور دور دراز کا سفر کرنا پڑتا تھا اب تو مدارس ومکاتب کی کثرت ہوگئی

ہے گاؤں گاؤں، قریہ قریہ میں مکاتب و مدارس کا جال بچھا ہوا ہے ویسے مدارس کا سلسلہ بھی کوئی نیا نہیں بلکہ بہت پہلے ہی مدارس قائم ہوتے رہے ہیں۔

چوتھی صدی میں قرآنی مدارس کا انتظام ہوا، بنات الاسلام کی طرف سے سب سے پہلا قرآنی مدرسہ مغرب اقصیٰ کے شہر فارس میں ۲۴۵ھ میں قائم ہوا۔ جو آج بھی جامعہ قزوین کے نام سے موجود ہے، ایسی عورت جو علوم دینیہ کا شوق نہ رکھتی ہو، وہ کسی بھی حد تک اپنے شوہر کی معاون ہو سکے گی، کیا عورت کا وجود محض گھر کو صاف کرنا، کھانا پکانا اور بچے سنبھالنا (سنبھالنا کہا ہے تربیت نہیں) تک محدود نہیں رہ جائے گا؟ اور شوہر کو خوش رکھنا، کیا یہ محض اس لئے تو نہیں ہوگا کہ بہر حال شوہر کے گھر کے بعد عورت کیلئے معاشرتی پناہ کہیں اور نہیں ہوتی اور پھر رسول اللہ ﷺ کی امت کی زندگی تو بہت مختصر ہے نا، اس کیوجہ سے اجر بہت زیادہ ملتا ہے نامہ اعمال کھلا ہی رہتا ہے عورت کو صرف ان کاموں میں بند کر کے علمی و عملی کاموں کے اجر و ثواب سے محروم نہیں ہو جائے گی؟

اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو اپنے امر سے بنایا اور صرف انسان کو اپنے دست مبارک سے پیدا کیا اور اپنا نائب بنایا۔ اللہ رب العزت اپنے بندے سے ایک ماں کی نسبت ستر گنا زیادہ محبت کرتے ہیں اس لئے اللہ رب العزت ہی بہتر جانتے ہیں کہ مرد و عورت کی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے کن علوم کی پہلے ضرورت ہے ارشاد ربانی ہے وَاذْكُرْ مَايُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةَ (الایۃ) اور یاد کرواے عورتو! اللہ تعالیٰ کی باتوں کو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اور دانائی کی باتوں کو۔

سورہ نور میں چونکہ خواتین سے متعلق احکامات عفت، پردہ، استیذان وغیرہ قدرے تفصیل سے درج ہیں، اسلئے آنحضرت ﷺ نے خواتین کو سورۂ نور کی تعلیم

دلانے کی خصوصی ترغیب دی (قرطبی) اب سب سے پہلے اس امر کی ضرورت ہے کہ عورتیں قرآن کی بنیادی علوم سیکھیں کیونکہ قرآنی علوم کا سیکھنا فرض ہے جبکہ ایسے علوم جن کا تعلق معیشت یا سائنسی ترقی سے ہے ان کا سیکھنا مسلمان عورتوں کیلئے ضروری نہیں۔ ہاں مردوں کیلئے اس کا سیکھنا لازم ہے بلکہ فرض کفایہ ہے بلکہ سارے فقہاء ومجتہدین نے لکھا ہے کہ ایسے علوم وفنون جن کی عوام کو ضرورت ہو اور مسلمانوں میں اس کے ماہرین نہ ہوں تو سارے مسلمان گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوں گے۔ اسلام علوم جدیدہ کا بھی داعی ہے۔ (دیکھئے فتاویٰ عالمگیری فتاویٰ سراجیہ)

اس لئے عصری علوم میں مہارت پیدا کرنا مردوں کی ذمہ داری ہے تاکہ مسلمان غیروں کے دست نگر بن کر زندگی نہ گذاریں۔ البتہ عورتوں کیلئے عصری علوم کی ضرورت نہیں انکو معاشی ذمہ داریوں سے اسلام نے سبکدوش کیا ہے صرف مردوں ہی کے ذمہ معاشی ذمہ داری ڈالی گئی اور عصری علوم کے معاشی زندگی میں سدھار پیدا ہوسکتا ہے مرنے کے بعد یہ علوم کارآمد اور مفید نہیں ہوسکتے ہیں اسی لئے عصری علوم کے حاصل کرنے کیلئے ہر ایک کو مکلّف بھی نہیں کیا گیا ہے البتہ ضرورت کے پیش نظر چند لوگوں کا سیکھ لینا کافی ہے ہر ایک کا سیکھنا کوئی فرض اور واجب نہیں اور عورتوں کیلئے عصری علوم کی بالکل ہی ضرورت نہیں۔

عورتوں کو بھی شریعت کا مکلّف بنایا گیا

آج کل عمومی ذہن یہ بنا ہوا ہے کہ موجودہ تعلیم کے بغیر بچی آداب زندگی Manner of life طرز معاشرت نہیں سیکھ سکتی اور امور خانہ داری کماحقہ سرانجام نہیں دے سکتی وغیرہ وغیرہ تو اس سلسلے میں گذارش ہے کہ شرم وحیا چھوٹوں بڑوں کا ادب، والدین اور بھائیوں بہنوں سے محبت حسن سلوک وغیرہ سیکھنے کیلئے اسکول کالج

کے علوم نہیں بلکہ آج کل اسکول کی بچیوں کا لباس چال چلن، انداز، رفتار، گفتار اور مختلف موقعوں پر فحش و نیم عریاں لباس میں ملبوس اسٹیج ڈراموں نے بچیوں کو ادب کیا سکھایا؟ بلکہ الٹا انکو بے حیا بنا دیا ہے (نعوذ باللہ من ذلک) شرم وحیا اور ادب کیلئے تو سب سے بہتر قرآن وحدیث کی تعلیم ہے اس میں اپنی زندگی بھی سنورے گی اور معاشرے کا بگاڑ بھی ختم ہوگا۔

متقدمین اور متاخرین دونوں علماء وفقہاء کرام کا اس بات پر اتفاق
ہے کہ دینی علوم حاصل کرنے کا عورت کو بھی بالکل اسی طرح حکم ہے
جس طرح مرد کو ہے اس کے دو سبب ہیں۔

شرعی اور دینی احکام میں عورت مرد کی طرح ہے اسی طرح آخرت میں سزا اور جزا کے اعتبار سے عورت مرد کی طرح ہے اس لئے کہ اسلام نے عورت پر تمام فرائض لازم کئے ہیں، اور مرد کی طرح عورت کو بھی ان کا مکلّف بنایا ہے جیسا کہ نماز، روزہ، حج، زکوۃ، نیکی، اطاعت، عدل وانصاف، حسن وسلوک اچھی باتوں کا حکم دینا اور برائی سے روکنا؛ لیکن بعض خصوصی حالات میں اسلام نے عورت سے کچھ فرائض کو اٹھالیا ہے یا تو اس وجہ سے کہ عورت مشقت وتکلیف میں گرفتار نہ ہوجائے یا اس کی صحت کی خرابی کی حالت جیسے ماہواری اور زچگی، حیض، نفاس میں عورت سے نماز کو معاف کرنا اور روزہ، سے رخصت دینا یا اس کی وجہ سے وہ کام عورت کی جسمانی وضع سے اور نسوانی طبیعت سے میل نہیں کھاتا مثلاً یہ کہ وہ میدان جنگ میں لڑائی کرے یا لوہاری یا معماری کرے اور وہ ذمہ داریاں اس سے چھوٹ جائیں جس کیلئے اسے پیدا کیا گیا ہے یا کوئی کام ایسا ہو جس کے کرنے سے کوئی خطرناک معاشرتی فساد مرتب ہو، اہل عقل وبصیرت والوں کے یہاں عورت کو اس کے دائرہ کار سے اٹھا کر دوسری جگہ پر لے جانا عورت کی قدر ومنزلت اور عزت کو گھٹانا ہے

ترمذی اور ابوداؤد کی روایت میں لڑکیوں کی تعلیم وتربیت کی طرف ترغیب دلانے کے بارے میں ارشاد ہے .مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ اَوْثَلَاثُ اِخْوَاتٍ اَوْبِنْتَانِ اَوْ اُخْتَانِ فَاَدَّبَهُنَّ وَاَحْسَنَ اِلَيْهِنَّ وَزَوَّجَهُنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَاَيُّمَا رَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ وَلِيْدَةٌ فَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا وَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَادِيْبَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَلَهُ اَجْرَانِ. (ترمذی)

جس کی تین لڑکیاں یا بہنیں یا دو لڑکیاں یا بہنیں ہوں اور وہ انہیں ادب سکھائے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے، اور ان کی شادی کرے تو اسکو جنت ملے گی۔

دوسری روایت کا ترجمہ ہے کہ جس شخص کے پاس کوئی باندی ہو وہ اسے تعلیم دے اور اچھی طرح پڑھائے اور اس کو ادب سکھائے اور پھر اسے آزاد کر کے اس سے شادی کرے تو اس کیلئے دو اجر ہیں، اسی طرح صحیح بخاری ومسلم میں ہے کہ مسلمان عورتیں مقررہ دن جمع ہو کر نبی کریم ﷺ سے دین سیکھ لیا کرتی تھیں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بڑی محدثہ تھیں مرد اور عورتیں ان سے سوالات کرتے تھے۔ قاضی عیسیٰ بن مسکین صوفی وقت اپنی بچیوں اور پوتیوں کو پڑھایا کرتے تھے اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ عصر کے بعد بچیوں اور بھتیجیوں کو پڑھایا کرتے تھے، چنانچہ فقہاء نے لکھا ہے کہ جن احکام کی روزمرہ ضرورت پڑتی ہے ان کو حاصل کرنا فرض ہے۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ بِقَدَرِ مَا تَحْتَاجُ اِلَيْهِ لِاَمْرٍ لَابُدَّ مِنْهُ مِنْ اَحْكَامِ الْوَضُوِ وَالصَّلٰوةِ وَسَائِرِ الشَّرَائِعِ وَلِاُمُوْرِ مَعَاشِهٖ وَمَا وَرَاءَ ذٰلِكَ لَيْسَ بِفَرْضٍ. (فتاوی سراجیه) علم کا طلب کرنا فرض ہے اتنی مقدار جتنی کہ ضرورت پڑتی ہے ضروری طور پر ایسے معاملات کیلئے جن کا حاصل کرنا ضروری ہو وضو اور نماز اور دیگر سارے شرائع اور اپنی معیشت کے امور کو سرانجام دینے کیلئے علوم حاصل کرنا لازم ہے، اس کے علاوہ علوم کا حاصل کرنا فرض نہیں۔

مردوں کی طرح عورتیں احادیث روایت کرنے والی

دورِ صحابہ میں بہت سی ایسی صحابیات تھیں جنہوں نے اپنے گھروں میں مکتب قائم کرتے تھے اور بچوں کو قرآن وحدیث کی تعلیم دیا کرتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقام و مرتبہ بہت بڑا ہے اجلہ صحابہ بعض دفعہ مشکل مسائل کے لئے رجوع کرتے تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس اسکا حل پاتے۔ قرآن وحدیث کا بہت گہرا علم رکھنے والی تھیں حضرت عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہ بھی بڑی عالمہ اور شاعرہ تھیں اور بعد کے ادوار میں بھی بہت سی خواتین قرآن کریم کی حافظہ اور احادیث کا اچھا علم رکھنے والی پیدا ہوئیں، اور اپنی اولاد کی دینی طرز و انداز پر تربیت بھی کی۔ احادیث کی کتابوں میں جہاں مردوں کی روایتیں ہیں وہیں عورتوں کی بھی کثرت سے روایتیں ملتی ہیں، مگر آج ہماری مائیں اور بہنیں علم سے اتنی دور ہوتی جارہی ہیں کہ دین کی اہم اور ضروری باتوں سے بھی واقفیت نہیں ہوتی نہ خود سیکھنے کی فکر کرتی ہیں نہ اولاد کو سکھانے کی ضرورت محسوس کرتی ہیں یہی وجہ ہے کہ نماز وغیرہ کی پابندی عورتوں میں بہت کم پائی جاتی ہے اس لئے کہ علم کی کمی ہے نماز روزے کا کیا مقام ہے اسکو کس طرح ادا کرنا چاہئے کچھ معلوم نہیں اس لئے علم دین ہر ایک مرد و عورت ضرور حاصل کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

بہترین انداز تربیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِہٖ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات بزرگ ماؤں پیاری بہنو!

نبی کریم ﷺ نے امت کی ہدایت ورہنمائی کیلئے بہتر سے بہتر اصول اور عمدہ سے عمدہ ضابطہ اور قانون بیان فرمادیا۔حق وباطل کی صحیح طور پر وضاحت فرمادی تاکہ امت گمراہی کے دلدل میں پھنس کر حق کو چھوڑ نہ بیٹھے اور شیطانوں کی اتباع و پیروی کرکے اپنے کو جہنم کا مستحق نہ بنائے۔مرنے کے بعد ایمان کی بہت بڑی قیمت ہے جس کے پاس ایمان ہے وہی اللہ کے دربار میں کامیاب ہوگا دنیا اور دنیا

کی ساری اشیاء آخرت میں کچھ بھی کام نہ آئیں گے وہاں تو صرف ایمان کا سکہ چلے گا اور نیکیوں کا بھاؤ ہوگا۔

کھجور کے پتے کبھی نہیں جھڑتے

صحیح بخاری کی روایت ہے ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا بتاؤ! وہ کون سا درخت ہے جس کے پتے کبھی نہیں جھڑتے؟ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم خاموش رہے پھر نبی نے خود ہی بتایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے کہتے ہیں کہ والد محترم! جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا تو میرے ذہن میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے، میں نے سوچا بھی کہ جواب دے دوں، مگر جب دیکھا کہ بڑے بڑے صحابہ خاموش ہیں تو میں بھی خاموش رہا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: بیٹے! اگر اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں تم یہ جواب دے دیتے تو مجھے انتہائی خوشی ہوتی۔ (بخاری رکتاب العلم)

حق و باطل کو سمجھانے کیلئے بہترین مثال

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کی تعلیم و تربیت کا ایک عمدہ اسلوب سوال و جواب کی شکل میں اختیار کیا، تاکہ انہیں معلومات فراہم کی جائیں، ان کی غلط معلومات کی تصحیح کی جائے اور صحیح معلومات کی تصدیق کی جائے، ابن ماجہ کی روایت ہے ایک مرتبہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے زمین پر ایک سیدھی لکیر کھینچی اور فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے پھر اس کے دائیں اور بائیں جانب دو دو لکیر کھینچیں اور فرمایا: یہ لکیریں شیطان کے راستے ہیں اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدھی لکیر پر ہاتھ رکھا اور یہ آیت تلاوت فرمائی وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ

مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذَٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ. (الانعام ۱۵۳) اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے سو اس راستہ پر چلو اور دوسرے راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگاری اختیار کرو۔

اس آیت کا مفہوم آپ ﷺ نے لکیریں کھینچ کر عام فہم انداز میں بیان کیا کہ عزت و سربلندی اور جنت تک پہنچنے والا راستہ صرف یہی ہے اس کے علاوہ باقی تمام راستے خواہ وہ باطل ادیان ہوں یا دوسرے افکار و نظریات سب شیطانی راستے ہیں جو ہلاکت و بربادی اور جہنم تک پہنچانے والے ہیں۔ (رسول اللہ کا طریقہ تربیت ۱۱۱)

ایک دفعہ حضور ﷺ نے صحابۂ کرام سے ارشاد فرمایا اگر کوئی ہر روز بہتی ہوئی نہر میں پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل کچیل باقی رہیگا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے فرمایا یا رسول اللہ اس کے بدن پر تو کچھ بھی میل نہیں رہیگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہی حال ہے نمازوں کا جو شخص روزانہ پانچ وقت کی نمازیں پڑھیگا وہ بھی گناہوں سے اسی طرح پاک و صاف ہو جائیگا لوگوں کو سمجھانے کیلئے اس سے بہتر اور کیا مثال ہو سکتی ہے۔

تین باتوں پر عمل کرو

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس بحرین سے کچھ مہمان آئے، آپ نے وضو کیلئے پانی منگوایا، اور وضو کرنا شروع کیا تو وہ لوگ آپ کے وضو کا پانی لینے کے لیے دوڑ پڑے اور جتنا پانی انہیں ملتا اسے پی لیتے اور پانی کا جو حصہ زمین پر گر جاتا اسے ہاتھوں میں لے کر اپنے چہرہ، جسم اور سینہ پر مل لیتے تھے، نبی ﷺ نے ان سے پوچھا، تم نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے جواب دیا اے اللہ

کے رسول آپ سے محبت کی وجہ سے شاید اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کرنے لگے، آپ ﷺ نے فرمایا، اگر تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تم سے محبت کرے تو تین باتوں پر پابندی سے قائم رہو (۱) سچ بولنا (۲) امانت کو ادا کرنا (۳) پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا، اسلئے کہ پڑوسی کو ستانے سے نیکیاں اسطرح ختم ہو جاتی ہیں، جیسے سورج کی روشنی سے برف پگھل جاتی ہے۔ (سلسلة الاحاديث الصحيحة: ۲۹۹۸۔ بحوالہ بچوں کی تربیت کیسے کریں/۶۹)

آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں تم میں سے وہ شخص مومن نہیں جو خود آسودہ ہو کر سوئے اور اسکا پڑوسی بھوکا ہو، نیز آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اَعْبُدُوا الرَّحْمٰنَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَاَفْشُوا السَّلَامَ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ رحمٰن کی عبادت کرو اور لوگوں کو کھانا کھلاو اور سلام کو رواج دو سلامتی کیساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے، کتنی عمدہ تعلیم فرمائی جارہی ہے کاش امت محمدیہ اس پر عمل پیرا ہو جائے تو کیا ہی بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

غفلت اور نفاق کی علامات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ یُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَی الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰی. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ۔

محترمہ صدر معلّمہ مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو!

اسلام نے ہم کو ہر ہر مرحلہ پر رہنمائی کی ہے اچھائی کا راستہ بھی دکھادیا اور برائی کا راستہ بھی دکھادیا اور ہر ایک کے فوائد ونقصانات بھی واضح کر دیئے تا کہ ہم دھوکہ میں نہ آئیں اور بعد میں کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ ہم کو معلوم نہیں تھا اس کی وجہ سے فلاں برائی کر بیٹھے اللہ تعالیٰ نے انسان کے نفس کو برائی کا بھی القاء کیا اور پرہیزگاری کا بھی القا کیا کامیاب ہوگیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا یعنی گناہوں سے پاک وصاف کیا اور ناکام ہوگیا وہ شخص جس نے نفس یعنی نفس کی باگ ڈور شہوت کے ہاتھ میں دیدی نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا عقلمند وہ شخص ہے جس نے نفس کو اپنے تابع کرلیا اور ایسا کام کیا جو مرنے کے بعد کام آنیوالا ہے اور

ناکام ہوا وہ شخص جو خواہش نفس کے پیچھے چل پڑا اور اللہ سے لمبی لمبی امیدیں قائم رکھیں. اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَاِذَا قَامُوْآ اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى (النساء:۱۴۲) یہ منافق اللہ کیساتھ دھوکا بازی کرتے ہیں، حالاں کہ اللہ نے انہیں دھوکے میں ڈال رکھا ہے، اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی کاہلی کیساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ عبادت میں جی نہ لگانا یہ نفاق اور غفلت کی علامت ہے، آج ہم میں سے ہر ایک کو سنجیدگی کے ساتھ اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ ہم عبادات میں کس قدر دل لگا رہے ہیں۔

محرمات کو معمولی تصور کرنا

غفلت کی علامتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی حرام کام کے کرنے میں جھجھک محسوس نہ کرے اور آسانی سے اسے کر گزرے، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مومن جب گناہ کرتا ہے تو اسے ایسا محسوس ہوتا ہے گویا وہ کسی بڑے پہاڑ کے پیچھے کھڑا ہوا اور وہ پہاڑ اس پر گرنے کے قریب ہو۔ اور فاجر جب گناہ کرتا ہے تو اس وقت اس پر ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے جیسے مکھی اسکے ناک پر بیٹھی ہو اور وہ اسے دفع کر رہا ہو۔ (بخاری: ۶۲۰/۸) مطلب یہ ہے کہ مومن سے جب گناہ سرزد ہوتا ہے تو اسے گناہ کا احساس ہوتا ہے اور غافل کو اس کا کوئی احساس نہیں ہوتا۔ گناہ کا احساس نہ ہونا، یہ غفلت کی علامت ہے۔

غافل کو گناہ کرنے میں مزہ آتا ہے

غفلت کی ایک علامت یہ ہے کہ آدمی جب گناہ کرے تو اس کو مزہ آئے اور گناہ چھوڑنے کے لیے اس کی طبیعت آمادہ نہ ہو حضرت حذیفہ ابن یمان رضی اللہ عنہ کی

ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب گناہ کرتے کرتے قلب پر سیاہی چھا جاتی ہے تو اب اس کا دل الٹے ہوئے پیالے کی طرح ہو جاتا ہے، نہ اس کو نیکی سمجھ میں آتی ہے اور نہ برائی کا احساس ہوتا ہے، اس کو اپنی خواہش پر عمل کرنے کی پڑی رہتی ہے۔ (مسلم:۱۴۴)

غیر مفید امور میں وقت ضائع کرنا

غفلت کی ایک علامت یہ ہے کہ غفلت زدہ آدمی بے کار اور بے سود امور میں اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کو ضائع کرتا ہے، جس کا حساب قیامت کے دن دینا ہے ارشاد ربانی ہے۔ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ مَالَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ (الروم:۵۵) اور قیامت جب قائم ہوگی تو مجرمین (غافلین) قسمیں کھائیں گے اور کہیں گے وہ تو بہت کم مدت (دنیا میں) رہ کر آئے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اِغْتَنِمْ حَيَاتَکَ قَبْلَ مَوْتِکَ اپنی زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانو۔ ہم اپنے معاشرہ اور دنیا کے حالات پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ آج ضیاع وقت میں سبھی شریک ہیں۔ کوئی غیبت میں، کوئی کھیل کود میں، کوئی گپ شپ میں، کوئی موبائل پر، کوئی ٹی وی پر، کوئی کمپیوٹر پر، کوئی انٹرنیٹ پر، کوئی چوراہوں پر، کوئی دکانوں پر، کوئی بازاروں میں، کوئی تفریح گاہوں میں، کوئی سڑکوں پر اپنی زندگی کے بیش قیمتی لمحات کو ضائع کر رہا ہے، مگر اس کا احساس بھی نہیں ہے اسی کو غفلت کہتے ہیں۔ دنیا میں %90 سے زائد فیصد لوگ ضیاع وقت کے مہلک مرض میں مبتلا ہیں، مگر ہمیں ذہن ودماغ میں اس کا احساس تک نہیں۔

وقت کی قدر و قیمت

ایک عربی مقولہ ہے الوقت اثمن من الذہب وقت سونے سے بھی زیادہ قیمتی ہے ہر چیز کی قضا ہے مگر وقت ایسی قیمتی شئی ہے جس کی قضا ممکن نہیں حدیث میں آتا ہے کہ جوانی کو غنیمت سمجھو بڑھاپے سے پہلے بڑھاپے میں قویٰ کمزور ہو جاتے ہیں عبادت و ریاضت اس طرح نہیں ہو سکتی جس طرح جوانی میں اور اللہ تعالیٰ کو جوانی کی عبادت بہت پسند ہوتی ہے مرنے کے بعد انسان کو زندگی کے ایک ایک لمحہ کا حساب دینا ہوگا اس لئے اسی وقت سے اسکا خیال رکھنا چاہیے آج کل طرح طرح کے آلات لہو ولعب کے ایجاد ہو گئے ہیں ان سے خود بھی بچنا اور اپنی اولاد کو بھی بچانا بہت ضروری ہے قدم قدم پر دین سے ہٹانے اور بے راہ کر دینے والی چیزیں وجود میں آرہی ہیں ایسے وقت میں ہمارے لئے اپنے ایمان کو بچانا اور صراط مستقیم پر گامزن رہنا بہت مشکل کام ہے اگر ہم آنے والی نسلوں کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں تو اسکا بس ایک ہی راستہ ہے کہ ابتداء ہی سے دینی تعلیم کا بندوبست کریں خاص طور پر انکے عقائد کو مضبوط کریں تاکہ عیسائی اسکولوں میں جا کر ہمارے بچے اپنے ایمان سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں اللہ ہماری بھی حفاظت فرمائے اور آگے آنے والی نئی نسلوں کی بھی حفاظت فرمائے اور خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

نجات صرف اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے میں ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو!

نجات صرف اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے میں ہے اسی تعلق سے کچھ باتیں آپ کیسامنے عرض کرتی ہوں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اور جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی دین تلاش کریگا تو ہرگز اسکی طرف سے قبول نہ کیا جائیگا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانیوالوں میں سے ہوگا دنیا میں بہت سے مذاہب و ادیان ہیں اور ان کے ماننے والوں کی ایک معتد بہ تعداد بھی ہے مگر نجات اور کامیابی صرف اسلام کی اتباع و پیروی کرنیوالوں کو ملے گی۔

قرآن پاک کی ’’سورۃ الفاطر‘‘ میں ارشاد ربانی ہے کہ تم اللہ کے طریقے میں ہرگز تبدیلی نہ پاؤ گے، اور نہ تم دیکھو گے کہ اللہ کی سنت کو اس کے مقررہ راستے سے کوئی طاقت پھیر نہیں سکتی ہے

اللہ تعالیٰ رحمٰن ورحیم ہونے کیساتھ ساتھ غفار اور قہار بھی ہے ایک طرف اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے نہایت محبت کرتا ہے اور ان کو سیدھا راستہ دکھانے کیلئے انبیائے کرام مبعوث کرتا رہا ہے جو کہ بندوں تک اللہ کا پیغام پہنچاتے رہے، دوسری طرف جب بندے اللہ کے احکام سے روگردانی کرتے ہیں اور اس کے بتائے ہوئے طریقوں کے بجائے خواہشات نفس کی پیروی کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر غضب ناک ہوجاتا ہے جب قوم میں اکثریت بداعمال افراد کی ہوجاتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ ان کی بداعمالیوں اور غلط روش پر ان کی پکڑ کرتا ہے۔ قرآن وسنت رہنمائی کے دوسرے چشمے ہیں ان کی اتباع اور تعلیمات پر عمل ہی وہ راستہ ہے جس پر گامزن ہوکر کامیابی حاصل کرسکتے ہیں۔

قرآن کریم میں ہے کہ اور بچو اس فتنے سے جس کی سزا مخصوص طور پر صرف انہیں لوگوں تک محدود نہیں رہے گی جنہوں نے تم میں سے گناہ کیا ہو اور جان رکھو کہ اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔ (سورۃ الانفال)

اس لئے نبی کریم ﷺ مسلسل توبہ واستغفار کیا کرتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی کثرت سے استغفار کی تلقین فرمایا کرتے تھے تاکہ دانستگی اور نادانستگی میں جو غلطیاں سرزد ہوجائیں ان پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی جاسکے اور ان کے تدارک کیلئے عملی کوشش کی جاسکے۔

جب ایک فرد گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اسکے اثرات کچھ عرصہ تک اس کی ذات تک محدود رہتے ہیں مگر جب وہی گناہ بحیثیت مجموعی پوری قوم میں رائج ہونا شروع

ہو جائے گا تو اس کے اثرات بہت خطرناک ہوتے ہیں کیونکہ لوگ پھر اس گناہ کو غلط سمجھنا چھوڑ دیتے ہیں اور ابتداء میں جو لوگ اس گناہ کو سخت ترین قرار دیتے تھے وہ بھی اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے کہ ہم نے ان لوگوں کو بچالیا، جو برائی سے روکتے تھے اور باقی سب لوگوں کو جو ظالم تھے ان کی نافرمانیوں پر سخت عذاب میں پکڑ لیا۔ (سورۃ الاعراف)

ابتدائے آفرینش سے اللہ جل شانہ کا یہ طریقہ رہا ہے کہ جب لوگ ایک دوسرے کو برائی سے روکنا چھوڑ دیتے ہیں اور خاموشی کیساتھ معاشرتی برائیوں کو برداشت کرنا شروع کر دیتے ہیں تو ایسی قوم پر عذاب نازل ہوتا ہے اسلئے عذاب سے بچنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ خود کو گناہوں اور معاشرتی خرابیوں سے بچائیں اور دوسروں کو بھی غلط کاموں سے روکیں اس کیلئے قرآن وسنت سے راہ نمائی حاصل کی جاسکتی ہے، کوشش کریں کہ برائی کے آغاز کے تمام اسباب پر بند باندھ دیا جائے تا کہ لوگ برائی کی طرف راغب نہ ہو سکیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے اے انسان تجھے جو بھی بھلائی حاصل ہوتی ہے اللہ کی عنایت سے ہوتی ہے اور جو بھی مصیبت تجھ پر آتی ہے وہ تیرے اپنے عمل کی بدولت ہے۔ (سورۃ النساء)

انفرادی سطح پر جو کام بھی ہم انجام دیتے ہیں اس کی ذمہ داری ہمارے اوپر ہوتی ہے اور ہم سے ہی اسی کے متعلق باز پرس ہوگی۔ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو ہی آزماتا ہے تا کہ انہیں اپنے لئے خالص کر لے ایمان کی مضبوطی کا انحصار اس بات پر ہے کہ ہم ہر مشکل وقت میں ثابت قدم رہنے کی کوشش کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں میں شامل ہو سکیں اپنے ہر چھوٹے بڑے عمل کا احتساب کریں اور قرآن میں موجود مومنانہ اوصاف کو اپنے اندر پروان چڑھائیں۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے کہ اور ہم ضرور تمہیں خوف وخطر فاقہ کشی اور جان و مال کے نقصانات میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے ان حالات میں جو لوگ صبر کریں اور جب کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہمیں اللہ ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے انہیں خوش خبری دے دو۔ (سورۃ البقرہ)

الغرض انسان کی حیثیت اس دنیا میں ایک ایک مسافر کی سی ہے جس کو منزل تک پہنچنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے مکمل ہدایت اپنی کتاب کی شکل میں دے دی ہے جس پر عمل کر کے انسان دنیا و آخرت میں فلاح و کامیابی حاصل کر سکتا ہے قرآن وسنت کی پیروی ہی ہماری نجات کی یقینی ضمانت اور اس پر عمل ہمارے تمام مسائل کا حل ہے۔ ادھر ادھر بھٹکنے اور در در کی ٹھوکریں کھانے کے بجائے ہم صحیح طور پر اسلام کے پیروکار اور نبی کریم ﷺ کے طریقے کو اپنانے والے بن جائیں تو دنیا میں بھی ہم کو سکون و اطمینان نصیب ہوگا اور آخرت میں بھی کامیابیوں سے ہم کنار ہوں گے صرف پیغمبر اسلام کی تعلیمات ہی ہم کو سیدھا راستہ دکھا سکتی ہے اس کے علاوہ کہیں بھی ہم کو آرام وسکون نہیں مل سکتا ہے آج سامان راحت اور عیش و آرام کے سارے اسباب موجود ہیں مگر پھر بھی لوگ ہر وقت بے اطمینانی کی کیفیت کے شکار ہیں۔

آج کے ترقی یافتہ دور میں کسی چیز کی کمی نہیں ہر شئے کی ہر آن فراوانی ہے ہر شئے موسم بموسم بآسانی میسر ہو جاتی ہے مگر پھر بھی لوگ بے چین و بے قرار سرگرداں نظر آتے ہیں آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ علم کی دولت سے لیکر مال و جائیداد کی ریل پیل تک ہر آدمی جب چاہے جہاں چاہے وہ شئے اس کے لئے حاضر خدمت ہے پھر بھی لوگوں کے اندر بے اطمنانی و بے کیفی دامن گیر ہے اگر آپ رات کی تاریکی اور گھر کے سناٹے میں اطمنان وسکون سے باوضو ہو کر بجانب قبلہ بیٹھ کر غور وفکر کریں اور اپنے گزرے ہوئے ایام زندگی کے بارے میں ٹھنڈے دل سے اپنی

سابقہ زندگی کا بغور مطالعہ ومحاسبہ کریں تو کچھ ہی لمحوں کے اندر یقینی طور پر قلب ولسان سے فوراً یہی جواب ملے گا کہ میں نے جو بھی کام کیا چاہے وہ من وجہ دین یا دنیا صرف اور صرف شیطان لعین کو خوش کرنے یا پھر اپنے نفس کو لذت پہونچانے کیلئے آپ دیکھتے ہیں سنتے ہیں پڑھتے ہیں کہ پوری دنیا امن وامان کے لئے کس طرح ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہی ہے مگر پورے نہیں تو ۹۹ فیصد کا یہ حال ہے کہ اگر وہ اپنے ملک کا صدر ہے یا وزیر اعظم یا اور کوئی عہدہ دار وہ یہی چاہتا ہے اور اس کی یہی کوشش وخواہش رہتی ہے کہ اس کی رعیت اور اس کے ماتحت جو کوئی بھی ہو وہ ہمیشہ خوش وخرم رہے اور ہماری واہ واہ ہوتی رہے پر اس کی یہ نیت نہیں ہوتی کہ میں جو فلاحی و بہبودی اور انتظام وانصرام کا کام سرانجام دے رہا ہوں اس سے حقیقی خالق کائنات راضی ہو جائے اسلئے آج بے شمار انجمنیں بے انتہا تنظیمیں امن وامان فلاح کامرانی کیلئے رات دن متحرک نظر آتیں ہیں مگر بے نتیجہ بے فائدہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر انسان یہ سمجھ بیٹھا ہے کہ لوگ مجھے صدر وزیر اعظم چودھری رہنمائے قوم یا مفکر ملت کے زریں القاب سے یاد کریں یعنی جو بھی جس حیثیت کا ہے وہ اپنی حیثیت سے اپنی اپنی پہچان کروانے کے درپے ہے مگر اس کا دل کبھی یہ سوچنے پر مجبور نہیں کرتا کہ تجھے ایک دن مرنا ہے اور ضرور مرنا ہے دینا میں لوگ تجھے صدر وزیر اعظم یا اور کوئی اچھے سے اچھا القاب دیدیں گے مگر تو اپنے رب کو دھوکہ نہیں دے سکتا اسلئے انسان کو کوئی بھی کام کرنے سے قبل اپنی نیت درست کر لینی ضروری ہے کہ جس حیثیت سے بھی دین یا دنیا کا کام جو میں کر رہا ہوں یا کرنے جا رہا ہوں اس سے اے قادر مطلق تو راضی ہو جا یعنی کسی کام کو یا ڈیوٹی کو ڈیوٹی سمجھ کر نہ کیا جائے بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضاء کیلئے کیا جائے تو کام کا کام اور مفت کا ثواب اور خیر وبرکت کا ذریعہ، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا کیلئے کام کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

سب کچھ اللہ سے ہونے کا یقین

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نصیحت فرمائی اے لڑکے اللہ (کے حق) کی حفاظت کرو اللہ تمہاری حفاظت کرے گا اللہ کا دھیان رکھوں تو اللہ کو اپنے سامنے پاؤ گے اگر کسی سے سوال کرنا ہوتو صرف اللہ ہی سے سوال کرو اور جب کسی سے مدد مانگنی ہوتو صرف اللہ ہی سے مدد مانگو اور اچھی طرح جان لو کہ اگر سارے انسان مل کر تمہیں کوئی فائدہ پہنچانا چاہیں تو اس سے زیادہ فائدہ نہیں پہنچا سکتے جتنا اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے اور اگر سارے انسان جمع ہو کر تمہیں نقصان پہنچانا چاہیں تو اس سے زیادہ نقصان نہیں پہنچا سکتے جتنا اللہ نے تمہاری قسمت میں لکھ دیا ہے، قلم اٹھا لیا گیا ہے اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔ (ترمذی)

اچھی بری تقدیر لکھدی جا چکی ہے اس میں کتر بیونت نہیں ہوسکتی ہے جو کام بھی کریں اللہ کو راضی کرنے کیلئے کریں جس کام میں اللہ کی رضا جوئی مقصد نہ ہو اس کام سے نہ تو دین کا فائدہ نہ ہی صحیح معنوں میں دنیا کا کوئی فائدہ حاصل ہوسکتا ہے بلکہ جس کام سے اللہ کی رضا طلبی کی نیت نہ کی جائے اس کا آخرت میں کوئی ثواب تو درکنار الٹا عذاب ہی ہوگا حقیقی سکون اور قلبی راحت و اطمینان کیلئے اللہ کا ذکر بہت ضروری ہے۔ خود ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ آگاہ ہو جاؤ اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمنان نصیب ہوتا ہے بزرگان دین اولیاء اللہ کے پاس کیا دنیا کے ساز و سامان کثیر تعداد میں ہوتے ہیں کیا عیش و آرام کی ساری چیزیں ہوتی ہیں؟ نہیں بلکہ بہت سے اولیاء اللہ تو دینا سے کوسوں دور ہوتے ہیں مگر انکی زندگی بڑی پر سکون ہوتی ہے اسلئے کہ ذکر اللہ سے انکا دل آباد ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی حقیقی سکون نصیب فرمائے، آمین! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سیرت نمونۂ عمل

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. مَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

صدر جلسہ مشفق ومہربان معلمات ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی سیرت نمونۂ عمل، اسی تعلق سے چند باتیں آپ کے گوش گذار کرنی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّيْ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے کبھی فرماتے۔ اَحَبُّ اَهْلِيْ اِلَيَّ فَاطِمَةُ مجھے اپنے گھر والوں میں فاطمہ سب سے زیادہ محبوب ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے بے پناہ محبت تھی انکی تکلیف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ناقابل برداشت ہوا کرتی تھی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سب سے چھوٹی اور آخری بیٹی تھیں انکی زندگی کا ایک ایک عمل خواتین کیلئے نمونہ اور اسوہ ہے بڑی سادگی اور غربت کے ساتھ زندگی بسر کرنیوالی یہ خاتون جنت تھیں۔

حضور ختمی مرتبت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی نور نظر حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا خاتون جنت ۲۵ / جمادی الثانی ۵ / نبوی کو صحن عصمت میں ''سورۂ کوثر'' کی تفسیر بن کر تشریف لائیں، آپ کائنات کے بے مثل ماں باپ کی توجہ اور محبتوں کا مرکز تھیں، ابھی آپ پانچ برس کی تھیں کہ والدہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوگیا۔ یہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کا عظیم صدمہ تھا، مگر آپ نے کمال صبر اور اس بہترین تربیت کے ساتھ جو آپ کو اپنی مادر گرامی سے ملی تھی، صورتحال کا مقابلہ کیا اور اپنے والد گرامی کی خدمت اور دل جوئی میں پہلے سے زیادہ منہمک ہوگئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے مجھے جنت کی خوشبو آتی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے انتہائی محبت کرتے تھے جب کسی غزوے میں تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں آپ سے رخصت ہوتے اور جب واپس آتے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھنے تشریف لاتے، آپ کے بلند کردار اور اللہ کے ہاں آپ کی منزلت کے باعث آپ کی اس طرح عزت فرماتے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لاتیں تو آپ کھڑے ہوجاتے اور انہیں اپنی جگہ بیٹھاتے تھے۔ (ترمذی) آپ نے ہر امتحان اور مشکل گھڑی میں اپنے والد کے ساتھ صبر واستقامت کا مظاہرہ کیا یکم ذی الحجہ ۲ھ کو آپ کا عقد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا، عقد کے چند دنوں بعد رخصتی کا انتظام ہوا، بنی ہاشم کی خواتین امہات المومنین رضی اللہ عنہن اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رخصتی میں شرکت کی اور نہایت احترام کے ساتھ دختر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شیر خدا حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچایا اس طرح آپ کی ایک نئی زندگی کا آغاز ہوا۔

شوہر کے گھر آکر آپ نے جس طرح خانہ داری سنبھالی، وہ اطاعت اور خدمت گذاری کی ایک روشن مثال ہے آپ گھر کے سارے کام رضا ورغبت کے ساتھ کرتیں، شام کو جب حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر تشریف لاتے تو آپ نہایت مسرّت

سے ان کا استقبال کریں، جب حضور اکرم ﷺ نے ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ تم نے اپنی زوجہ کو کیسا پایا؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، عبادت خدا میں بہترین مددگار۔ اس سے اسلام میں رشتہ ازدواج کی عظمت وجلالت کا راز کھل کر سامنے آجاتا ہے کہ اسلام میں اصل ایمان وکردار ہے۔ آپ کے بیٹوں نے میدان شہادت میں نام کمایا اور بیٹیوں نے اسلام کی ترویج کیلئے وہ کارنامے انجام دیئے جو تاریخ اسلام میں سنہری حروف سے لکھے گئے، آپ کی اولاد کی عظمت وکردار ہی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اعلیٰ تربیت اور بہترین ماں ہونے کا ثبوت ہے۔

آج کی مسلمان عورت کو مغرب سے درآمد کئے ہوئے نعروں کے بجائے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ اس میں عظمت اور اسی میں نجات ہے آپ نے ماں بیوی اور بیٹی کے تینوں حقوق وفرائض کیلئے ایک تابندہ مثال قائم کی اور یہی آپ کی عظمت کی دلیل ہے۔

حیاء پاکدامنی کی پیکر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

اللہ تعالیٰ نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو شرم وحیا کا پیکر بنایا تھا ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائیں چاند کی پہلی تاریخ تھی حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تم نے آج چاند نہیں دیکھا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے چاند نہیں دیکھا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں دیکھا وہ خاموش ہوگئیں حضور ﷺ نے پھر پوچھا کیوں تم نے آج چاند نہیں دیکھا تو فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے جواب دیا اباجان میرے دل میں خیال کیا آیا کہ آج پہلی رات کا چاند ہے اسلئے لوگ دیکھ رہے ہوں گے اگر میں بھی دیکھوں گی تو غیر محرموں کی نگاہیں اور میری نگاہ چاند پر اکٹھی ہوجائیں گی اور میں نے اس بات کو شرم وحیا کے خلاف سمجھا اس لئے چاند

نہیں دیکھا اس حیاء و پاکدامنی کی نظیر کہیں مل سکتی ہے حیاو پاکدامنی بہت بڑی نعمت ہے بالخصوص عورتوں کیلئے حدیث میں آتا ہے۔ اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّہٗ حیاتو سب اچھی ہے اگر آدمی کے اندر حیانہ ہوتو جو چاہے کچھ کرے۔

تین دن سے فاقہ

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی محبت تھی ایک دفعہ دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف فرما ہوئیں آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیسے آنا ہوا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اپنے دوپٹہ کا ایک پلو کھولا اوراس کے اندر آدھی روٹی تھی وہ نکال کر خدمت نبوی میں پیش فرما دیا اور عرض کیا، ابو حضور آپ کیلئے اپنی طرف سے ہدیہ لیکر آئی ہوں آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے؟ حقیقت حال بتاؤ عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم کئی دنوں سے بھوکے تھے۔ حضرت علی نے کچھ کام کیا اور آٹا لے کر آئے میں نے روٹیاں پکائیں ایک حسن نے کھائی ایک حسین نے کھائی ایک علی رضی اللہ عنہ نے کھائی اور ایک روٹی میرے لئے بچی ہوئی تھی جب میں روٹی کھا رہی تھی تو دل میں خیال آیا کہ میں تو روٹی کھا رہی ہوں اور پتہ نہیں ابو حضور کو کچھ کھانے کو ملا ہوگا کہ نہیں اسلئے بقیہ آدھی روٹی کپڑے میں لپیٹ کر لائی ہوں آپ اسکو قبول فرمالیجئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے آج تین دن گذر گئے تیرے باپ کے پیٹ میں ایک لقمہ بھی نہیں گیا، حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی زندگی نمونۂ عمل ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ مرے جسم کا ٹکڑا ہے جس نے اسکو تکلیف پہونچائی اس نے مجھکو تکلیف پہونچائی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خواتین جنت کی سردار فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی سیرت پر عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ☆

حقوق العباد کی عظمت اور اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَاتُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْجَارِذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَامَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! قرآن وحدیث میں دو طرح کے حقوق بیان کئے گئے ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد ان دونوں کی ادائیگی ضروری ہے البتہ حقوق العباد کی ادائیگی کہیں زیادہ ضروری ہے شریعت نے اس طرف خاص توجہ دی ہے اگر حقوق اللہ میں کچھ کوتاہی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے معاف کر سکتے ہیں لیکن حقوق العباد کا تعلق بندوں سے ہوتا ہے جب تک بندہ معاف نہ کرے گا وہ معاف نہیں ہو سکتا۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نامہ اعمال تین طرح کے ہیں، ایک نامہ اعمال وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا

بیشک اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا اس شخص کو جو اس کے ساتھ کسی کو شریک کرے دوسرا اعمال نامہ جس کو اللہ تعالیٰ نہیں چھوڑے گا وہ ہے بندوں کا آپس میں ظلم کرنا، تیسرا اعمال نامہ جس کی اللہ تعالیٰ پرواہ نہیں کریگا، وہ ہے بندوں کا اپنے اور خدا کے درمیان ظلم کرنا، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سپرد ہے، اگر وہ چاہے تو اسے عذاب دے اور چاہے تو اسے درگزر کرے۔ (بیہقی)

اس حدیث میں اعمال کے تین درجات کا ذکر کیا گیا ہے، اعمال کا دوسرا دفتر وہ ہے جس میں لوگوں کے وہ اعمال ہیں جن کا تعلق حقوق العباد سے ہے بندوں نے دوسروں کے جو حقوق تلف کئے ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کے درمیان فیصلہ کریگا، حقوق غصب کرنے والوں سے حق داروں کو ان کا حق دلوایا جائے گا وہاں درہم و دینار تو ہوں گے نہیں، لہٰذا غصب کی نیکیاں حق دار کو دلوا کر راضی کیا جائیگا آج جو شخص کسی کی چوری کر رہا ہے وہ خوش ہے کہ وہ مال چرانے میں کامیاب ہوگیا، صاحب خانہ کی نظروں سے بچ نکلنا، پھر پولیس بھی اسے پکڑ نہیں سکی اور وہ مزے مزے سے دوسرے کا مال ہڑپ کر رہا ہے جس کا مال چوری ہوا ہے وہ اپنے نقصان پر رنجیدہ ہے جزا کے دن چور سے چوری شدہ مال کا تقاضہ کیا جائے گا (کیونکہ اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے کہ فلاں شخص کی چوری کس نے کی ہے) اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے پر چور مال کہاں سے لا کر دے گا؟ حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن بدلہ اس طرح دلوایا جائے گا کہ جس کا مال چوری ہوا ہو، اسے چور کی نیکیاں دلوا کر راضی کیا جائے گا اور اس کے پاس بدلے کے طور پر دینے کیلئے نیکیاں نہ ہوں تو جس کا مال چرایا گیا ہے اس کے گناہ چور کے اوپر ڈال کر عدل وانصاف کا تقاضہ پورا کیا جائے گا اب چور تو خسارے میں رہا اور جس کا مال چوری ہوا تھا وہ خوش ہوگیا، یہ اسلام کی تعلیم ہے کہ دنیا دھوکہ کا سودا ہے یہاں کا کامیاب حقیقت میں کامیاب رہا پس آخرت میں

کامیابی اسی کی ہے جو گناہ سے بچتا رہا، حقوق العباد کے سلسلہ میں انتہائی محتاط رویہ اختیار کیا نہ تو کسی کو مالی نقصان پہنچایا اور نہ ہی زبان اور ہاتھ سے کسی کو اذیب دی کیونکہ حقوق العباد کی تلفی تو شہید کیلئے بھی جنت میں جانے کی راہ میں رکاوٹ بن جائے گی جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر کوئی آدمی راہ خدا میں یعنی جہاد میں شہید ہوا اور وہ شہادت کے بعد پھر زندہ ہو جائے اور پھر جہاد میں شہید ہوا اور اس کے بعد پھر زندہ ہو جائے اور پھر راہ خدا میں شہید ہوا اور پھر زندہ ہوا اور اس کے ذمہ قرض ہو، تو وہ جنت میں اس وقت تک نہ جا سکے گا جب تک اس کا قرض ادا نہ ہو جائے۔ (مسند احمد)

حقوق کی ادائیگی کے سلسلہ میں ہمارے یہاں بہت بری رسم جاری ہے کہ بعض لوگ جائیداد میں سے بیٹیوں کو حصہ نہیں دیتے حالا کہ ماں باپ کی وراثت میں سے بیٹی بھی حق دار ہے اور یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم ہے اسے ٹالا نہیں جا سکتا نہ ہلکا سمجھا جا سکتا ہے اگر بیٹی کو وراثت سے حصہ نہ دیا تو اب فیصلے کے دن اس کا حق دینا پڑے گا، اسی طرح لوگ اپنی اولاد میں سے بعض سے ناراض ہوتے ہیں تو انہیں جائیداد سے محروم کرنے کا اعلان کر کے ''عاق نامہ'' شائع کروا دیتے ہیں۔ حالانکہ کسی باپ کو یہ قطعاً اختیار نہیں کہ وہ اپنی اولاد میں سے کسی کو حق وراثت سے محروم کر سکے، ہاں صرف ایک صورت ہے کہ جب کوئی وارث اپنے مورث کو قتل کر دے تو اب وہ شرعاً اس کی وراثت کا حق دار نہیں رہتا یوں حدیث کے دوسرے حصے میں حقوق العباد کی ادائیگی کی اہمیت واضح کر دی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں جس کا حق ادا نہ کیا گیا، وہ فیصلے کے دن دلوایا جائے گا جو انتہائی خسارے کا معاملہ ہوگا لہٰذا یہاں جس کا حق تلف کیا ہے اس کی ادائیگی کر دینی چاہیئے یا اسے راضی کر کے بخشوا لینا چاہیئے۔

حدیث میں اعمال کے تیسرے دفتر کا ذکر ہے جو حقوق اللہ پر مشتمل ہے حقوق اللہ مراسم عبودیت نماز ، روزہ، قربانی، طواف وغیرہ ہیں، جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان میں کوتاہی پر اللہ چاہے گا تو گرفت کریگا اور عذاب دے گا اور چاہے گا تو بخش دے گا' اور عفو درگزر سے کام لے گا حقوق اللہ کی ادائیگی بھی بہت ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ادائیگی کی بہت تاکید کی ہے کسی کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو ٹالے اور اس کی نافرمانی پر کمر بستہ رہے بلکہ راہ ثواب یہ ہے کہ عبادت پورے ذوق وشوق کے ساتھ کرے اور اس سلسلہ میں ہونے والی کوتاہیوں پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا رہے اور امید رکھے کہ اللہ کوتاہیوں سے درگزر فرمائیگا۔ ویسے بھی اپنے خالق مالک کے حکم کو ٹالنا کسی طور پر جائز نہیں، ہاں حقوق اللہ کی عدم ادائیگی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لازمی گرفت اور عذاب کی وعید نہیں بلکہ وہ چاہے گا تو اس گناہ پر عذاب دے گا اور چاہے گا تو بخش دے گا۔

ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے میرے اللہ! مجھے میری امت کا بدترین آدمی دکھا دے ارشاد ہوا ٹھیک ہے کل صبح تم راستے میں بیٹھ جانا، جو شخص سب سے پہلے وہاں سے گزرے گا وہی امت کا بدترین شخص ہوگا چنانچہ وقت مقررہ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام راستے میں بیٹھ گئے کچھ دیر بعد ایک آدمی ایک بچے کو اٹھائے ہوئے وہاں سے گزرا آپ نے دیکھا اور دل میں کہا وہ یہ ہے میری امت کا بدترین شخص پھر خیال آیا کہ دیکھوں میری امت کا بہترین شخص کون ہے؟ آپ نے اللہ تعالیٰ سے پھر عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام راستے میں بیٹھ جاؤ شام کے وقت جو آدمی سب سے پہلے وہاں سے گزرے گا وہی تمہاری امت کا بہترین شخص ہوگا۔ چنانچہ شام کو حضرت موسیٰ راستے میں بیٹھ گئے تو سب سے پہلے وہی آدمی بچے کو اٹھائے ہوئے گذرا جو صبح کے وقت گذرا تھا۔ آپ اسے

دیکھ کر سخت حیران ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے باری تعالیٰ میں دیکھ رہا ہوں صبح جو شخص بدترین تھا وہ شام کو بہترین کیسے بن گیا؟

پردہ غیب سے خالق کائنات نے ارشاد فرمایا! اے موسیٰ علیہ السلام جب صبح یہ شخص تمہارے سامنے سے گذرا اور بچے کے ہمراہ جنگل میں داخل ہوا تو بچے نے اس سے سوال کیا ابا جان یہ جنگل کتنا بڑا ہے؟ اس شخص نے کہا بہت بڑا ہے، بچے نے پھر پوچھا کیا اس جنگل سے بڑی بھی کوئی چیز ہے؟ تو باپ نے جواب دیا ہاں یہ پہاڑ جنگل سے بڑے ہیں بچہ نے پوچھا کیا ان پہاڑوں سے بھی بڑی کوئی چیز ہے؟ تو باپ نے کہا ہاں میرے گناہ اس آسمان سے بھی بڑے ہیں بچے نے یہ جواب سنکر پوچھا ابا جان کیا آپ کے گناہوں سے بھی بڑی کوئی چیز ہے؟ اس شخص نے ایک دل خراش چیخ ماری اور بڑی مفہوم آواز میں کہا میرے گناہوں سے بھی بڑی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اے موسیٰ مجھے اس شخص کا اعتراف گناہ احساس ندامت اس قدر پسند آیا کہ میں نے تیری امت کے اس بدترین شخص کو بہترین بنا دیا۔

اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ کسی کو بھی ہم برا نہ سمجھیں ہر ایک کو اپنے سے بہتر ہی سمجھیں اللہ تعالیٰ کو نہ معلوم کونسی ادا پسند آجائے اور سارے گناہوں کو یک لخت معاف فرما دے کسی شاعر نے کتنی اچھی بات کہی ہے۔

نہیں ہے چیز نکمی کوئی زمانہ میں
کوئی برا نہیں قدرت کے کارخانہ میں

اللہ کی رحمت معاف کرنے کیلئے بہانے ڈھونڈھتی ہے کسی کو اپنی نیکی پر اترانا نہیں اور گناہوں کی کثرت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ کی رحمت کی ہر وقت امید ہونی چاہیے اور نیکیوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ شکر گذار بندہ کو مزید عطا کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہاری نعمتوں

میں اضافہ کروں گا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی ذات کی تعریف بیان فرمائی کہ میں شکور ہوں، شکور کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو شکر ادا کرنے پر جزا دیتا ہے شکر کی جزا شکر ہی ہے جیسا کہ فرمایا بدی کا بدلہ بدی ہے شکر ادا کرنے والے بندے اللہ سے بہت قریب ہوتے ہیں شکر تین طرح کا ہے زبان سے شکر ادا کرنا، نیازمندی کی نعمت کا اعتراف کرنا، دوسرا شکر انسان کے جسم سے تعلق رکھتا ہے وفائے عہد عبودیت خدمت گذاری اور دل سے شکر کرنے پر ثابت قدم رہنا۔

آنکھوں کا شکر یہ ہے کہ بندہ اپنے دوست میں عیب دیکھے تو اسے چھپائے کانوں کا شکر یہ ہے کہ کوئی عیب ہے تو اسے چھپائے غرض اللہ تعالیٰ کی جتنی نعمتیں ہیں ان کی ناشکری نہ کرے شکر کی صفت بھی ایک نعمت ہے یہ نعمت جسے عطا ہو جائے اس کیلئے بہت بڑی سعادت ہے عام لوگوں کا ایک شکر یہ ہے کہ وہ قول اور گفتار میں سچے ہوں اچھی باتوں کا حکم دیں رشتوں کا احترام کریں ایک دوسرے کے دکھ درد کو محسوس کریں اور اس کا ازالہ کرنیکی کوشش کریں۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اگر تم کسی کے احسان کے عوض اس پر احسان نہ کرسکو تو زبان سے اس کا شکر ادا کرو، جب حضرت ادریس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی بخشش کی خوش خبری سنائی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے درازی عمر کیلئے دعا مانگی۔ ان سے اس درخواست کا سبب معلوم کیا گیا تو فرمایا: میں نے یہ درخواست شکر ادا کرنے کیلئے کی ہے پہلے اس لئے عمل کیا کرتا تھا کہ بخشش حاصل ہو اور اب تیرا شکر ادا کروں گا جو آدمی شاکر ہوتا ہے اس کی نعمتیں ہمیشہ ہمیشہ بہت زیادہ ہوتی اور ترقی کرتی رہتی ہیں کیونکہ نعمتوں کو دیکھتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا صحت پر اللہ کا شکر ادا نہ کرنیوالے اور ہر وقت اپنی بیماری اور تکلیف کا رونا رونے والے ہمیشہ بیماریوں میں مبتلا رہتے ہیں، صابر شخص اللہ کی پناہ میں رہتا ہے اسلئے اللہ اسے ہر بلا سے بچاتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے جو لوگ صبر کرنے والے ہیں اللہ ان کیساتھ ہے اور فرمایا کہ حمد کا عمل تو ہر سانس پر ہوتا ہے اور شکر اس کی نعمتوں پر ہوتا ہے ایک روایت میں آیا ہے کہ حمد کرنے والے سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے کیلئے بلائے جائیں گے جو چیز ان لوگوں سے دور ہوگئی اس پر انہوں نے صبر کیا اور جو انہیں عطا ہوئی اس پر انہوں نے شکر کیا اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے شاکر بندوں میں شامل کرے اور ہم سب پر رحم و کرم فرماتا رہے۔ (آمین)

پڑوسیوں کی تین قسمیں

حدیث میں آتا ہے کہ پڑوسی تین قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ پڑوسی جسکا صرف ایک ہی حق ہے اور وہ سب سے کم درجہ کا پڑوسی ہے اور دوسرا وہ پڑوسی جس کے دو حق ہیں اور تیسرا وہ جس کے تین حق ہیں ایک حق والا ہے وہ مشرک پڑوسی ہے جس سے کوئی رشتہ داری بھی نہ ہو تو اس کا صرف پڑوسی ہونے کا حق ہے اور دو حق والا پڑوسی وہ ہے جو پڑوسی ہونے کیساتھ مسلم یعنی دینی بھائی بھی ہو اسکا ایک حق مسلمان ہونے کی وجہ سے ہوگا اور دوسرا پڑوسی ہونیکی وجہ سے اور تین حق والا پڑوسی وہ ہے جو پڑوسی بھی ہو اور مسلم بھی ہو اور رشتہ دار بھی ہو تو اسکا ایک حق مسلمان ہونیکا ہوگا دوسرا حق پڑوسی ہونے کا اور تیسرا حق رشتہ داری کا ہوگا اس حدیث سے یہ صراحت اور وضاحت فرمادی گئی کہ پڑوسیوں کیساتھ جو حسن سلوک کا تاکیدی حکم دیا گیا ہے اس میں غیر مسلم پڑوسی بھی شامل ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یہی مطلب سمجھا جامع ترمذی وغیرہ میں حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ کے متعلق نقل کیا گیا ہے کہ ایک دن انکے گھر میں بکری ذبح ہوئی وہ تشریف لائے تو گھر والوں سے کہا: اَهْدَيْتُمْ لِجَارِنَا الْيَهُوْدِيَ اَهْدَيْتُمْ لِجَارِنَا الْيَهُوْدِيَ؟ سَمِعْتُ رَسُوْلَ

اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَازَالَ جِبْرَئِیلُ یُوْصِیْنِی بِالْجَارِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّہٗ سَیُوَرِّثُہٗ
تم لوگوں نے ہمارے یہودی پڑوسی کیلئے بھی گوشت کا ہدیہ بھیجا، تم لوگوں نے ہمارے یہودی پڑوسی کیلئے بھی گوشت کا ہدیہ بھیجا، تم لوگوں نے ہمارے یہودی پڑوسی کیلئے بھی گوشت کا ہدیہ بھیجامیں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں مجھے جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے برابر وصیت اور تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ وہ اسکووارث بھی قرار دیں گے، بڑے افسوس کی بات ہے کہ عہد نبوی سے جس قدر بعد ہوتا جارہاہے آپ ﷺ کی تعلیمات سے بھی اتنا ہی بعد ہوتا جارہاہے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک بھی حقوق العباد کے قبیل کی چیز ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقوق العباد کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

ہم لباس کیسا پہنیں

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا وَّلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ۔

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ نے لباس کا دو مقصد بیان فرمایا ایک تو ستر پوشی دوسرے زینت انسان اور حیوان میں یہی فرق ہے کہ حیوان کپڑے نہیں پہنتے اور انسان کپڑے پہنتے ہیں صرف انسانوں کو ہی ستر پوشی کا مکلّف بنایا گیا ہے کپڑے بھی مختلف طرح کے ہوتے ہیں اصل مقصد کپڑے سے ستر پوشی ہونی چاہیے اس لئے جو کپڑا ستر کو زیادہ چھپانیوالا ہو وہی کپڑا ہی زیب تن

کرنا چاہیے مردوں کیلئے شریعت نے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک ستر قرار دیا اسمیں کسی عضو کا کھلا رکھنا جائز ہی نہیں ہے اس کے علاوہ کسی عضو کا کھل جانا گناہ تو نہیں البتہ انسانی شرافت اور شرم وحیا کے خلاف ہے اور عورتوں کیلئے پورا جسم ہی پردہ ہے جب گھر سے باہر نکلیں تو اپنے جسموں کو بالکل چھپا کر نکلیں اور ایسا کپڑا پہن کر نکلیں کہ لوگوں کی نگاہیں نہ اٹھیں کیونکہ شیطان ایسے موقع کی تلاش میں رہتا ہے کہ کب کوئی عورت بے پردہ باہر نکلے اور مجھے مردوں کو گمراہ کرنیکا موقع ملے اس لئے کپڑے میں احتیاط کی اشد ضرورت ہے ایسے کپڑے ہم استعمال کریں جو پورے طور پر جسم کو ڈھانپنے والا ہو۔

پیلا لباس پہننے کی ممانعت

رسول اللہ ﷺ نے رنگین اور سفید دونوں طرح کے لباس کا استعمال کیا ہے لیکن آپ نے سفید لباس کو زیادہ پسند فرمایا اور لوگوں کو سفید لباس پہننے کی ترغیب بھی دی ہے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے بہتر لباس جس میں تم اللہ تعالیٰ سے ملو قبروں میں اور مساجد میں وہ سفید لباس ہے یعنی سفید لباس پہن کر نماز پڑھنا اور مردوں کو سفید لباس میں کفنانا پسندیدہ ہے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا سفید کپڑے پہنو بیشک وہ طہارت ونظافت میں عمدہ لباس ہے اور اس میں اپنے مردوں کو کفناؤ۔

پیلا لباس کافروں کا ہے اس لئے آپ نے اس سے منع فرمایا، عبد اللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو دو پیلے کپڑوں میں ملبوس دیکھا تو آپ نے فرمایا یہ کافروں کا لباس ہے ان دونوں کو مت پہنو، اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا ان دونوں کو

دھو دیتا ہوں تو آپ نے فرمایا بلکہ اس کو جلا دو، آپ نے لال کپڑے کو بھی ناپسند فرمایا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کا گزر ہوا، ان کے بدن پر دو سرخ کپڑے تھے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، آپ نے ان کے سلام کا جواب نہیں دیا۔

تقویٰ کا لباس ہونا چاہیے

لباس کے معاملہ میں شریعت نے کوئی طرز اور وضع کا تعین نہیں کیا ہے لیکن دو باتوں کی تاکید کی ہے لباس ساتر ہو اور شہرت کا لباس نہ ہو، بلکہ قرآن کی اصطلاح میں تقویٰ کا لباس ہو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذَالِکَ خَیْرٌ ۔ یعنی تقویٰ کا لباس ہی بہتر ہے۔

لباس چاہے کتنا ہی حسین وجمیل، خوبصورت، رنگین اور نقش ونگار سے آراستہ ہو لیکن ریاکاری، فخر وغرور اور تکبر کا لباس نہ ہو، اسی وجہ سے ٹخنوں سے نیچے پہننا مردوں کے لئے درست نہیں ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کے لئے ریشمی کپڑے پہننے کو حرام قرار دیا۔

تنہائی میں بھی برہنہ ہونا پسندیدہ عمل نہیں

اسلام عریانیت کو سخت ناپسند کرتا ہے وہ مرد اور عورت دونوں کو جسم کے وہ تمام حصے چھپانے کا حکم دیتا ہے جن میں ایک دوسرے کیلئے جنسی کشش پائی جائے بلکہ یہ اتنا حساس مسئلہ ہے کہ اسلام میں آدمی کا تنہائی میں بھی برہنہ اور عریاں رہنا پسندیدہ عمل نہیں ہے اعضائے ستر کو چھپانے کا جذبہ انسانی فطرت میں روز ازل سے ہے جبکہ شیطان کی یہ کوشش رہتی ہے کہ مرد وعورت زیادہ سے زیادہ عریاں ہو کر

ایک دوسرے کے سامنے آئیں، شیطان ہی کے بہکانے اور ورغلانے پر آدم وحوا نے جنت میں اس درخت کا پھل کھایا جس کے کھانے سے اللہ تعالیٰ نے روکا تھااوراس طرح دونوں سے جنتی لباس اتروالئے گئے تو دونوں اسی فطری جذبہ کے تحت جنت کے درخت کے پتے سے اپنے اپنے عضائے ستر کو چھپانے لگے۔

اس قسم کے لباس عام ہو چکے ہیں

لباس پوشی کے تعلق سے مزید کئی باتیں اہم ہیں ایک اہم بات یہ ہے کہ لباس اتنا باریک نہ ہو جس سے بدن جھلکے کیوں کہ ظاہر ہے اس سے ستر پوشی کا تقاضا پورا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے، اس کی حدیث میں سختی سے ممانعت آئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایسی عورتیں جو کپڑے پہن کر بھی ننگی رہیں دوسروں کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہوں اور خود دوسروں کی طرف مائل ہونے والی ہوں انکے سر اونٹ کے کوہان کے مثل اٹھے ہوئے ہوں وہ جنت میں نہیں جائیں گی۔

ایام جاہلیت میں مرد اور عورت خانہ کعبہ کا ننگا طواف کرتے تھے، اسلام نے اس پر پابندی لگائی اور فتح مکہ کے بعد مشرکوں کا داخلہ ہی ممنوع قرار پایا، اس طرح کی بے حیائی اور بے شرمی سے حج کی مقدس عبادت کو پاک وصاف کیا گیا۔ آدم وحوا کو زمین پر اتارنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے لباس اور زیبائش وآرائش کے سامان بھی اتارے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ہم نے تمہارے اوپر لباس اتارے جو تمہارے جسم کو چھپاتا ہے اور زیبائش وآرائش کے سامان بھی، (سورہ اعراف) اس لئے لباس ہمارے جسم کا ایک لازمی حصہ ہے۔

عورت کیلئے بیش قیمت لباس پہننا بھی باعث ثواب مگر......!

لباس کے اندر سادگی بہتر ہے خواہ مرد ہوں یا عورتیں البتہ عورتوں کیلئے اپنے شوہر کی رضا مندی وخوشنودی کی خاطر عمدہ اور دیدہ زیب لباس کا استعمال کرنا بہتر ہے اور کسی دوسرے موقع کیلئے جیسا کہ شادی اور دیگر تقریبات میں شرکت کے لئے طرح طرح کے زیورات اور کپڑوں کا استعمال حتی کہ اگر اپنے پاس نہ ہو تو دوسروں سے قرض لیکر جانا بہت برا ہے عورتیں جب کسی ضرورت کے لئے باہر نکلیں تو ایسا لباس پہن کر لوگوں کی نگاہوں کا مرکز نہ بنیں بلکہ میلا کچیلا پہن کر جائیں اور بلاضرورت باہر نہ نکلیں کیونکہ باہر کی ذمہ داریاں تو مردوں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ قوم مسلم کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

بلاضرورت ہاتھوں اور چہرے کو

کھولنا عورت کیلئے جائز نہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَلَایُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّامَاظَھَرَ مِنْھَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

میری پیاری معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! شریعت اسلامیہ نے پردے پر خاص توجہ دی ہے جب لڑکی جوانی کی دہلیز پر قدم رکھے تو اب اسکے لئے اپنے بدن کے ہر عضو کا غیروں سے چھپانا فرض ہوجاتا ہے قرآن کریم میں کئی جگہ پردے کے تعلق سے اللہ تعالیٰ نے احکام نازل فرمائے ہیں اور احادیث شریفہ میں بھی مختلف مقامات پر حضور ﷺ نے پردے کی ہدایت فرمائی ہے مردوں کو بھی نظر نیچی رکھنے کا حکم فرمایا اور عورتوں کو بھی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم فرمایا نبی علیہ السلام کو حکم ہو رہا ہے کہ اپنی بیویوں بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں کو کہدیں کہ پردے لٹکا لیا

کریں۔ یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جلا بیبھِنَّ ذَالِکَ اَدْنٰی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ (نفسِ مصدر سورۃ احزاب ۵۹)
اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے گھونگھٹ ڈال لیا کریں اس سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ پہچانی جائیں گی اوران کو ستایا نہ جائیگا۔

ان آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کو تو صرف اتنی تاکید کی گئی ہے کہ وہ نگاہیں پست رکھیں اور فواحش سے اپنے اخلاق کی حفاظت کریں۔ مگر عورتوں کو مردوں کی طرح ان دونوں چیزوں کا حکم بھی دیا گیا ہے اور پھر معاشرت اور برتاؤ کے بارے میں چند مزید ہدایتیں بھی دی گئی ہیں۔ اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ ان کے اخلاق کی حفاظت کے لیے صرف غض بصر اور حفظ فروج کی کوشش بھی کافی نہیں ہے بلکہ کچھ اور ضوابط کی بھی ضرورت ہے۔ اب ہم کو دیکھنا چاہیے کہ ان مجمل ہدایات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے اسلامی معاشرت میں کس طرح نافذ کیا ہے اور ان کے اقوال واعمال سے ان ہدایات کے معنوی اور عملی تفصیلات پر کیا روشنی پڑتی ہے (مولانا سید ابوالاعلی مودودی، پردہ حوالہ۔ ص ۲۲۳) دور جدید کے بیش تر علماء قرآن کی آیت اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا کا مطلب یہ نکالتے ہیں کہ ایسی زینت کے ظاہر ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جو خود ظاہر ہو جائے یا اضطراراً وہ زینت ظاہر ہی رہنے والی ہو، مولانا سید ابوالاعلی مودودی رحمۃ اللہ علیہ پردہ سے متعلق آیات واحادیث پر تفصیلی بحث کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ کسی ضرورت یا کام کاج کے لیے کبھی ہاتھ یا چہرے کا کوئی حصہ کھولنا پڑے تو کوئی حرج نہیں ہے (نفس مصدر ص ۲۳۶) اور یہ کہ ایک مومن عورت جو اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی سچے دل سے پابند رہنا چاہتی ہے اور جس کو فتنہ میں مبتلا ہونا منظور نہیں ہے وہ خود اپنے حالات اور ضروریات کے لحاظ

سے فیصلہ کرسکتی ہے کہ چہرہ اور ہاتھ کھولے یا نہیں، کب کھولے اور کب نہ کھولے، کس حد تک کھولے اور کس حد تک چھپائے، اس باب میں قطعی احکام نہ شارع نے دیئے ہیں نہ اختلاف احوال وضروریات کو دیکھتے ہوئے یہ مقتضائے حکمت ہے کہ قطعی احکام وضع کیے جائیں۔۱۴ مولانا مودودی بلاضرورت چہرہ اور ہاتھوں کو کھولنا عورت کیلئے جائز قرار نہیں دیتے۔ وہ انتہائی مؤثر انداز میں چہرہ کے پردہ کی اور نقاب کے استعمال کی حمایت کرتے ہیں یہی موقف تقریباً بیش تر علمائے کرام کا ہے۔ (نفسِ مصدر ص۲۴۲،۲۴۸)

مرد وعورت کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم

شریعت مطہرہ نے پردہ پر خاص زور دیا ہے بدرجہ مجبوری ہی عورت کے کسی عضو کو کھولنے کی اجازت دی ایک بڑی وجہ اسکی یہی ہے کہ عورت کیلئے بے پردہ رہنا بہت سے فتنوں کی جڑ ہے اگر عورتیں اسلام کے اصول وضوابط کی روشنی میں لباس اور پردے کا التزام کرلیں تو برائیوں پر کنٹرول کیا جاسکتا ہے اور معاشرے کو صالح اور پاکیزہ معاشرہ بنایا جاسکتا ہے قرآن نے مردوں اور عورتوں کو الگ الگ طور پر نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دے رہا ہے اس سے پردے کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے اے نبی آپ مومن مردوں سے فرمادیجئے کہ اپنی نگائیں نیچی کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزہ کی باعث ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کی خبر رکھتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اور اے نبی آپ فرمادیجئے مومن عورتوں سے کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور ابنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور ظاہر نہ کریں اپنے لگام زینت کو مگر اس میں سے جو کھلا رہ جائے اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈال لیں قرآن کریم کی اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ بے پردگی کیوجہ سے مزید برائیوں میں

مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے کیونکہ نگاہوں کو نیچی رکھنے کا جہاں حکم دیا گیا ہے اسکے معاً بعد شرمگاہوں کی حفاظت کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے اور اس آیت کریمہ سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ مرد وعورت دونوں ہی پردے کا خاص اہتمام کریں تاکہ برائیوں سے مکمل طور پر حفاظت ہو سکے اور حیاء و پاکدامنی کے ساتھ زندگی گذاریں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اسلام کے ایک ایک حکم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

اخلاقِ حسنہ کا اسلام میں بڑا درجہ ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

مشفق ومہربان عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! سورہ قلم میں اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر فرمایا کہ اے نبی آپ اخلاق کے اعلیٰ معیار پر فائز ہیں انسان اعلیٰ اخلاق ہی کی وجہ سے بلند مرتبے پاتا ہے اور اسی سے دوسرے انسان متاثر ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ تشریف فرما تھے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں اسی دوران ایک یہود آ رہا تھا آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ شخص ایسا ایسا ہے یعنی وہ آدمی اچھا نہیں تھا مگر جب آپ علیہ السلام کے پاس آیا تو بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ اس سے ملاقات کی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا یا رسول اللہ ابھی تو آپ اس کے بارے ایسا ایسا بتا رہے تھے تو اس سے بچنا چاہئے تھا اور دور ہونا چاہے مگر جب وہ

آپ سے قریب ہوا تو بڑے اچھے اخلاق سے آپ پیش آئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا بڑا برا ہے وہ شخص جس کے اخلاق کی وجہ سے لوگ اس سے دور بھاگیں۔ اخلاق کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔

مولانا رشید احمد حسنی ندوی اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ اخلاق حسنہ میں حیا، عفت، نرمی، ہمدردی، ایثار، مواسات، تحمل و بردباری، عفو و درگذر، سخاوت، تواضع ایسی صفات ہیں جن سے دوسرے لوگ بھی سکون و عافیت سے رہتے ہیں اور ایک صالح معاشرہ وجود میں آتا ہے، ان باتوں کے علاوہ محاسبہ نفس، توبہ و انابت، حسن ظن، دوسروں کے عیوب سے چشم پوشی، اور ان کی طرف سے تابیل و معذرت کو قبول کرنا، وفاداری، سچائی، امانت داری، صبر و شکر یہ سب وہ اوصاف و محاسن اسلام ہیں، جن سے آپ اپنے رب کا بڑا تقرب حاصل کر سکتے ہیں اور صالح معاشرہ وجود میں آسکتا ہے۔ ایک دوسرے سے محبت و اخوت، بھائی چارگی پیدا ہوگی، ایک دوسرے کے کام آنے والے بنیں گے۔

اخلاق حسنہ وحمیدہ کا اسلام میں بڑا درجہ ہے، اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعلیم و تلقین فرمائی ہے، آپ ان اوصاف حسنہ کو اپنائیں، اپنے گھر میں اپنی اولاد کو اخلاق حسنہ کا سبق پڑھائیں اس کی تعلیم دیں، ہر مسلمان طے کرے کہ ہم اپنے گھر میں دینی و اخلاقی کتابیں پڑھوائیں گے، بے حیائی و بداخلاقی کی وبا سے اپنے گھر بچائیں گے، گندے لٹریچر اور غلط کتابوں کو پڑھنے سے روکیں گے، انشاء اللہ۔

آپ ذرا غور کریں کس قدر فرق آ گیا ہے، صرف انداز خیال بدل جانے سے تمام باتیں بدل گئیں، نہ وہ رونق رہی ہے، نہ وہ دولت، نہ وہ برکت، نہ کسی چیز میں لذت، نہ باتوں میں لطف، نہ کپڑے میں زینت، نہ بچوں میں بچپن، نہ بوڑھوں میں دانائی، غرض کہ اب عالم نیا ہے اور دنیا ہی دوسری ہے، بجائے شرم حیا کے اب

بے حیائی ہے، گھروں میں گندے اور عریاں لٹریچر کی ریل پیل ہے۔ جن سے بداخلاقی اور بے حیائی کی وبا پھوٹ رہی ہے۔ اور بجائے اتباع سنت کے دنیاداری ہے، بجائے اطمینان وخوشی کے فکرو پریشانی ہے، آسودہ حال اور اچھے سے اچھے گھر آج اپنے کیئے پر پریشان ہیں، نہ وہ دن ہیں نہ وہ راتیں، نہ وہ صورتیں ہیں نہ وہ سیرتیں، نہ وہ دل ہیں نہ وہ ہمتیں، نہ وہ دلچسپی کے سامان نہ دل لگی، اگر کبھی دیکھئے بھی تو خوب پریشان، غرضیکہ ہر جگہ سے اف اف کی صدا آرہی ہے، ہر مکان سے آہ آہ کی آواز گونج رہی ہے، ہر گوشہ سے اخلاق بچاؤ، اخلاق بچاؤ کی صدا لگ رہی ہے، آہ افسوس صد افسوس! یہ سب بداخلاقی، بے حیائی، یورپ کی نقالی، دین کے دشمنوں کی تہذیب کو اپنانے کی، ان طور طریق کو اپنانے، ان میں رنگ جانے کی وجہ سے اور بدخیالی کا ثمرہ ہے اور نتیجہ ہے، اب بھی وقت ہے آپ سنبھل جائیں کیونکہ صبح کا بھولا ہوا شام کو واپس آجائے وہ ضائع نہیں ہوتا، اس تحریر کو پڑھیں، بار بار پڑھیں، رات میں اپنا محاسبہ کریں، کم از کم پانچ منٹ غور کریں، اگر آپ اللہ کے لئے غور کریں گے تو ان شاء اللہ ضرور بالضرور آپ کے اندر احساس وفکر اور جذبہ پیدا ہوگا، اسی وقت اپنے کو سدھارنے کا جذبہ پیدا ہوگا، اللہ پاک ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

یہود ونصاریٰ اسلام کے بڑے دشمن

یہود ونصاریٰ تو دین کے دشمن ہیں وہ کبھی بھی ہمارے دوست نہیں ہوسکتے اسلام کو نقصان پہونچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں گنواتے بلکہ ہر وقت ان کی یہی کوشش رہتی ہے کہ کس طرح مسلمانوں کو ان کے دین سے برگشتہ کیا جائے۔ اس کے لئے فیشن کے نام پر ہر اس طریقہ کو پیش کرتے ہیں جو اسلام کے مخالف ہوں ہم

کو ہر وقت چوکنا رہنا چاہئے۔ اور غیروں کے طور وطریق اور اخلاق واطوار سے کلی طور پر احتراز کرنا چاہئے۔ کہیں تو حضور نبی کریم ﷺ کی سنتوں اور اخلاق حسنہ کو اپنا نا چاہئے خواہ دنیا ہم کو کچھ بھی سمجھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ علیہ السلام کی ایک ایک سنت پر جان نثار تھے، ایک صحابی کے ہاتھ سے لقمہ گر گیا لوگوں نے منع کیا کہ اس کو اٹھا کر نہ کھائیں، یہاں لوگ معیوب سمجھتے ہیں مگر صحابی رسول ﷺ برجستہ کہا: اَاَتْرُکُ سُنَّةَ حَبِيْبِیْ لِهٰذَا لْحُمَقَاءُ کیا میں اپنے حبیب کی سنت کو ان بیوقوں کی وجہ سے چھوڑ دوں گا۔ یہی جذبہ ہمارے اندر بھی ہونا چاہئے۔ جب تک یہ جذبہ ہمارے اندر پیدا نہ ہوگا اور رسول اکرم ﷺ کی ایک ایک سنت پر عمل پیرا نہیں ہوں گے ہم کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے۔ اللہ تعالیٰ نے صاف طریقہ پر فرمادیا۔ اے نبی فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کے دعویدار ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم کو پیار کرے گا۔ جب تک رسول ﷺ کی اتباع ہماری زندگیوں میں نہ ہوگی اس وقت تک ہم اللہ کے محبوب نہیں بن سکتے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

عورت کو بھی سماجی اور تعلیمی حقوق حاصل ہیں

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْ مِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَامُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْھِنَّ دَرَجَۃٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور کائنات کی ساری چیزیں انسانوں کے فائدے کیلئے پیدا فرمائی ہیں پھر انسانوں کی ہدایت و رہنمائی اور خدا و بندے کے درمیان مضبوط رشتہ قائم کرنے کے لئے انبیاء و رسل کا سلسلہ قائم فرمایا یہ سلسلہ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا اب قیامت تک کوئی

بھی نیا نبی ورسل ہرگز نہ آئے گا اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے امن وشانتی کا درس دیا اور معاشرے کے اندر پھیلی ہوئی سینکڑوں برائیوں کی روک تھام کے لئے قوانین وضع کئے مرد وعورت کے درمیان اخوت ومحبت اور خوشگوار زندگی گذارنے کے لئے ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کو لازم وضروری قرار دیا سورۂ نساء میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مردوں کو حکم دیا جارہا ہے اور عورتوں کے ساتھ خوشگوار زندگی گذارو اور خطبہ میں جو آیت میں نے پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اور عورتوں کے لئے بھی اسی کے مثل حقوق ہیں جس طرح مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں مردوں کو ایک درجہ عورتوں پر فوقیت حاصل ہے نبی کریم ﷺ نے مختلف موقعوں پر اپنے اقوال وافعال سے ثابت کیا کہ عورتوں کے بھی حقوق مردوں پر ہیں۔

شریکۂ حیات کی دلجوئی

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تم سب ایک دوسرے کی جنس ہو یعنی پیدائش اور موت کے لحاظ سے ایک ہو ایک ہی آدم وحوا کی اولاد ہو ایک ہی دنیا میں رہتے ہو ایک سماج میں گزر بسر کرتے ہو علم وعمل کی ایک سی صلاحیتیں رکھتے ہو اس لیے مرتبہ میں کوئی چھوٹا یا بڑا نہیں ہے۔

اس سلسلے میں حضور اقدس ﷺ نے عملی نمونہ بھی پیش فرمایا۔ اللہ کے رسول ﷺ کے دل میں خواتین کیلئے کتنا درد تھا کوئی موقع بھی محبت ودل سوزی کا حضور ﷺ چھوڑتے نہیں تھے حضور ﷺ کی تشریف آوری خواتین کے حق میں فرشتۂ رحمت ثابت ہوئی، آپ ان کی دلجوئی اور دل جوئی کے لیے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ چنانچہ سیرت میں آیا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ کو بے انتہا محبت تھی، ان

کی وفات تک آپ ﷺ نے دوسری شادی نہیں کی حالانکہ اس وقت عرب میں کئی کئی شادیوں کا رواج تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور دروازہ بند کیے نوافل میں مشغول ہوتے اور میں اتفاق سے دروازہ کھٹکھٹاتی تو آپ ﷺ نیت توڑ کر دروازہ کھول دیتے اور پھر نوافل ادا کرتے ایک مرتبہ عید کے دن مسجد نبوی میں حبشی نیزہ بازی کرر ہے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیکھنے کی خواہش ظاہر کی آپ کھڑے ہوگئے، چادر تان کر پردہ کرلیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دوش مبارک پر سہارا دے کر کھڑی ہوگئیں اور تماشہ دیکھتی رہیں اور جب تک خود تھک کر ہٹ نہ گئیں حضور ﷺ پردہ کیے کھڑے رہے۔ (بخاری)

یہ بھی آیا ہے کہ حضور کی خدمت میں جب سیدہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا تشریف لاتیں تو آپ ﷺ احتراماً کھڑے ہوجاتے۔ انکا ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ بٹھاتے، یہ اصولی وعملی تعلیم جو اللہ کے رسول نے خواتین کا وقار بڑھانے کے لیے دی تھی اس سے خواتین کی حیثیت کتنی بلند ہوگئی، اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اسلام میں شروع سے عورتوں کو سماجی، تمدنی اور تعلیمی حقوق حاصل رہے ہیں۔ چنانچہ آج وہ کسی طرح بھی مردوں سے پیچھے نہیں ہیں نہ تعلیم میں نہ تہذیب میں نہ معاشرت میں نہ سماج میں نہ دنیا میں نہ آخرت میں مرد کو اگر اچھے اعمال کی بدولت جنت ملے گی تو عورت بھی اپنی نیکیوں کے بدلے میں جنت کی مستحق ہے سورہ احزاب میں کھول کر فرمایا گیا۔ بلاشبہ مسلمان مرد، عورتیں اور اہل ایمان مرد اور اہل ایمان عورتیں اور عبادت گزار مرد اور عبادت گزار عورتیں اور سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اللہ سے ڈرنے والے مرد اور اللہ سے ڈرنے والی عورتیں صدقہ کرنیوالے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے

مرد اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں اللہ نے ان کے لیے اجر عظیم تیار کیا ہے۔

بیوی کے ساتھ لطف و محبت کمال ایمان کی دلیل

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع میں یوم عرفہ کے خطبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ہدایت دی کہ لوگو! اپنی بیویوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو تم نے ان کو اللہ تعالیٰ کی امان کے ساتھ اپنے عقد میں لیا ہے اور اسی اللہ تعالیٰ کے کلمہ اور حکم سے وہ تمہارے لیے حلال ہوئی ہیں تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ جس کا گھر میں آنا اور تمہارے بستروں پر بیٹھنا تمہیں ناپسند ہو وہ اس کو آ کر وہاں بیٹھنے کا موقع نہ دیں اگر وہ ایسی غلطی کریں تو ان کو تنبیہ و تادیب کے طور پر تم سزا دے سکتے ہو جو زیادہ سخت نہ ہو اور تمہارے ذمہ مناسب طریقہ پر ان کے کھانے کپڑے کا بندوبست کرنا ہے۔ ایک موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں اس آدمی کا ایمان زیادہ کامل ہے۔ جس کا اخلاقی برتاؤ سب کے ساتھ اچھا ہو اور خاص کر بیوی کے ساتھ جس کا رویہ لطف و محبت کا ہو۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اندازِ تربیت

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَامُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ. وَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّھِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ. اَوْکَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ.

محترمہ صدر معلّمہ اور میری مشفق ومہربان معلمات! صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت بڑی ہی مقدس وبابرکت جماعت ہے یہ بڑی خوش نصیب ہستیاں تھیں سید الکونین کی زیارت وملاقات اور شرف صحبت حاصل ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم المرتبت اور بابرکت ہستی نے اس جماعت کی تربیت کرکے روئے زمین کے چپہ چپہ پر اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کا اہم ذریعہ اور سبب بنادیا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی

ایک ایک نقل وحرکت کے محافظ وامین تھے اور صحیح صحیح امانت آنے والی نسلوں کو منتقل کیا زبان نبوت نے ہی انکے ہدایت یافتہ ہونے اور دوسروں کیلئے اسوہ حسنہ ہونے کا سند عطا کردیا۔ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّھِمُ اقْتَدَیْتُمْ میرے صحابہ رات کی اندھیریوں میں روشن اور چمکدار ستاروں کے مانند ہیں ان میں سے جن کی بھی اقتدا کرلوگے کامیاب ہوجاؤگے۔ لَاتَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِی اَوْ رَایٔ مَنْ رَاٰنِی جہنم کی آگ اس شخص کو نہیں چھوسکتی جس نے مجھے دیکھا یا مرے دیکھنے ولاوں کو دیکھا یعنی صحابہ وتابعین کیلئے بڑی عظیم الشان خوشخبری ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے تعلق سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں لَوْکَانَ بَعْدِی نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ اگر میرے بعد نبوت کا سلسلہ جاری رہتا تو عمر فاروق کے اندر وہ خوبیاں اور صلاحیتیں ہیں جن کی بنیاد پر وہ اللہ کی طرف نبی منتخب ہوسکتے ہیں

تقوی وپرہیزگاری

قاضی ابو یوسف جنگ ''جلولاء'' کے واقعے کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ جلولاء میں سات ہزار مسلمانوں کو ساٹھ ہزار کافروں پر فتح عظیم حاصل ہوئی عمر بن معدی کرب نے سفید ہاتھی کے سر پر تلوار کا ایک کامیاب وار کیا، سونڈ سر سے الگ ہوگئی، جب ہاتھی بلبلاتا اپنے دوسرے ہاتھیوں کی طرف بھاگا تو دوسرے ہاتھی اپنے لشکروں کو روندتے ہوئے نکلے جس کی وجہ سے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی، مسلمانوں نے دور تک دشمنوں کا تعاقب کیا اس کے بعد کافروں کے چھوڑے ہوئے سامان، غلہ راشن اور بکری وغیرہ کو نیلام کیا گیا، بکریوں کا یہ نیلامی چالیس ہزار میں ہوئی جسے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے خریدا جب یہ بکریاں مدینہ پہنچیں تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا، آپ نے اپنے صاحبزادے عبد اللہ سے کہا

کہ اس نیلامی میں تمہارے حق میں دو وجہ سے کافی رعایت کی گئی ہے ایک تو اس وجہ سے کہ رسول اللہ ﷺ کے تم محبوب صحابی ہو، دوسرے یہ کہ تم امیر المومنین کے بیٹے ہو اس رعایت کو اگر میں منظور کرلوں تو اللہ اس کی وجہ سے مجھے عذاب میں ڈال دے گا، لہٰذا میں یہ نیلامی کو منسوخ کرتا ہوں اور تم کو جلولاء کے دوسرے خریداروں کے برابر نفع دوں گا، چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان بکریوں کو مقررہ وقت میں پھر سے نیلام کردیا، بکریوں کا دام چار لاکھ لگا۔ اس کے علاوہ تین لاکھ ساٹھ ہزار رقم ''جلولاء'' کے جنگی کمانڈر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا کہ اسے جلولاء کے مجاہدین میں تقسیم کردیں، جو لوگ زندہ ہوں انہیں بلا کردے دیں اور جو انتقال کر گئے ہوں ان کے ورثاء میں تقسیم کردیں۔

(تاریخ طبری: ۲/۱۷۹)۔ بحوالہ تاریخ اسلام کے سنہرے واقعات)

اس واقعے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حسن تربیت کا عمدہ نمونہ موجود ہے آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں ڈانٹا پھٹکارا نہیں بلکہ ان کا جو عمل ان کے لیے غیر مفید سمجھا اس کے بدلہ مفید اور صالح اعمال بتا دیئے تاکہ انہیں ان کا مقصد حاصل ہو سکے اور وہ اللہ کی محبت کو پا سکیں۔

اولاد کیلئے آخرت کی فکر کریں

نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ مَا نَحِلَ وَالِدٌ وَلَدَهُ اَفْضَلُ مِنْ اَدَبٍ حُسْنٍ کسی باپ نے اپنی اولاد کو اچھے ادب سے بہتر کوئی چیز تحفہ میں نہیں دی یعنی سب سے بڑا تحفہ اولاد کو بہتر ادب سکھانا اگر اولاد نیک اور صالح ہوگی تو دنیا میں بھی نیک نامی کا ذریعہ بنے گی اور آخرت میں بھی دخول جنت اور ترقی درجات کا باعث بنے گی اگر اولاد ناخلف نکل گئی تو والدین کیلئے دنیا و آخرت دونوں جگہوں میں ذلت

ورسوائی کا سبب بنے گی اسلئے اولاد کی تربیت پر خصوص توجہ دینے کی ضرورت ہے آخر ہم اولاد کیلئے کھانے پینے کھیلنے کودنے کیلئے ساری چیزیں مہیا کرتے ہیں اور ہر وقت اسکے راحت وآرام کا خیال کرتے ہیں کوئی بھی ماں یہ نہیں چاہتی کہ میری اولاد کسی طرح کی تنگی وپریشانی میں مبتلا ہو خود کو تکالیف میں مبتلا ہونا گوارا ہوتا ہے مگر اولاد کی تھوڑی تکلیف بھی تشویش کی باعث ہوا کرتی ہے یاد رکھیں یہ دینا کی تکلیف بہت کم ہے ایک دن ختم ہو کر رہے گی کوئی بھی ہر وقت پریشانی میں نہیں رہتا مگر آخرت کی زندگی جو ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی ہے جسکی نہ کوئی حد ہے نہ انتہا ہمیں اس دن کی فکر کرنی چاہیے اور اولاد کو تیار رکھنا چاہیے دنیا میں رہ کر ہی ہم کو آخرت کی تیاریاں کرنی ہیں مرنے سے پہلے ہم جتنا چاہیں عبادت کرلیں مرنے کے بعد ہر چیز کے محتاج ہو جائیں گے نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَابَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللهِ عقلمند وہ شخص جس نے اپنے نفس کو تابع کرلیا اور وہ کام کیا جو مرنے کے بعد کام آنیوالے ہیں اور بیوقوف ونادان وہ شخص ہے جو اپنے خواہش نفس کے پیچھے چل پڑا اور اللہ تعالیٰ سے لمبی لمبی آرزوئیں قائم رکھیں اس حدیث میں عقلمند اور بیوقوف ہونے کی کسوٹی بتادی گئی ہم کو عقلمند بننے کی کوشش کرنی چاہیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

عورت کی ایک انمول صفت

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَامُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ وَ یَحْفَظْنَ فُرُوْجَھُنَّ وَلاَیُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَاظَھَرَ مِنْھَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

صدر جلسہ قابل صد احترام، مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! حیاء و پاکدامنی عورت کی ایک انمول صفت ہے عورت کے اندر بھولا پن ایک اہم خوبی ہے جبکہ مردوں کیلئے عیب ہے اللہ رب العزت نے بطور خاص عورتوں کو بھی نیچی نگاہ رکھنے کا حکم دیا ہے جو آیت کریمہ میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اے نبی مومن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنے مقام زینت کو

ظاہر مت کریں مگر اس میں سے جو کھلا رہے اور اپنی اوڑھنیاں اپنے سینو پر ڈال لیں عام طور پر جو برائیاں ہوتی ہیں اور لوگ گناہوں میں ملوث ہوتے ہیں اسکی ایک وجہ عورتوں کا پردہ نہ کرنا ہے حدیث شریف میں آتا ہے۔ اَلنِّسَآءُ حَبَائِلُ الشَّیْطَانِ عورتیں شیطان کی جالیں ہیں جس طرح ماہی گیر جال کے ذریعہ مچھلیوں کا شکار کرتا ہے اسی طرح شیطان عورتوں کے ذریعہ مردوں کا شکار کرتا ہے اس لئے عورتوں کو بلاضرورت گھر سے باہر نہیں نکلنا چاہیے اور جب نکلیں تو پردے کیساتھ معمولی کپڑوں میں نکلیں تاکہ شیطان کو انگلی اٹھانے کا موقع نہ ملے۔

صحابہ کرام سے ایک سوال

ایک موقعہ پر حضور پاک ﷺ نے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے پوچھا: کہ عورتوں کے لئے سب سے اچھی اور سب سے مفید چیز کیا ہے؟ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سوچ میں پڑ گئے، کسی سے کچھ جواب بن نہیں پڑا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس مجلس سے کسی ضرورت کے لئے اٹھے اور گھر گئے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ ابھی حضور اقدس ﷺ نے یہ سوال کیا تھا، کسی سے کچھ جواب نہیں بن پڑا کہ عورت کے لئے سب سے فائدہ مند چیز کیا ہے، حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے فرمایا، اس کا جواب تو بہت آسان ہے پوچھا کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: اَنْ لَّا یَرِیْنَ الرِّجَالُ وَلَا یَرَوْنَهُنَّ عورتوں کے لئے سب سے فائدہ مند چیز یہ ہے کہ وہ مردوں کو نہ دیکھیں اور مرد ان کو نہ دیکھیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ واپس اس مجلس میں آئے، حضور پاک ﷺ ابھی وہیں تشریف فرما تھے اور آ کر کہا یارسول اللہ ﷺ! آپ کی صاحبزادی محترمہ دختر نیک اختر نے یہ جواب دیا کہ۔ اَنْ لَّا یَرِیْنَ الرِّجَالُ وَلَا یَرَوْنَهُنَّ آنحضرت ﷺ نے چھاتی ٹھوک کر فرمایا۔ ہاں! یہ میری بیٹی ہی تو ہے

آنحضرت ﷺ نے فخر کے ساتھ ارشاد فرمایا: کہ میری نور نظر لخت جگر نے صحیح جواب دیا "سَیِّدَۃُ نِسَآءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ" ہیں، ایسی ہی تھوڑے بن گئیں، صحیح جواب دیا کہ عورت کے لئے سب سے فائدہ مند چیز یہ ہے کہ وہ اجنبی مردوں کو نہ دیکھتی پھرے اور کوئی اجنبی مرد اس کو نہ دیکھے۔

اب اندازہ لگاؤ! جب ٹی وی دیکھتے ہیں تو کیا اجنبی مردوں کی طرف نظر پڑتی ہے کہ نہیں؟ جی ہاں! ضرور پڑتی ہے اور جب انڈین فلم دیکھتے ہیں، ڈرامہ دیکھتے ہیں اور اس میں جو ایکٹر آتے ہیں، وہ بالکل بن ٹھن کر خوبصورت جوان آتے ہیں، اور پھر جب عورت کی نظریں ان پر شہوت کے ساتھ پڑتی ہیں تو یہ عورتوں کی طرف سے بدنظری ہوتی ہے، اس سے بھی آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

پردے کی اہمیت

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ رات کے وقت مسجد نبوی کے دروازے پر کھڑے اپنی اہلیہ سے گفتگو فرما رہے تھے ایک صحابی کا ادھر سے گذر ہوا انہوں نے سلام کیا پھر آپ ﷺ نے انہیں بلایا اور فرمایا کہ یہ جن سے میں گفتگو کر رہا تھا میری بیوی ہیں تو صحابی رسول فرمانے لگے یا رسول اللہ کیا میں آپ کے تعلق سے کچھ گمان کر سکتا ہوں تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شیطان ہر ایک کے ساتھ لگا ہوا ہے جیسے جیسے دور نبوت سے بعد ہوتا جا رہا ہے لوگوں میں بے دینی عام ہوتی جا رہی ہے اسلامی تہذیب و کلچر کو چھوڑ کر مغربی تہذیب و کلچر مسلم خواتین اپنا رہی ہیں اور اسی کو کامیابی تصور کرتی ہیں جبکہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہیں میں سے ہوگا خصوصاً پردے کے تعلق سے نوجوان لڑکیوں میں بڑا لا پرواہی پائی جا رہی ہے اور جو نقاب استعمال کرتی ہیں

وہ بجائے اس کے کہ پردے کا کام کرے مرکز توجہ بن جاتا ہے عورت تو پورا پردہ ہی ہے اس کے جسم کا کوئی حصہ اس وقت کھلا نہیں رہنا چاہیے جبکہ کسی ضرورت کے لئے باہر جائیں اور چہرہ تو بالکل ہی نہیں کھولنا چاہیے ایک ستر سالہ بزرگ تھے ان کے پاس ایک انہیں کی عمر کی بوڑھی خاتون بیعت ہونے کے لئے گئیں ظاہر ہے کہ اس عمر میں عموما لوگوں میں خواہشات کا فقدان ہوتا ہے یا بہت کم گناہوں میں مبتلا ہونے کا امکان ہوتا ہے مگر انکا تقوی دیکھئے کہ فرمایا بی بی صاحبہ پردے کے پیچھے سے رومال پکڑ کر بیعت کرلیں تو انہوں نے کہا کہ ہم دونوں تو بوڑھے ہیں پردے کی کیا ضرورت تو ان بزرگ نے فرمایا کہ شریعت ابھی جوان ہے اس لئے پردے کا بڑا خیال کرنا چاہیے تاکہ ہم گناہوں سے بچ سکیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

عذابِ قبر برحق ہے

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَامُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْھَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا وَّیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ اَدْخِلُوْآ اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ. (مومن ۴۶)

صدر جلسہ، قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے عذاب قبر برحق ہے سب سے پہلے ایک اصولی بات جان لیں کہ انسان دو چیزوں سے مرکب ہے جسم اور روح دنیا کے اندر انسان کے جسم کو تکلیف وراحت محسوس ہوتی ہے اور بالواسطہ روح کو بھی اسکا احساس ہوتا ہے اور مرنے کے بعد جسے برزخ کہتے ہیں خواہ قبر میں دفن کیا جائے یا آگ میں جلا یا جائے جیسا کہ دیگر اقوام اپنے مردوں کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتی ہیں یا کسی جانور کا

لقمہ بن جائے یا پانی میں ڈوب کر مرجائے بہر حال مرنے کے بعد کی جو زندگی شروع ہوتی ہے اسے شریعت کی اصطلاح میں برزخ کہتے ہیں جب آدمی برزخ میں چلا جاتا ہے تو اسکی روح آرام و راحت کا محل ہوا کرتی ہے اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کہ سونے والا آدمی خواب دیکھتا ہے کہ میں دنیا کی سیر کر رہا ہوں اچھا خواب دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور برا خواب دیکھ کر تکلیف ہوتی ہے حالانکہ اس کے پاس بیٹھنے والے انسان کو کوئی خبر نہیں ہوتی اسی طرح برزخ میں روح کو آرام و راحت اور عذاب ہوا کرتا ہے اور آخرت میں جسم و روح دونوں کو بلا واسطہ راحت و آرام اور تکلیف و عذاب ہوگا۔

قبر آخرت کی پہلی منزل ہے

صالحین کو قبر میں آرام ملتا ہے اور خوشی کے ساتھ قیامت تک رہنا ہوتا ہے اسی طرح کافروں اور بدکاروں کو قبر میں عذاب ہوتا ہے احادیث شریفہ سے یہ باتیں ثابت ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک یہودی عورت آئی اور اس نے ان کے سامنے عذاب قبر کا تذکرہ کیا اور کہا کہ **اَعَاذَکَ اللّٰہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ** یعنی تجھے اللہ عذاب قبر سے پناہ میں رکھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ **نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ** ہاں قبر کا عذاب حق ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی نماز پڑھی قبر کے عذاب سے ضرور اللہ کی پناہ مانگی۔ (بخاری مسلم)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ مبارک ڈاڑھی تر ہو جاتی تھی سوال کیا گیا کہ آپ جنت و دوزخ کا تذکرہ کرکے نہیں روتے اور قبر کو دیکھ کر اس قدر روتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیشک قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے سو اگر اس سے نجات پائی تو اس کے بعد کی منزلیں اس سے زیادہ آسان ہیں اور اگر اس سے نجات نہ پائی تو اس کے بعد کی منزلیں اس سے زیادہ سخت ہیں۔ (ترمذی)

قبر میں عذاب دینے والے اژدہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قبر میں کافر پر ضرور ۹۹ اژدہے مقرر کر دیے جاتے ہیں جو قیامت تک اسے ڈستے رہتے ہیں، ان کے زہر کا یہ عالم ہے کہ اگر ان میں سے ایک بھی زمین پر پھنکار مار دے تو زمین بالکل سبزی نہ اگائے۔ (دارمی)

یعنی ان کے زہر کا یہ اثر ہے کہ ان میں سے ایک اژدہا بھی اگر ایک دفعہ زمین کی طرف پھنکار مار دے تو اس کے زہر کے اثر سے زمین گھاس کا ایک تنکا بھی اگانے کے قابل نہ رہے، آج کل کے حالات جنگ جیسے ایٹم بم وغیرہ دیکھ کر اس ارشاد نبوی ﷺ کے سمجھنے میں ذرا بھی تامل کی گنجائش نہیں رہتی۔

چند مشرکوں کو قبر میں عذاب

حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جبکہ رسول اللہ ﷺ اپنی خچر پر سوار قبیلہ بنی نجار کے ایک باغ میں سے گذر رہے تھے اچانک آپ کی خچر راستے سے ہٹی اور ٹیڑھی ہوئی (اور اسکی ایسی حالت ہوئی) کہ قریب تھا کہ آپ کو گرا دے اچانک نظر پڑی تو دیکھا کہ وہاں چھ یا پانچ قبریں ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان قبروں کے مردوں سے کون واقف ہے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے کہا، میں جانتا ہوں آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ لوگ کس زمانے میں مرے تھے

اس شخص نے عرض کیا زمانہ شرک میں، آپ نے فرمایا، یہ لوگ اپنی قبروں میں عذاب میں مبتلا ہیں اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ تم مردوں کو دفن نہ کر سکو گے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ قبر کے عذاب میں سے جتنا کچھ میں سن رہا ہوں وہ اس میں سے کچھ تم کو بھی سنا دے یہ فرمانے کے بعد آپ علیہ السلام ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا دوزخ کے عذاب سے اللہ سے پناہ مانگو سب کی زبان سے نکلا ہم دوزخ کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں آپ علیہ السلام نے فرمایا قبر کے عذاب سے اللہ سے پناہ مانگو، سب نے کہا ہم قبر کے عذاب سے اللہ سے پناہ مانگتے ہیں، آپ علیہ السلام نے فرمایا سب فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگو، ظاہری فتنوں سے بھی اور باطنی فتنوں سے بھی سب نے کہا ہم ظاہری و باطنی فتنوں سے اللہ سے پناہ مانگتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ دجال کے عظیم ترین فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگو سب نے کہا ہم دجالی فتنہ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

قبر میں عذاب کیوجہ سے میت کا چیخنا اور لوہے کے گرزوں سے اسکا مارنا

حضرت برا ابن عازب رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کافر جواب دیتا ہے کہ ہائے ہائے مجھے پتہ نہیں! تو آسمان سے منادی آواز دیتا ہے کہ اس نے جھوٹ کہا اس کے نیچے آگ بچھا دو اور اسے آگ کا پہناوا پہنا دو اور اس کے لیے دوزخ کا ایک دروازہ کھولدو چنانچہ دروازہ کھولدیا جاتا ہے جس کے ذریعہ دوزخ کی تپش اور سخت گرم لو آتی رہتی ہے اور اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ادھر سے ادھر ہو جاتی ہیں پھر اس کے عذاب دینے کے لئے ایک (عذاب دینے والا) مقرر کر دیا جاتا ہے جو اندھا اور بہرا ہوتا ہے اس کے پاس لوہے کا گرز ہوتا ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ اگر وہ پہاڑ پر مار

دیا جائے تو پہاڑ ضرور مٹی ہو جائے (پھر ارشاد فرمایا کہ) اس گرز کو ایک مرتبہ مارتا ہے تو اس کی آواز کو انسان اور جنات کے علاوہ پورب پچھّم کے درمیان کی ساری مخلوق سنتی ہے ایک دفعہ مارنے سے وہ مٹی ہو جاتا ہے اور پھر روح لوٹا دی جاتی ہے۔

(احمد، ابی داؤد)

بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اس کے گرز کے مارے جانے سے وہ اس زور سے چیختا ہے کہ انسان اور جنات کے سوا اس کے قریب کی ہر چیز اس کی چیخ و پکار سنتی ہے سوال یہاں یہ بات دریافت طلب ہے کہ انسانوں اور جنات کو میت کے مارنے اور اس کے چیخنے کی آواز کیوں نہیں سنائی جاتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ انسانوں اور جنات سے عالم برزخ کا واسطہ پڑتا ہے، اگر ان کو عذاب قبر دکھا دیا جائے یا کانوں سے وہاں کے مصیبت زدوں کی چیخ و پکار کی آواز سنا دی جائے تو ایمان لے آئیں اور نیک عمل کرنے لگیں حالانکہ خدا کے یہاں ایمان بالغیب معتبر ہے کہ صرف رسول اللہ ﷺ کی بات سنکر مان لیں اور سمجھ میں آئے یا نہ آوئے بہر حال آپ کی بات صحیح مانیں، اسی کو ایمان فرمایا گیا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ اَجْرٌ كَبِيْرٌ بلاشبہ جو لوگ اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں۔ ان کے لیے مغفرت ہے اور بڑا اجر ہے اگر دوزخ و جنت اور برزخ کے حالات آنکھوں سے دکھا دیے جائیں تو پھر ایمان بالغیب نہ رہے اور سب مان لیں اور مومن ہو جائیں مگر خدا کے یہاں آنکھوں سے دیکھے ہوئے پر ایمان لانا معتبر نہیں ہے اسی وجہ سے مرتے وقت ایمان لانے کا اعتبار نہیں ہے کیونکہ اس وقت عذاب کے فرشتے نظر آجاتے ہیں۔ **فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْ بَاْسَنَا** (مومن) سو ان کو ان کا ایمان لانا نفع مند نہ ہوا جب کہ انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا جب قیامت کو اٹھ کھڑے ہوں گے اور پھر جنت

ودوزخ آنکھ سے دیکھ لینگے تو سب ہی ایمان لے آئیں گے اور رسولوں کی باتوں کی تصدیق کرلیں گے مگر اس وقت کا ایمان اور تصدیق معتبر نہیں ہے۔

انسانوں کو عذاب قبر کے نہ دکھانے اور اس کی آواز نہ سنانے میں یہ مصلحت بھی معلوم ہوتی ہے کہ انسان اس کی برداشت نہیں کرسکتے اگر عذاب قبر کا حال آنکھوں سے دیکھ لیں یا کانوں سے سن لیں تو بے ہوش ہو جائیں جیسا کہ حضرت ابو سعید خدری کی روایت میں ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نافرمان کی میت کو جب لوگ اٹھا کر چلتے ہیں تو وہ کہتا ہے ہائے میری بربادی مجھے کہاں لے جار ہے ہو اسکی اس آواز کو انسان کے سوا ہر چیز سنتی ہے اور اگر انسان سن لیوے تو بیہوش ہو جاوے۔ (بخاری شریف)

البتہ خداوند عالم نے اپنے رسول ﷺ کو برزخ کی چیزیں نہ صرف بتادیں بلکہ دکھا بھی دیں چونکہ آپ میں ان کو دیکھ کر برداشت کا ظرف موجود تھا حتی کہ دوزخ کے منظر کو دیکھ کر بھی آپ کے ہنسنے بولنے اور صحابہ کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے میں فرق نہ آتا تھا حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ ایک مرتبہ آفتاب غروب ہونے کے بعد (مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے گئے، آپ نے ایک آواز سنی جو بھیانک آواز تھی اس کو سن کر فرمایا کہ یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔ (بخاری ومسلم)

صحابۂ کرام کی چیخیں نکل پڑیں

عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِی بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطِیْبًا فَذَکَرَ فِتْنَۃَ الْقَبْرِ الَّتِیْ یُفْتَنُ فِیْھَا الْمَرْأُ فَلَمَّا ذَکَرَ ذٰلِکَ ضَجَّ الْمُسْلِمُوْنَ ضَجَّۃً حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے

روایت ہے کہ کہتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں اس آزمائش کا ذکر فرمایا جس میں مرنے والا آدمی مبتلا ہوتا ہے تو جب آپ نے اس کا ذکر فرمایا تو خوف و دہشت سے سب مسلمان چیخ اٹھے اور کہرام مچ گیا۔

قبر کے عذاب سے ہر وقت پناہ مانگنی چاہیے اور اسکی تیاری بھی کرنی چاہیے اس لیے کہ انسان جب قبر کے حوالے کر دیا جاتا ہے تو سوائے اس کے اعمال کے اور کوئی اسکا دوست اور رفیق نہیں ہوتا اگر اسکے اعمال اچھے اور دنیا میں رہ کر اس نے اللہ و رسول کو راضی کرنیکی کوشش کی تھی تو یقیناً اس کیلئے قبر کی تاریکی میں راحت و آرام میں ہوگا اور اگر خدانخواستہ اسکے اعمال بد ہیں تو سخت عذاب میں مبتلا ہوگا اور اسکی چیخ و پکار کوئی سننے والا نہ ہوگا جو اسکی فریاد رسی کر سکے۔ نبی کریم ﷺ دعائیں کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَاَعُوۡذُبِکَ مِنۡ عَذَابِ الۡقَبۡرِ وَاَعُوۡذُبِکَ مِنۡ فِتۡنَۃِ الۡمَسِیۡحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوۡذُبِکَ مِنۡ فِتۡنَۃِ الۡمَحۡیَا وَالۡمَمَاتِ اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں جہنم کے عذاب سے اور میں پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے اور میں پناہ چاہتا ہوں مسیح دجال کے فتنے سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں زندگی اور موت کے فتنے سے نبی کریم ﷺ بخشے بخشائے تھے اس کے باوجود قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے اور ہم تو رات دن گناہ میں مبتلا رہتے ہیں تو کیا ہم کو اللہ کے عذاب سے پناہ نہیں مانگنا چاہیے؟

مومن اور کافر کی روحیں

خطبہ میں جو آیت کریمہ میں نے پڑھی ہے یہ سورہ مومن کی آیت ہے اور عذاب قبر اس سے ثابت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وہ لوگ صبح و شام آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں اور جس روز قیامت قائم ہوگی حکم ہوگا کہ فرعونیوں کو

نہایت سخت عذاب میں داخل کرو، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ آل فرعون کی روحیں سیاہ پرندوں کی شکل میں ہر روز صبح وشام دو مرتبہ جہنم کے سامنے لائی جاتی ہیں اور جہنم کو دکھلا کران سے کہا جاتا ہے کہ تمہارا ٹھکانا یہ ہے اور صحیحین میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مرجاتا ہے تو عالم برزخ میں صبح وشام اسکو وہ مقام دکھلایا جاتا ہے کہ جہاں قیامت کے حساب کے بعد اسکو پہنچنا ہے اور یہ مقام دکھلا کر روزانہ اس سے کہا جاتا ہے کہ تجھے آخرکار یہاں پہنچنا ہے اگر یہ شخص اہل جنت میں سے ہے تو اسکا مقام جنت میں سے ہے تو اسکا مقام جنت اسکو دکھلایا جائیگا اور اہل جہنم میں سے ہے تو اسکا مقام اسکو دکھلایا جائیگا عذاب کے قبر کے تعلق سے یہ چند باتیں قرآن وحدیث کی روشنی پیش کردی گئیں جو باتیں شریعت سے ثابت ہیں خواہ ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے ہمیں اس پر ایمان لانا ضروری ہے ایمان بالغیب ہی معتبر ہے اگر سب چیزیں ہم اپنی عقل وفہم سے سمجھ سکتے تھے تو پھر انبیاء ورسل کے بعثت کی کیا ضرورت تھی اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان پر استقامت نصیب فرمائے اور قبر کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

ایمانی کیفیت اور گناہوں پر ندامت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحاً. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

معزز ومحترم خواتین، مشفق ومہربان معلمات اور عزیزہ طالبات! آج کی تقریر کا موضوع ہے۔ ”ایمانی کیفیت اور گناہوں پر ندامت“ اسی تعلق سے کچھ باتیں قرآن وحدیث کی روشنی میں آپ سامعین کے گوش گذار کرنی ہے۔ مومن کے دو دشمن ایسے ہیں جو ہمیشہ اس کے ساتھ لگے رہتے ہیں۔ ایک نفس دوسرا شیطان یہ کبھی بھی جدا نہیں ہوتے اور ہمیشہ برائیوں اور گناہوں پر اکسائے رہتے ہیں اس لئے انسان گناہوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ اب ان دونوں دشمنوں سے بچاؤ کی کیا شکل ہوتو اس کا سب سے بڑا ہتھیار اللہ کا خوف اور آخرت کا حساب وکتاب ہے اگر یہ دونوں چیزیں انسان ہر وقت مستحضر رکھے تو ہرگز گناہ نہیں کرے گا لیکن اگر اس کے باوجود بھی کوئی گناہوں میں مبتلا ہوجائے تو اس کا علاج یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے

گڑگڑا کر توبہ کرلے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کردیں گے اور دنیا ہی میں گناہوں کی معافی مانگ لیں آخرت میں معافی نہیں وہاں نفسی نفسی کا عالم ہوگا۔ ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی۔ چنانچہ قیامت کے دن جب گنہگار لوگ آدم علیہ السلام کے پاس پہنچیں گے اور سفارش کی درخواست کرتے ہوئے کہیں گے: اَنْتَ اَبُوْنَا وَاَبُو الْبَشَرِ خَلَقَکَ اللّٰهُ بِیَدِہٖ وَنَفَخَ فِیْکَ مِنْ رُوْحِہٖ وَاَمُرُ الْمَلٰئِکَۃُ فَسَجَدُوْا لَکَ ۔ آپ علیہ السلام ہمارے اور ساری انسانیت کے باپ ہیں، اللہ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا، اور اپنی روح آپ میں پھونکی اور اس کے حکم پر فرشتوں نے آپ کے لئے سجدہ کیا۔ ہم جس پریشانی میں مبتلا ہیں، آپ اس سے واقف ہیں، اپنے رب سے ہمارے حق میں سفارش کیجئے، آدم علیہ السلام کہیں گے: اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَمْ یَغْضِبْ قَبْلَہٗ مِثْلَہٗ وَلَنْ یَّغْضِبَ بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ وَاَنَّہٗ نَھَانِیْ عَنْ شَجَرَۃٍ فَعَصَیْتُہٗ. آج میرا رب اس قدر غضبناک ہے کہ اتنا غضبناک نہ پہلے کبھی ہوا تھا اور نہ اس کے بعد ہوگا، اس نے مجھے ایک درخت سے منع کیا تھا، میں نے نافرمانی کی، میں خود اپنے انجام کے سلسلے میں پریشان ہوں، میں تمہارے حق میں سفارش نہیں کرسکتا، نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ، ممکن ہے وہ تمہاری سفارش کرسکیں۔ نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام تمام ہی انبیائے کرام اپنی معمولی لغزشوں کا ذکر کرکے سفارش کرنے سے انکار کردیں گے۔ (بخاری، باب ذُرِّیَّۃَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اِنَّہٗ کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا)

انبیاء سے جو لغزشیں ہوئیں، اللہ تعالیٰ نے اسی دنیا میں انہیں معاف کرکے ان کو اپنے محبوب بندوں میں شامل کرلیا تھا۔ اس کے باوجود انہیں اس قدر ڈر ہوگا کہ وہ سفارش کی ہمت نہیں کریں گے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے جس لغزش کا ذکر کیا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کی معافی کا ذکر کیا ہے، جیسا کہ سورہ طٰہٰ میں ارشاد ہے: وَعَصٰٓی اٰدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی.

ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَىٰ (طٰہٰ:۱۲۱-۱۲۲) ''آدم علیہ السلام نے اپنے رب کی نافرمانی کی تو گمراہ ہوگئے، پھر ان کے رب نے انہیں چن لیا، تو ان کی توبہ قبول کرلی اور انہیں راہ راست پر ڈال دیا'' اور انہیں اس لغزش کی سزا بھی مل گئی تھی کہ اللہ نے انہیں جنت سے نکال کر دنیا میں بھیج دیا۔ سزا ملنے اور معافی کا اعلان کرنے کے باوجود آدم علیہ السلام اپنی اس لغزش کی وجہ سے اللہ کے عذاب کی وجہ سے اللہ کے عذاب اور اس کے غضب سے اس قدر خوف زدہ رہیں گے کہ سفارش کرنے سے انکار کردیں گے۔ یہی حال تمام انبیائے کرام کا ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں ان سے جو کچھ لغزشیں ہوئیں اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں ان کی معافی کا اعلان فرمادیا اب آخرت میں ان سے کوئی باز پرس نہ ہوگی مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ کے انتہائی غیظ وغضب ہونے کی وجہ سے یہ معصوم بندے بھی اس درجہ خائف وترساں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کی سفارش نہ کراسکیں گے۔ یہ معزز ہستیاں جب اللہ تعالیٰ سے اتنا خائف ہوں گے تو ہما شما کی کیا گنتی اور کیا حشر ہوگا۔

خلیفہ ثانی اور خوف خدا

انبیائے کرام کے بعد اس دنیا میں سب سے افضل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، ان کا بھی یہی حال تھا، معمولی لغزشوں کی وجہ سے وہ اللہ کے عذاب سے ہمیشہ خائف رہتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مرض الموت میں ہیں، ایک شخص نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا: آپ رضی اللہ عنہ سابقین اولین میں سے ہیں، خلیفۂ ثانی ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ رضی اللہ عنہ کو راہ حق میں شہادت کا شرف بھی حاصل ہو رہا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ان تمام خصوصیات کو سننے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لَيْتَنِي يَا ابْنَ اَخِي ! وَذٰلِكَ. كَفَافًا لَا عَلَيَّ وَلَا لِي. ''اے بھتیجے! اگر

اللہ تعالیٰ میری تمام نیکیوں کا مجھے بدلہ نہ دے تو کوئی بات نہیں، میرے لئے یہی کافی ہے کہ میرے گناہوں کی وجہ سے وہ قیامت کے دن میری گرفت نہ کرے''۔

(بخاری: باب ماجاء فی قبر النبی وابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما)

اللہ اکبر یہ مقام ومرتبہ دنیا ہی میں جنت کی بشارت سینکڑوں خوبیوں کے مالک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے خلیفہ عدل وانصاف کے پیکر منبع سنت قرآن کریم کی کئی آیتیں جن کی رائے کے موافق آسمان سے نازل ہوئی ان کا یہ حال کہ اللہ سے اس قدر خوف کھا رہے ہیں فرماتے ہیں کہ میری نیکیوں کا بدلہ نہ ملے نہ صحیح مگر میرے گناہوں پر گرفت نہ کی جائے یقیناً یہی لوگ اس لائق تھے کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اور معیت حاصل ہو اور دین کی باگ ڈور ان کے ہاتھوں میں ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور نائب بن سکیں اور انہیں کیلئے دنیا ہی میں جنت کی بشارت دی جائے۔

صحابہ کرام کا اللہ سے خوف

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ ایک دن پریشانی کے عالم میں گھر سے نکلے، راستے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خیریت دریافت کی تو کہنے لگے: ''حنظلہ منافق ہوگیا''۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ کیا کہہ رہے ہو؟ انہوں نے کہا: جب ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ہوتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو سنتے ہیں تو ہمارے ایمان کی عجیب کیفیت ہوتی ہے، مگر جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکل کر اپنے گھروں کو چلے آتے ہیں، بیوی بچوں میں اور کاروبار میں لگ جاتے ہیں تو اس ایمانی کیفیت میں کمی آجاتی ہے اور آخرت سے غفلت کا شکار ہوجاتے ہیں۔ یہ جو دہری کیفیت ہے، اس لئے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ منافق ہوگیا ہوں! ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا بھی تو یہی حال ہے! دونوں مل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور اپنا حال سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ

تَدُومُونَ عَلٰی مَاتَکُونُونَ عِنْدِی وَفِی الذِّکْرِ لَصَافَحَتْکُمُ الْمَلٰئِکَةُ عَلٰی فُرُشِکُمْ وَفِی طُرُقِکُمْ وَلٰکِنَّ یَا حَنْظَلَةَ سَاعَةً وَّسَاعَةً. (مسلم: باب فضل دوام الذکر والفکر فی آمور الآخرۃ)
''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تمہاری ہمیشہ وہی حالت رہے جو میرے پاس موجود رہنے کے وقت ہوتی ہے اور ہمیشہ ذکر میں مشغول رہو تو فرشتے راستوں میں اور بستروں میں تم سے ملاقات کرنے لگ جائیں گے۔ مگر اے حنظلہ رضی اللہ عنہ! یہ کیفیت ہمیشہ نہیں رہ سکتی'' یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اطمینان دلایا کہ تم سچے مومن ہو، اپنے ایمان کے معاملے میں شک کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

یہ صرف ایک دو صحابہ رضی اللہ عنہم کا نہیں بلکہ اکثر صحابہ کا یہی حال تھا۔ اپنی معمولی لغزشوں کی وجہ سے اپنے آپ پر نفاق کا اندیشہ ظاہر کرتے تھے۔ ابن ابی ملکیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اَدْرَکْتُ ثَلَاثِیْنَ مِنْ اَصْحَابِ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کُلُّهُمْ یُخَافُ النِّفَاقَ عَلٰی نَفْسِهٖ. (بخاری: باب خوف المومن من ان یحبط عملہ وھولا یشعر) ''میں نے تقریباً تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی، سب اپنے بارے میں اس بات کا خدشہ ظاہر کرتے تھے کہ کہیں وہ نفاق میں مبتلا نہ ہو گئے ہوں''۔ جب دنیا کے ان نیک ترین لوگوں کا یہ حال ہے تو ہم جیسے گنہگاروں کو چاہئے کہ ہمیشہ اپنے آپ پر نظر رکھیں، وقتاً فوقتاً اپنا محاسبہ اور جائزہ لیتے رہیں، گناہوں سے بچنے اور دور رہنے کی پوری کوشش کریں اور ہر اس طریقے کو اپنائیں جن سے اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہماری مغفرت فرمائے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہوگی

آج گناہوں پر ہم لوگ ڈھیٹ ہو گئے ہیں آخرت میں حساب و کتاب کا کوئی اندیشہ ہی نہیں رکھتے جب کہ اس دن کی ہولناکی کا ذکر قرآن کریم میں ہے کہ بچوں کو بوڑھا بنادیگا اس لئے اس دن کی سختی سے بچنے کے لئے آج ہی تیاری کرنی

ضروری ہے۔ صحابہ کرام اتنے متقی و پرہیز گار ہونے کے باوجود بھی ہر وقت آخرت کے خوف سے لرزہ براندام رہتے تھے اور تمنا کیا کرتے تھے کہ میں کوئی پتّہ ہوتا کہ جانور مجھے کھالیتا کاش کوئی جانور ہوتا تاکہ قیامت کے دن حساب کتاب سے بچا رہتا۔ حساب و کتاب کی فکر ان کو ہمیشہ لاحق رہتی تھی اسی لئے وہ ہر گناہ سے کوسوں دور رہا کرتے تھے۔ دنیوی کاروبار میں ہوتے تو بھی آخرت کی فکر دامن گیر رہا کرتی تھی۔ اور ہم لوگوں کا یہ حال ہے کہ عبادت کے وقت بھی اللہ کا خوف نہیں کرتے ہر وقت دنیا کمانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔

ایک صحابی دربار رسالت میں تشریف لاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ میں گھر میں ہوتا ہوں بے چینی ہوتی ہے آپ کی زیارت کرلیا کرتا ہوں سکون مل جاتا ہے۔ اور مرنے کے بعد اگر میں جنت میں پہونچ بھی گیا تو آپ کا مقام و مرتبہ اتنا کہ انبیائے کرام کے زمرے میں ہوں گے وہاں آپ کی زیارت نہیں ہوسکے گی تو جنت میں کیا لطف آئے گا (اللہ اکبر کیا محبت تھی صحابہ کرام کو آپ علیہ السلام سے) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَلْمَرا مَعَ مَنْ اَحَبَّ آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہوگی اس لئے ہم دنیا میں اچھے لوگوں کی صحبت میں رہیں تاکہ مرنے کے بعد صلحاء کی صحبت نصیب ہو۔ کسی صحبت کا اثر بہت جلد پڑتا ہے۔ دنیا میں رہتے ہوئے اچھے لوگوں کی صحبت اور ہم نشینی اختیار کریں بروں کی صحبت سے ہر وقت بچیں اور ہر وقت حساب کتاب کی فکر کریں اپنے نفس کا محاسبہ کریں اور گناہوں پر ندامت اور توبہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے نیک بندوں میں شامل فرمائے۔ اور نبی آخر الزماں ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

اسلام معتدل مذہب ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

معزز ومحترم خواتین، مشفق ومہربان معلمات اور عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! رسول کریم ﷺ کی زندگی میں ہی ہمارے لئے نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو ساری انسانیت کی رہنمائی کے لئے بھیجا اور دنیوی واخروی فلاح وبہبودی کے لئے آپ علیہ السلام کی اتباع وپیروی کو لازم اور ضروری قرار دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: مَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ جو کچھ رسول تم کو دیں تو اس کو لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے باز رہو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ دین نام ہے نبی کریم ﷺ کی قول وفعل میں اتباع وپیروی کرنے کا۔ جس چیز کا ہم کو حکم ہو رہا ہو اس کو ہم کریں خواہ ہماری عقل وفہم آئے یا نہ آئے اور جس چیز سے منع کیا جا رہا ہو اس سے باز رہیں۔

آپ علیہ السلام کا عمل ہی ہمارے لئے اسوہ

ایک مرتبہ تین صحابہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادتوں کا حال دریافت کیا، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادتوں کی تفصیل بتائی۔ صحابہ کرام کہنے لگے: اَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ. ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کہاں ہیں اس لئے کہ اللہ نے آپ کے اگلے اور پچھلے تمام گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا: فَاَنَا اُصَلِّيَ اللَّيْلَ اَبَدًا. میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھوں گا۔ دوسرے نے کہا: اَنَا اَصُوْمُ النَّهَارَ اَبَدًا وَلَا اُفْطِرُ. میں ہمیشہ دن میں روزہ رکھوں گا۔ افطار نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا: اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا. میں عورتوں سے الگ تھلگ رہوں گا، کبھی شادی نہیں کروں گا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: اَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَخْشَاكُمُ اللّٰهَ وَاَتْقَاكُمْ لَهٗ لٰكِنِّيْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّيْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ. (بخاری ومسلم)

"کیا تم لوگوں ہی نے ایسی اور ایسی بات کہی ہے: سنو! اللہ کی قسم میں تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور اس کی خشیت رکھنے والا ہوں، لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں۔ پس جو میری سنت سے اعراض کرے گا وہ میرے طریقہ پر نہیں ہوگا"۔

تینوں صحابہ نے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا حال سن کر اپنی عبادتوں میں غلو اختیار کرنے کا ارادہ کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے موقعہ کی نزاکت اور صحابہ کے جذبات کا خیال

رکھتے ہوئے کس طرح حکمت ودانائی کے ساتھ اپنی مثال دیتے ہوئے انہیں غلو پسندی سے بچایا اور اسلام کی صحیح فکر اعتدال کی تعلیم دی۔

اسلام میں رہبانیت جہاد ہے

اس سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص دین کے معاملہ میں غلو کرتا ہے تو وہ غلط کرتا ہے مذہب اسلام فطرت انسانی کے موافق ہے۔ عیسائیوں نے اپنے مذہب میں بہت غلو کرلیا تھا جب کہ اللہ کی طرف سے ان کو اس کا حکم نہیں ملا تھا۔ بیوی بچوں کو چھوڑ کر کسی پہاڑ کی کھوہ میں چلے جاتے اور رات دن اللہ کی عبادت میں لگے رہتے۔ انہی کو وہ گوشہ رہبانیت سے تعبیر کرتے تھے لیکن امت محمدیہ میں اس طرح کی رہبانیت نہیں ہے اور نبی کریم ﷺ نے زندگی گذارنے کے اصول وضوابط اپنی عملی زندگی کے ذریعہ بتا دیا۔ اور اسلام میں رہبانیت جہاد ہے۔ شہر اور آبادی سے دور بیوی بچوں سے الگ تھلگ رہ کر لوگوں کے دکھ درد میں شریک ہوئے بغیر کسی سنسان وادی اور پہاڑ کی کھوہ میں جا کر اللہ اللہ کرنا بہت آسان ہے۔ اور آبادی میں رہ کر لوگوں کی کڑوی کسل سن کر ان کے دکھ درد میں شریک ہونا گویا حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ بندوں کے حقوق کو ادا کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ مذہب اسلام اسی چیز کی تعلیم دیتا ہے۔ کہ صرف اپنی ہی فکر نہ کرو بلکہ دوسروں کا بھی خیال رکھو اسی لئے عبادتیں بھی ایسی شروع کی گئی ہیں کہ جس میں ایک دوسرے کے دکھ درد میں آدمی شریک ہوسکے۔

غلطیوں کی اصلاح اجتماعی ہو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَيَنْتَهِنَّ اَقْوَامٌ عَنْ رَفْعِهِمْ اَبْصَارِهِمْ عِنْدَ الدُّعَآءِ فِي الصَّلَاةِ اِلَى السَّمَآءِ اَوْ لَتَخْطَفَنَّ

اَبْصَارَهُمْ: ”لوگوں کو نماز میں دعا مانگتے ہوئے اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھانے سے باز آجانا چاہیے۔ ورنہ ان کی نگاہیں اچک لی جائیں گی“۔

حالت نماز میں صحابہ سے آسمان کی طرف نظریں اٹھانے کی غلطی کی اصلاح کے لئے انفرادی انداز اختیار کرنے کے بجائے اجتماعی انداز اختیار کیا تاکہ غلطی کرنے والوں کو شرمندگی بھی لاحق نہ ہو اور ان کی اصلاح بھی ہو جائے، نیز یہ کہ دوسرے لوگ بھی اس سے متنبہ ہو جائیں۔

اسی طرح ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے قبلے کی طرف بلغم دیکھا تو آپ ﷺ نے بلغم تھوکنے والے کی تحقیق کر کے انفرادی طور پر نصیحت کرنے کے بجائے عمومی طور پر نصیحت کی۔ جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں قبلے کی طرف بلغم دیکھا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: **مَا بَالُ اَحُدُكُمْ يَقُوْمُ مُسْتَقْبِلُ رَبَّهُ فَيَتَنَخَّعُ اَمَامَهُ اَيُحِبُّ اَحُدُكُمْ اَنْ يَّسْتَقْبِلَ فَيَتَنَخَّعُ فِي وَجْهِهِ فَاِذَا تَنَخَّعَ اَحُدُكُمْ فَلْيَتَنَخَّعْ عَنْ يَسَارِهِ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيَقُلْ هٰكَذَا وَوَصَفُ الْقَاسِمِ فَتَفَعَلَ فِيْ ثَوْبِهِ ثُمَّ مَسَحَ بَعْضَهُ عَلٰى بَعْضٍ.** (مسلم: باب النہی عن البصاق فی المسجد فی الصلوۃ وغیرہا) تمہارا کیا حال ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے رب کی طرف رخ کر کے کھڑا ہوتا ہے اور اس کے سامنے تھوکتا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ کوئی اس کی طرف منہ کر کے پھر اس کے منہ پر تھوک دے۔ جب تم میں سے کسی کو تھوک آئے تو بائیں طرف قدم کے نیچے تھوکے۔ اگر جگہ نہ ہو تو ایسا کرے۔ (راوی قاسم نے یوں بیان کیا کہ اپنے کپڑے میں تھوکا پھر اسی کپڑے کو مل ڈالا)۔

اسلام ایک جامع مذہب

اس زمانہ میں الحمد للہ مسجدیں بڑی خوبصورت ہوتی ہیں سنگ مرمر لگے ہوتے ہیں۔ اچھی اور بیش قیمت قالینیں بچھی ہوتی ہیں۔ اب ایسی صورت میں اگر کسی کو تھوک آئے تو بجائے ادھر ادھر تھوکنے کے اپنے کپڑے یا رومال وغیرہ میں تھوک لیا کرے اور حتی الامکان چھپا کر تھوکے تاکہ دوسرے لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔ اسلام چھوٹی چھوٹی باتوں کی بھی تعلیم کرتا ہے اسی سے اسلام کی جامعیت کا اندازہ لگتا ہے۔ کسی اور مذہب میں یہ چیزیں نہیں ہیں اور ہر ایک چیز اعتدال کے دائرے میں ہے کسی چیز میں غلو نہیں اور اسلام کے پیروکاروں کو اپنا مذہب چھوڑ کر دوسرے مذاہب میں کسی چیز کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ایک یہودی نے طنزیہ طور پر کہا تھا کہ تمہارے پیغمبر کیسے ہیں کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کی تعلیم کرتے ہیں حتی کہ پیشاب پائخانہ کا طریقہ بتاتے ہیں تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بطور فخر کہا تھا کہ ہاں ہاں ہمارے پیغمبر تو ہم کو ہر ہر چیز کی تعلیم کرتے ہیں حتی کہ آبدست کا طریقہ بھی سکھلاتے ہیں۔ زندگی کا کوئی شعبہ نہیں چھوڑا جس کو اسلام نے بیان نہ کر دیا ہو مگر افسوس ہم مسلمانوں پر ہے کہ اسلام کی عمدہ اور لاجواب تعلیم کو چھوڑ کر غیروں کی تقلید کرتے ہیں اور یورپ وامریکہ کی گندی اور آوارہ تہذیب کو اختیار کرتے ہیں جس کو انہوں نے فیشن کا نام دے رکھا ہے اور اسی فیشن نے ہمارے دین کو تباہ و برباد کر رکھا ہے اور شرو حیا کا جنازہ نکال دیا ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اسلام کے ایک ایک حکم پر عمل کریں اور غیروں کی کاسہ سے بچیں۔

اللہ ہم سب کو اسلام کا پیروکار بنائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ☆

والدین کے ساتھ
ناروا سلوک کا انجام دنیا ہی میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُہٗ رَغِمَ اَنْفُہٗ قِیْلَ مَنْ یَّارَسُوْلَ اللّٰہِ ؟ قَالَ مَنْ اَدْرَکَ وَالِدَیْہِ عِنْدَ الْکِبَرِ اَوْ اَحَدُھُمَا ثُمَّ لَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّۃَ. اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

مشفق ومہربان معلمات، صاحبان صدر جلسہ، معزز خواتین، پیاری بہنو!

قرآن وحدیث میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا تاکیدی حکم اور ان کی نافرمانی پر سخت وعیدیں سنائی گئی ہیں اور والدین کی نافرمانی اکبر الکبائر میں سے شمار کی گئی ہے۔ یعنی کبیرہ گناہوں میں سے بڑا گناہ والدین کی نافرمانی کرنا، اوران کی اطاعت وفرمانبرداری بڑے ثواب کی چیز ہے۔ اورآدمی جنت میں داخل ہونے کا مستحق ہوسکتا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کا عام اسلوب یہ ہے کہ وہ جہاں انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت کی دعوت دیتا ہے تو ساتھ ہی والدین کے ساتھ حسن سلوک اوران کی خدمت واطاعت کے احکام بھی بتاتا ہے۔قرآن کریم کی بہت سی آیات مختلف سورتوں میں اس پر شاہد ہیں۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ کی عبادت کے بعد والدین کے اطاعت سب سے اہم ہے اور اللہ کے شکر کی طرح والدین کا شکر گذار ہونا بھی واجب ہے۔ بخاری شریف کی ایک حدیث بھی اس کی شہادت دیتی ہے،جس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل کونسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''نماز اپنے وقت (مستحب) میں پڑھنا'' اس نے پھر دریافت کیا کہ اس کے بعد کونسا عمل زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا ''والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا''۔(صحیح بخاری:۱/۷۶)

والدین کی فرمانبرداری اور نافرمانی کا نتیجہ

ایک صحابی ہیں حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ وہ اپنے والد جاہمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لے گئے اور جہاد کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا! کیا تمہاری ماں زندہ ہیں انہوں نے کہا کہ ہاں زندہ ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں کی خدمت میں لگے رہو۔ اس لئے جنت ان کے قدموں کے نیچے ہے غرضیکہ والدین کے بڑے حقوق شریعت نے بیان کئے ہیں۔

جہاں والدین کا حق اتنا اہم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت کے بعد سب سے مقدم ان کی فرمان برداری اوران کے ساتھ حسن سلوک ہے وہیں ان کی

نافرمانی اور ان کے ساتھ بدسلوکی اللہ بزرگ وبرتر کی لعنت کا سبب ہے اور جہاں والدین کی خدمت دنیا وآخرت میں سرخ روئی کا سبب ہے وہیں ان کی حق تلفی دونوں جہاں میں تباہی کا باعث ہے جو لوگ اپنے والدین کے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں ان کو دنیا ہی میں سزا ملتی ہے اور بری موت مرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: **كُلُّ الذُّنُوبِ يُؤَخِّرُ اللّٰهُ مَا شَآءَ مِنْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِلَّا عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ فَاِنَّ اللّٰهَ يُعَجِّلُهُ لِصَاحِبِهٖ فِي الْحَيَاةِ قَبْلَ الْمَمَاتِ.** (مستدرک علی الصحیحین: ۱۷۳/۴)

اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں تو سب گناہوں کی سزا قیامت تک موخر کردیتے ہیں لیکن والدین کی حق تلفی اور نافرمانی کی سزا مرنے سے پہلے زندگی ہی میں دیدیتے ہیں۔

اس سے والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کی اہمیت اور نافرانی کی سخت وعید کا پتہ چلتا کہ ہر گناہ کی سزا تو مرنے کے بعد ملے گی مگر والدین کی نافرمانی اتنا بڑا گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں اس کو سزا دیدیتے ہیں تاکہ دوسروں کے لئے عبرت ونصیحت ہو۔

عبرتناک قصے

اس سلسلہ کے چند واقعات جو حقیقت پر مبنی ہیں پیش کئے جاتے ہیں، ڈاکٹر نور احمد صاحب ''پروفیسر آف میڈیسن نشتر میڈیکل کالج ملتان'' لکھتے ہیں:

میرے وارڈ میں ایک نوجوان جو گردہ فیل ہوجانے کی وجہ سے مرا، تین دن تک حالت نزع میں رہا، اتنی بری موت مرا کہ آج تک ایسی موت میں نے پچھلے چالیس سال کے عرصہ میں نہیں دیکھی، اس کا منہ نیلا ہوجاتا تھا، آنکھیں نکل آتی تھیں اور منہ سے دردناک آوازیں نکلتی تھیں جیسے کوئی اس کا گلا دبا رہا ہو، مرنے سے

ایک دن قبل یہ کیفیت زیادہ ہوگئی، آواز اور زیادہ تیز ہوگئی وارڈ سے دوسرے مریض بھاگنے شروع ہو گئے چنانچہ اس کو وارڈ سے دور ایک کمرہ میں منتقل کر دیا گیا تاکہ آواز کم ہو جائے مگر پھر بھی یہ حالت جاری رہی اس کے والد نے مجھ سے کہا کہ اس کو زہر کا ٹیکہ لگا دیں۔ تاکہ مر جائے، ہم سے یہ حالت دیکھی نہیں جاتی ہے، میں نے اس کے والد سے پوچھا کہ اس نے کیا کوئی خاص غلطی کی ہے؟ وہ فوراً بول اٹھا کہ یہ شخص اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لئے ماں کو مارا کرتا تھا، اور میں اس کو بہت روکا کرتا تھا، یہ بری موت اسی کا نتیجہ ہے۔

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ ایک اعلیٰ درجہ کے صحابی ہیں ان کے جانکنی کا وقت آیا تو روح نہیں نکل رہی تھی صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کیا جب تشریف لائے تو علقمہ رضی اللہ عنہ کی والدہ سے معلوم کیا کیا تم اس سے راضی ہو یا نہیں تو ان کی والدہ نے کہا نہیں یہ اپنی بیوی کو مجھ پر فوقیت دیتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معاف کر دو تو انہوں نے کہا کہ میں نہیں معاف کر سکتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ لکڑیاں جمع کرو میں علقمہ رضی اللہ عنہ کو اس میں جلا دوں تو ان کی ماں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا میرے سامنے میرے بیٹے کو جلائیں گے میں کیسے برداشت کر سکتی ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کی آگ اس سے بھی زیادہ سخت ہے اگر معاف نہیں کرو گے تو جہنم کی آگ میں جلے گا، تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے بیٹے کو معاف کرتی ہوں جب معاف کر دیا تب ان کی روح قبض ہوئی۔

ڈاکٹر صاحب ایک دوسرا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں: میرا ایک دوست اپنی بستی میں ایک رشتہ دار سے ملنے گیا وہاں ایک واقعہ ہوا تھا اس کو درج کر رہا ہوں۔ اس بستی میں ایک کسان کے گھر اس کی بیوی اور ماں کے درمیان ہمیشہ جھگڑا رہتا تھا، کئی دفعہ اس کی بیوی ناراض ہو کر چلی گئی، بہت منت سماجت سے اس کو واپس

لاتا، اس کی بیوی نے آخری بار یہ شرط رکھی کہ تو اپنی ماں کو ختم کر دے تو میں تمہارے گھر آؤں گی۔ اس کسان نے آخر کار اپنی ماں کو ختم کرنے کا پروگرام بنایا۔ وہ کسان کماد (گنّا) کھیت سے کاٹ کر بازار میں بیچا کرتا تھا، ایک دن ماں کو کھیت میں اس بہانہ سے لے گیا کہ وہ کماد (گنا) کا گٹھر اس کے سر پر رکھوا دے گی، چنانچہ والدہ کو اپنے ساتھ کھڑا کر کے کماد کاٹنا شروع کر دیا اور ایک دم اپنی کلہاڑی سے ماں کو ختم کرنے کے ارادہ سے حملہ کیا تو زمین نے اس کے پاؤں پکڑ لئے، کلہاڑی دور جا پڑی اور اس کی ماں جان بچانے کے لئے گاؤں کی طرف بھاگی، اسی دوران زمین نے آہستہ آہستہ کسان کو نگلنا شروع کر دیا کسان نے چلانا شروع کیا، بآواز بلند ماں کو پکارتا اور معافی مانگتا رہا مگر کھیت دور ہونے کی وجہ سے بہت دیر بعد اس کی آواز لوگوں تک پہنچی۔ جب لوگ وہاں پہنچے تو سینہ تک زمین اسے نگل چکی تھی اور اس کا سانس بھی بند ہو رہا تھا اسی حالت میں آہستہ آہستہ زمین میں دفن ہوتا گیا، لوگوں نے اس کو نکالنے کی بہت کوشش کی مگر زمین نے اس کو نہ چھوڑا اور وہیں مر گیا۔

اَیْنَ الْمَفَرُّ وَاِلَّا لَهُ الطَّالِبُ. بھاگنے کی جگہ کہاں ہے جب اللہ تعالیٰ ہی تعاقب کر رہا ہے ایسے واقعات کبھی کبھی اللہ تعالیٰ ہماری عبرت و نصیحت کے لئے دکھاتے رہتے ہیں تا کہ ہم کبھی والدین کی نافرمانی کر کے اپنی دنیا و آخرت خراب نہ کریں والدین کا مقام و مرتبہ اتنا بڑھ کر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جا بجا اپنی عبادت کرنے غیروں کے شریک ٹھہرانے سے منع کرنے کے ساتھ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید بھی فرمائی ہے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف تیسرا واقعہ کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں: میرے والد صاحب کے ایک دوست نے اپنی والدہ کے ساتھ جو قریب المرگ تھیں بدتمیزی کی، بیچاری والدہ اکیلی پڑی رہی اور اسی حالت میں اس کی روح پرواز کر گئی اس

واقعہ کے تقریباً تیس سال بعد وہ شخص بیمار ہوا جس نے اپنی والدہ کے ساتھ بدتمیزی کی تھی۔ میرے والد بزرگوار مجھ کر علاج کے لئے لے گئے تو دیکھتا ہوں کہ انتہائی کمزوری کی حالت ہے آنکھوں سے آنسو رواں ہیں، میں نے اس کو کوئی غذا بتائی تو رونے لگا اور کہا کہ تین لڑکے ہیں لیکن کوئی میرا پرسان حال نہیں ہے کئی دن سے بیمار پڑا ہوں لیکن کوئی ملنے تک نہیں آیا۔

چنانچہ اسی ناگفتہ بہ حالت میں رات کی تنہائی میں انتقال کر گیا، صبح کو محلّہ والوں نے دیکھا کہ اس جسم بے جان کو چیونٹیاں کاٹ رہی ہیں۔

از ''والدین سے سلوک اور اس کا انعام وانجام''

مغربی ممالک میں بوڑھے والدین کی ناگفتہ بہ حالات

آج کل والدین کی خدمت بھی عار تصور کی جاتی ہے اور بیوی بچوں کی جتنی خدمت کی جاتی ہے ان کا جتنا خیال کیا جاتا ہے والدین کا اتنا خیال نہیں کیا جاتا ہے اور جب والدین بوڑھے ہو جاتے ہیں اور قوی کمزور ہو جاتے ہیں اور چڑ چڑاپن پیدا ہو جاتا ہے تو ایسے وقت میں اولاد کو حکم ہے کہ نرمی سے کلام کریں اور ان کو اف بھی مت کہیں لیکن عموماً لوگ اس کا خیال نہیں کرتے اور ایسے وقت میں سخت کلامی سے پیش آتے ہیں۔

مغربی ممالک میں ''بوڑھے ہاؤس'' قائم کئے جاتے ہیں، جہاں صرف بوڑھوں کی رہائش کا انتظام ہوتا ہے اس میں بڈھوں کی ایسی ناگفتہ ناقابل برداشت اور ناقابل بیان حالت ہوتی ہے کہ اسے دیکھنے کے بعد کئی دنوں تک آدمی کھانا نہ کھا سکے اور راتوں کی نیند اچاٹ ہو جائے، جب والدین بوڑھے ہو جاتے ہیں تو انہیں بے رحمی اور بے دردی کے ساتھ اس ''منحوس گھر'' میں داخل کر دیا جاتا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے اپنے بوڑھے والد کو ''بوڑھے خانہ'' میں داخل کردیا، ایک زمانہ کے بعد اس کمبخت کو جس نے اپنے بوڑھے باپ کو بوڑھے ہاؤس میں داخل کیا تھا اس کا لڑکا بوڑھے خانہ میں داخل کرنے لے گیا کسی طرح یہ بڈھا اس میں جانے کیلئے تیار نہیں تھا، اندر سے ایک دوسرے بڈھے نے اس کو بلایا، بالآخر بیٹے نے بوڑھے باپ کو بے رحمی کے ساتھ اس میں ڈھکیل دیا اور رخصت ہوگیا، جب دونوں بڈھوں میں بات چیت ہوئی تو معلوم ہوا کہ یہ بڈھا جو اندر سے بلا رہا تھا اس دوسرے بڈھے کا باپ تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کی عمر دراز کرکے یہ دکھادیا کہ جو سنگین اور ناقابل معافی جرم تم نے اپنے والد کیساتھ کیا تھا آج تم اسی گھناونے جرم کی گھناؤنی سزا اپنے باپ کے ساتھ جھیلنے میں برابر کے شریک ہو، سچ ہے۔ ؎

جیسی کرنی ویسی بھرنی نہ مانے تو کرکے دیکھ
جنت بھی ہے دوزخ بھی ہے نہ مانے تو مر کے دیکھ
بہر دنیا کر رہے ہو آخرت کو کیوں تباہ؟
کانٹے لے کر بیچتے ہو آہ! اپنا گلستاں

عقوق والدین تباہی کا سبب

اس طرح کے بہت سے دل دہلا دینے والے عبرت ناک واقعات پڑھے اور سنے جاتے ہیں، جن سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ والدین کے ساتھ بدسلوکی اور بدتمیزی کی نقد سزا اللہ تعالیٰ مرنے سے پہلے دنیا میں بھی دیدیتے ہیں، اگر کوئی شخص دنیا میں اس سنگین جرم کی سزا سے دوچار نہیں ہوا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب اسے کوئی سزا نہیں دی جائے گی، بلکہ اس سے زیادہ سخت سزا آخرت میں ہونے والی ہے۔اسلئے اس سزا سے بچنے کیلئے کیوں نہ زندگی میں والدین کے ساتھ

حسن سلوک کا برتاؤ کریں اوران کے اشاروں پر چلیں اوران کی دعائیں ماں باپ کی دعا اولاد کے حق میں بہت جلدی قبول ہوتی ہے اورحدیث میں آتا ہے کہ رب کی رضا مندی باپ کی رضامندی میں ہےاوررب کی ناراضگی باپ کی ناراضی میں ہے۔

شیخ اسعد محمد سعید صاغرجی رقم طراز ہیں: لَئِنْ رَاَيْنَا اَنَا سَاعَاقِيْنَ لَمْ يُجَاوِزَا فِي الدُّنْيَا فَهٰذَا يَعْنِى اِنَّ عَذَابَهُمْ اَكْبَرُ فِي الْاٰخِرَةِ لِاَنَّ فَضُوْحَ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ فَضُوْحِ الْاٰخِرَةِ لٰكِنَّ فِي الْكَثِيْرِ الْغَالِبِ تَعَجَّلَ الْعُقُوْبَةَ لِلْعَاقِ فِي الدُّنْيَا لَيُعْتَبَرُ غَيْرُهُ بِهِ. (صاغرجی، شعب الایمان: ۵۴/۴)

والدین کی نافرمانی کرنے والے کچھ ایسے لوگ دکھائی دیں جن کو دنیا میں سزا نہیں ملی تو (یادرکھو) کہ آخرت میں جو عذاب ہوگا اس سے کہیں زیادہ سخت ہے۔ کیونکہ دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔لیکن والدین کی نافرمانی کرنے والے کو اکثر وبیشتر دنیا میں سزا دیدی جاتی ہے تا کہ دوسرے اس سے عبرت حاصل کریں۔

پند گیر از مصائب دیگراں
تانہ گیر ند دیگراں بتو پند

دوسروں کی مصیبت سے نصیحت حاصل کرو، ایسا نہ ہو کہ کل کو لوگ تمہاری حالت دیکھ کر نصیحت حاصل کرنے لگیں، دوسروں کی حالت سے نصیحت حاصل کرنا اورعبرت پکڑنا سعادت منداور نیک بخت انسان کا شیوہ ہے، مشہور ہے: ”اَلسَّعِيْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَيْرِهٖ“ نیک بخت وہ فرد بشر ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ يَخَافُ وَعِيْدَكَ وَيَرْجُو مَوْعُودَكَ يَا بَارُّ يَا رَحِيْمُ . رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَيَانِىْ صَغِيْراً.

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ☆

نوٹ

''طالبات تقریر کیسے کریں'' ابتداء میں کتابچہ کی شکل میں جو شائع کیا گیا تھا وہ رسالہ اس کتاب کے اخیر میں شامل کردیا گیا ہے تاکہ قارئین مستفید ہوسکیں۔ جس کے شروع میں سابقہ انتساب برقرار رکھا گیا ہے۔

انتساب

میری والدہ محترمہ الحاجیہ شاہجہاں سیما حبان صاحبہ کی جانب، جنہوں نے زندگی کے ہر موڑ پر حضرت قبلہ والد صاحب مدظلہ کا ساتھ دیا اور اپنی تمام اولادوں کی تعلیم وتربیت کا فریضہ بحسن خوبی نبھایا۔ جن کی دعاؤں اور توجہ سے ہمارے اپنے گھرانے میں دینی اور علمی ماحول پیدا ہوا۔ وہ خود بھی علم وعمل کے جذبہ سے سرشار اور خواتین کی تعلیم وتربیت کے لئے ہمہ وقت کوشاں ہیں۔

محمد فاروق اعظم قاسمی

کیا لڑکی پرایا دھن ہے؟

لڑکیوں کے ساتھ امتیازی سلوک کو ختم کیا جائے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَهُ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ هُوَالَّذِی یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ لَااِلٰهَ اِلَّا هُوَالْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

صدر جلسہ اور معزز خواتین وحضرات، پیاری طالبات اور سامعین کرام!

مسلمانوں میں تعلیم سے غفلت ایک سنگین اور ہولناک صورت بنی ہوئی ہے، اس غفلت کو دور کرنے کے لئے جمعیۃ علماء ہند اور آل انڈیا انجمن مدارس اور دیگر تعلیمی اداروں نے علماء کرام کی سرپرستی میں مسلسل جدوجہد کو اپنا نصب العین بنا رکھا ہے اور مسلسل کوشش کی جارہی ہے کہ مسلمان اس غفلت کا احساس کریں، مسلم اداروں کی یہ تعلیمی تحریک بحمد اللہ کامیابی کے ساتھ رواں دواں ہے۔

آج امت مسلمہ کو خصوصیت کے ساتھ لڑکیوں کی تعلیم پر توجہ دینا چاہئے، بچوں کی غفلت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ والدین لڑکیوں کی تعلیم کو غیر ضروری سمجھتے ہیں، کچھ والدین ایسا بھی سوچتے ہیں کہ جلد یا بدیر لڑکی کی شادی کرنا ہے تو پھر اس کی تعلیم پر کیوں خرچ کیا جائے؟ گویا کہ لڑکی ایک پرایا دھن ہے جب وہ دوسروں کے گھر جائے گی تو اس کو پڑھانے سے والدین اور گھرانے کا کیا فائدہ؟

لڑکیوں کے ساتھ امتیازی سلوک کیوں؟

ضرورت اس بات کی ہے کہ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے کوشش کرنے والوں کو والدین کے ذہنوں میں سمائے ہوئے اس احساس کو دور کرنا چاہئے کہ لڑکی پرایا دھن ہے، لڑکی کی تعلیم اور پرورش کے متعلق محسن انسانیت آقائے مدنی ﷺ کے جو ارشادات واحکامات اور ہدایات موجود ہیں ان پر عمل کرنا چاہئے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ باپ کھانے کی چیز گھر میں لے کر آئے تو لڑکی کو دوہرا حصہ دے کیونکہ وہ باپ کی شفقت اور محبت کی اسلئے زیادہ حقدار ہے کہ وہ دوسرے گھر جانے والی ہے، سبحان اللہ آپ ﷺ نے بچی کی کیسی دلجوئی فرمائی ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”ہم ہی تمہارا نقشہ بناتے ہیں ماں کے پیٹ میں جس طرح چاہتے ہیں ہمارے سوا کسی کی بندگی نہیں اور ہم زبردست حکمت والے ہیں۔ (آل عمران)

آج گھروں میں جو لڑکیوں کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا ہے وہ نہایت قابل افسوس ہے، لڑکی پیدا ہو جائے تو سوگ مناتے ہیں اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ لڑکیوں کی تعلیم کے بے شمار فوائد ہیں، اول یہ کہ لڑکی تعلیم حاصل کرتی ہے تو اس کی وجہ سے سارا ماحول بدلا بدلا اور سدھرا سدھرا ہوتا ہے، اپنے علم کی روشنی میں وہ اپنے چھوٹے بھائی بہنوں کو ایک حد تک کنٹرول رکھ سکتی ہے اور بسا اوقات اپنے والدین کو بھی

اخلاق، نرم مزاجی، خلوص، ہمدردی اور میل ملاپ کے تقاضوں سے آگاہ کرسکتی ہے۔ اگر لڑکی عالمہ، فاضلہ یا گریجویٹ ہے تو آج کل کے ماحول میں اس لڑکی کی زیادہ قدرومنزلت ہے، رشتہ داروں اور اپنوں میں اس کی رائے کی اہمیت ہوتی ہے کیونکہ لوگ سمجھتے ہیں کہ تعلیم نے لڑکی کا دماغ روشن کردیا ہے۔

کفایت شعاری

ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ تعلیم یافتہ لڑکی کی شادی پر اخراجات بھی بے حد کم ہوتے ہیں، ایسی لڑکی سے رشتہ کرنے والے لین دین کے معاملہ میں اس حقیقت کو سامنے رکھتے ہیں کہ لڑکی تعلیم یافتہ ہے جس کی وجہ سے فضول خرچی نہ ہونے دے گی بلکہ کفایت شعاری سے زندگی گذارے گی۔

دوسری بات یہ ہے کہ خدانخواستہ تعلیم یافتہ لڑکی کے شوہر کی وفات ہوجائے یا اس کا خاندان کمائی کے ایک اہم ذریعہ سے محروم ہوجائے تو اس بحرانی حالت میں تعلیم یافتہ عورت بہتر تدبیر کرسکتی ہے، گھر کے اندر ٹیوشن، سلائی اور دوسرے ہنر کی مدد سے آمدنی کا ایک نیا ذریعہ پیدا کرسکتی ہے اور والدین پر یا خاندان پر بوجھ بننے سے بچ جاتی ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ تعلیم یافتہ لڑکی جب ماں بن جاتی ہے تو اپنے بچوں کی پرورش دیکھ بھال، ان کی صحت واخلاق کا خیال رکھنے میں کسی جاہل اور ان پڑھ عورت سے کئی گناہ لائق اور بہتر ثابت ہوتی ہے، اس طرح ایک نئی نسل کی ترقی، تعلیم اور خوش حالی میں تعلیم یافتہ لڑکی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اور یہ کوئی پرایا دھن نہیں بلکہ والدین کا ایسا دھن ہے جس سے مسلسل فائدہ ہوتا ہے، اگر والدین دیانت داری اور انصاف سے معاملہ پر غور کریں تو وہ بھی اس نتیجہ پر پہونچیں گے کہ لڑکی واقعی پرایا دھن نہیں ہے۔

لڑکی میں خوبیاں

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ لڑکے کی بہ نسبت لڑکی میں والدین سے محبت اور الفت اور خدمت کا مادہ زیادہ ہوتا ہے اور گھر والوں کے ساتھ ہر حال میں صبر وشکر کے ساتھ گذارا کرنے کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے، مصیبت اور تکلیف کے وقت مزاج میں تحمل اور برداشت کی جو کیفیت لڑکی میں ہوتی ہے اس سے لڑکے اکثر محروم ہوتے ہیں اس لئے لڑکی کو اگر تعلیم سے آراستہ کر دیا جائے تو اس کی صلاحیت، صبر وشکر اور خوش اخلاقی میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے، جو والدین لڑکی سے امتیازی سلوک کرتے ہیں اور ایک قسم کا تعصب رکھتے ہیں اس کی کھل کر مذمت کرنی چاہئے تا کہ ناسمجھ والدین اپنی بیٹی کا حق صحیح صحیح ادا کرنے پر مجبور ہوں۔

بلاشبہ لڑکا اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے لیکن والدین کو یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ لڑکی بھی تو اللہ تعالیٰ ہی کی نعمت ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس گھر میں لڑکی پیدا ہو اس گھر والوں کو میرا اسلام پہونچے۔ اللہ اکبر کیا یہ سعادت لڑکے کی ولادت پر مل سکتی ہے؟ والدین اس پر غور کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

تعلیم یافتہ عورتوں کی خصوصیات

ایثار و قربانی عورت کا طرۂ امتیاز

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّابَعْدُ:
فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ . صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

صدر جلسہ، معلمات، مائیں اور بہنیں اور سامعین کرام!

یہ میری خوش نصیبی ہے کہ مجھے اس بابرکت اور نورانی مجلس میں اہل علم کے درمیان کچھ عرض کرنے کا موقع دیا جا رہا ہے۔

خواتین و حضرات! اس میں کوئی شک نہیں کہ عورت جب علوم وفنون سے آراستہ ہوتی ہے تو ایک خاندان آباد ہوتا ہے اور جب خاندان ایک خوبصورت اور صالح معاشرہ میں تبدیل ہوتا ہے تو ایک پاکیزہ اور متوازن دنیا وجود میں آتی ہے

اور کامیاب زندگی کی شروعات یہیں سے ہوتی ہے، تہذیب وتمدن کی دَین میں عورت ہی کا ہاتھ ہے، جملہ کامیابیوں اور جملہ ایجادات میں عورت کا کردار اہم رہا ہے، وہ کارنامے جن کا سہرا بعد میں مردوں کے سر بندھا عورت ہی کی وجہ سے سرانجام پائے، یہ عورت ہی کی روحانی پختگی کا ثمرہ تھا کہ تاریخ ساز شخصیات نے اس کی کوکھ سے جنم لیا اور اس کائنات کو انقلابات سے روشناس کرایا۔

عورت بھی مرد کی طرح ذہین ہے

حضرت آدم علیہ السلام کی اس مہذب دنیا میں تعلیم عام ہونے کے باوجود عام نظریہ ہے کہ لڑکیاں لڑکوں کے مقابلے میں کم ذہن ہوتی ہیں اور عورتوں کو بار بار یہ ثابت کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے کہ وہ ذہین اور قابل ہیں اور ہر میدان میں کارنامے انجام دینے کی اہل ہیں، آج کے جدید دور میں یہ بات یقینی بن چکی ہے کہ عورت بھی مرد کی طرح ذہین ہے اور زندگی کے ہر شعبہ میں وہ اپنی خدمات پیش کرنے کی اہلیت رکھتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے عورت کو ذلت اور پستی کے غار سے نکال کر معاشرہ میں اونچا مقام عطا فرمایا، شوہر کو بتایا کہ تم میں سب سے بہتر شوہر وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرے، اولاد کو بتایا کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے، ماں باپ کو بتایا کہ جس نے ایک یا دو یا تین بچوں کی پرورش کی اور ان کی تربیت کے بعد ان کا نکاح کر دیا تو وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا، آپ ﷺ کے فرمان ہی کا طفیل ہے کہ عورت مقام تذلیل سے نکل کر مقام جلیل پر فائز ہے۔

تعلیم یافتہ عورتوں میں چند خصوصیات پائی جاتی ہیں، ان کا شعور، ادراک، احساس، دور بینی معاشرہ میں خاص مقام رکھتی ہیں، ایثار وقربانی عورت کا خاص شیوہ

ہے، ان ہی خصوصیات کی وجہ سے عورت کو زندگی کی رعنائی اور خوشبو جیسے القاب سے نوازا گیا ہے، دنیا کے دوسرے نظاموں نے عورت کی تعلیم کو ایک ضرورت سمجھا جبکہ اسلام نے عورت کی تعلیم کو فرض کا درجہ عطا فرمایا، اسی لئے خلافتِ راشدہ کے زمانے میں مسلمانوں میں تعلیم اتنی عام ہو چکی تھی کہ شاذ و نادر ہی کوئی مسلمان غیر تعلیم یافتہ ملتا تھا۔ علم کے حصول کی ادنیٰ مثال یہ ہے کہ اُس زمانے کے غلام اور باندی بھی پڑھے لکھے ہوتے تھے، ان کو دینی ،قرآنی علوم کے علاوہ شعر و ادب میں بھی خاصا مقام حاصل ہوا کرتا تھا۔

قرآن کریم میں علم وقلم کا ذکر

حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں عام اعلان فرمادیا تھا کہ ہر قبیلہ پر علم حاصل کرنا فرض ہے، چنانچہ جو قبائل تعلیم حاصل کرنے میں سستی اور لا پرواہی برتتے تھے آپ ﷺ سخت ناگواری کا اظہار فرما کر تعلیم حاصل کرنے کا حکم فرماتے ۔قرآن کریم کی سب سے پہلی آیت اقرا باسم ربک نازل ہوئی تو اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے علم وقلم کا ذکر فرما کر اپنے احسانات وعنایات کی یاد دلائی اور انسان پر واضح فرمادیا کہ انسان کی تخصیص کا اصل سبب علم ہے، تعلیم ہی وہ دولتِ لازوال ہے کہ جس کی وجہ سے عورت کو سیاست ، ادب اور دیگر میدانوں میں بھی قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے ، اسی لئے آج بھی اس سائنسی اور ترقی یافتہ دور میں تعلیم نسواں پر دنیا کے ہر ملک میں خصوصی توجہ دی جارہی ہے۔

جان ومال کا صحیح استعمال

تعلیم انسان کو فرش خاکی سے اٹھا کر عرش کی بلندی پر پہونچا دیتی ہے ، فکر و تدبر کی نعمت عظمیٰ بھی تعلیم سے ہی حاصل ہوتی ہے، انسان ارتقائی منازل طے

کرتے ہوئے خلافت، سیاست، قیادت، امامت کے منصب عظمیٰ پر فائز ہوتا ہے، اگر انسان تعلیم سے مزین ہو جائے تو ہوا کے رُخ کو موڑ سکتا ہے، جان و مال کا صحیح استعمال کر سکتا ہے، سوسائٹی میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جا سکتا ہے۔

یاد رکھئے! اگر مسلمان کو اقوام عالم میں اپنی سیادت و قیادت کو بحال کرنا ہے اور منصب امامت و خلافت کی بازیابی کی خواہش ہے تو ایک بار پھر ہمیں پوری قوت و طاقت کے ساتھ تعلیمی میدان میں آ کر انقلاب برپا کرنا چاہیئے اور تعلیم نسواں کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اس پر اولین فرصت میں توجہ دینی چاہیئے تا کہ اسلامی اور ملی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ امت مسلمہ کا یہ خواب جلد از جلد شرمندہ تعبیر ہو اور اس راہ میں درپیش تمام رکاوٹیں دور ہوں اور ملت اسلامیہ ایک بار پھر بھولے ہوئے راستہ پر پوری آب و تاب کے ساتھ گامزن ہو۔ آمین یارب العالمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

مسلم عورتوں کا کردار

تاریخ کے آئینے میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَایَعْلَمُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

کردار سازی میں مہارت رکھنے والی میری پیاری استانیاں اور معلمات اور میری درس کی ساتھیو، جملہ طالبات اور عزت مآب خواتین! بلاشبہ اس کا سب کو علم ہے کہ ایک مرد کی تعلیم وتربیت ایک فرد کی تعلیم وتربیت ہے لیکن ایک عورت کی تعلیم وتربیت سارے خاندان کی تعلیم وتربیت ہے اسی طرح ایک عورت کا جاہل رہ جانا سارے خاندان کی جہالت کا سبب بن سکتا ہے، ماں کی آغوش بچہ کا پہلا مدرسہ ہے اور بچے کی تعلیم وتربیت اس کی پیدائش سے قبل ہی شروع ہو جاتی ہے، جب بچہ مادرِ شکم میں ہوتا ہے اس وقت سے ہی ماں کے خیالات ونظریات، حرکات وسکنات بچہ

پر اثر انداز ہونا شروع ہو جاتے ہیں، عمدہ غذا، نیک حالات، ورزش وغیرہ کا آئندہ کی زندگی پر خاصا اثر پڑتا ہے۔

محسن کائنات سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ کہ ہر مسلمان مرد و عورت پر علم حاصل کرنا فرض ہے، آپ ﷺ کا فرمان پوری انسانیت کے لئے ایک عظیم تحریک ہے، گویا دنیا میں کوئی انسان خواہ مرد ہو یا عورت علم سے محروم نہ رہے۔

لڑکیوں کی تعلیم ضروری کیوں؟

دوستو! اگر ہم تعلیم نسواں پر زور نہ دیں تو ہماری آئندہ نسل میں مدبر، مفکر، ادیب، عالم، فاضل، مفتی، فقیہ، محدث، ڈاکٹر، انجینئر، وکیل، جج کیسے پیدا ہوں گے، ماں ہی ایک ایسی عظیم ہستی ہے جو بچے کی زندگی کو کامیاب بنانے میں اہم رول ادا کرتی ہے، ماں کا رشتہ بچے سے صرف جسمانی ہی نہیں روحانی بھی ہے، پڑھنے لکھنے کا نام ہی علم نہیں بلکہ دو تین سالوں کی ابتدائی پرورش میں بچہ اپنی ماں سے جو کچھ سیکھتا ہے وہ بھی تعلیم و تربیت میں شامل ہے بلکہ ان ابتدائی ایام کے بل بوتے پر ہی ساری زندگی گذارے گا، مثلاً جو زبان ماں سے سیکھے گا ساری عمر وہی زبان اس کا ساتھ دے گی، اسی طرح جو اخلاق و عادات بچہ ماں میں پائے گا انہیں کو اپنائے گا، اور وہی اس کی زندگی کا اہم جزو بن جائیں گے، اس لئے جس گھر اور جس سماج میں ماں تعلیم یافتہ ہوتی ہے اس کا انداز ہی نرالا ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہم لڑکیوں کی تعلیم پر خصوصی توجہ دیں۔

مسلمان کے لئے لڑکیوں کی تعلیم پر توجہ اس لئے ضروری ہے کہ اسلام سے زیادہ کسی اور مذہب نے تعلیم نسواں پر اس قدر زور نہیں دیا تھا، سرکار مدینہ ﷺ کی

لخت جگر خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراؓ مذہبی امور کے رکیک نکات پر اپنے والد سے گفتگو کرتی تھیں، حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی حضرت اسماء علم کے موتی رولتی تھیں، قرون اولیٰ کی عورتیں علوم وفنون میں کسی سے پیچھے نہیں تھیں، حدیث، فقہ، شعروادب کے شعبہ جات میں ان کا برابر کا حصہ تھا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے سینکڑوں احادیث روایت کی گئی ہیں، حضرت ام سلمیٰؓ اور حضرت ام ہانیؓ اور دیگر خواتین سے بھی احادیث کا خاصہ ذخیرہ جمع کیا گیا ہے، حضرت امام حسینؓ کی صاحبزادی حضرت بی بی سکینہ علم وفضل میں یکتائے روزگار تھیں، حضرت رابعہ بصریؒ کا مقام صوفیہ کی صف اول میں آتا ہے، خلیفہ مقتدر کی والدہ عدالت عالیہ کی صدر تھیں، ہارون رشید کی ملکہ زبیدہ اپنے وقت کی معروف ومشہور شاعرہ اور ادیبہ تھیں، خلیفہ ولید اول کی ملکہ ام البنین بہت بڑی عالمہ وفاضلہ تھیں، مصر کے فاطمی خلافت کے زمانے میں یمن کی گورنر ملکہ عروں تھیں، وہ اگر پڑھی لکھی نہ ہوتیں تو گورنر کیسے بن جاتیں؟ ہندوستان میں ظہیرالدین بابر بادشاہ کی بیٹی ''گلبدن بیگم'' کا ہمایوں تاریخ کا سنہرا ورق ہے۔

تحریکِ اقراء

دین اسلام نے دنیائے انسانیت کو ''اقراء'' کی تعلیمی تحریک سے روشناس کرایا، علم کے زیور سے آراستہ کیا، تاریخ شاہد ہے کہ اسلام سے زیادہ کسی بھی مذہب نے عورت کی تعلیم کو ضروری قرار نہیں دیا، حضور ﷺ کی تعلیمی تحریک کا سحر تھا کہ جہالت وغوایت آناً فاناً دور ہوئی اور ایک مختصر سی مدت میں دنیا کی کایا پلٹ گئی۔

یہ حضور ﷺ کی تعلیم وتربیت کا فیضان تھا کہ لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے والوں کو معلوم ہو گیا کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے، بیوی زندگی کی بہترین

ساتھی ہے، بیٹی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، عورت گھر کی ملکہ ہے، انبیاء اور پیغمبروں کو اپنی آغوش میں پالنے والی مرد کی زندگی میں برابر کی حصہ دار ہے۔

عورت الفت کا سرچشمہ

یہ ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی معجزہ ہے کہ عرب کے بدوؤں کو معلوم ہوگیا کہ عورت خالق کائنات کا ایک عظیم شاہ کار ہے، مسرت وانبساط کا خزانہ ہے، الفت و پیار کا سرچشمہ ہے، غرض یہ اعلیٰ مقام عورت کو اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جب کہ وہ تعلیم یافتہ ہو، زندگی کے بہت سے شعبوں میں عورت نے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔

خواتین کی ناقابل فراموش خدمات

حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے حمل کی حالت میں جنگ احد اور جنگ حنین میں شرکت فرمائی، زخمیوں کو پانی پلایا اور مرہم پٹی کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے جنگ خندق کے موقع پر ایک قلعہ میں محفوظ عورتوں کو دشمنوں کے ہاتھوں سے بچایا تھا بلکہ ایک کافر کو زبردست حملہ کر کے جہنم رسید کر دیا، حضرت ام عامرہ رضی اللہ عنہا نے چھ مرتبہ جہاد میں حصہ لیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا محدثۂ کبیرہ ہونے کے ساتھ ساتھ سیاست میں بھی کافی عمل دخل رکھتی تھیں، حضرت بی بی زینب رضی اللہ عنہا جنگ کربلا میں شریک تھیں، حضرت اسماء بنت عکرمہ رضی اللہ عنہا عطر سازی کا کاروبار کرتی تھیں، حضرت سیدہ طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا تجارتی کاروبار بہت وسیع تھا حضرت رفیدہؓ، اسلم، ام موطی، ام کبش وغیرہ اپنے وقت کی طبیبہ تھیں اور علاج میں کافی مہارت رکھتی تھیں۔

جہالت اندھیرا ہے

غرض اپنی ماضی کی تاریخ کی روشنی میں موجودہ حالات کا جائزہ لیجئے تو پتہ چل جائیگا کہ ہم نہایت تیز رفتاری سے ایام جہالت کی طرف گامزن ہیں اگر ہم اسی حالت پر برقرار رہے تو مختصر سی مدت میں ہمارا شمار ہندوستان کی جاہل قوم میں ہونے لگے گا ایسا منحوس وقت آنے سے قبل ہی اگر ہم جاگ اٹھیں اور سر توڑ کوشش کریں اور اپنی اصلاح کی فکر کریں تو یقیناً ہم تاریکی سے نکل کر روشنی میں آسکتے ہیں جہالت اندھیرا ہے، علم روشنی ہے، ہمارے برادر وطن زندگی کی دوڑ میں ہم سے بہت آگے نکل چکے ہیں، دنیا کے بہت سے قافلے شاہراہ علم پر چل کر ترقی کی منازل طے کر چکے ہیں۔

آج کبھی بھی بینک، دفتر، ہسپتال، کالج اور یونیورسٹی اور کمپنیوں میں ہماری گنتی کر لیجئے تو معلوم ہوگا کہ ہمارا ہونا نہ ہونا دونوں برابر ہیں، ہمیں شرم آنی چاہئے کہ آج غیر مسلموں کو بھی اس بات کا احساس ہوگیا ہے کہ مسلم قوم علم سے بے بہرہ ہے، خواب غفلت میں پڑی ہوئی ہے، ہمارے حالات پر ان کو ترس آرہا ہے، بعض لوگ اشاروں سے کہہ رہے ہیں کہ تمہارے بچے اور بچیاں علم سے محروم ہیں، ان کے لئے کچھ کوشش کرو لیکن ہمارے کانوں پر جوتک نہیں رینگتی۔

خدا کے لئے سوچئے تو سہی

جب ہم اپنی محنت کی گاڑھی کمائی سے اپنی بچیوں کو بہترین غذا مہیا کر سکتے ہیں، ان کو بہترین پوشاک پہنا سکتے ہیں، قیمتی زیور ان کو خرید کر دے سکتے ہیں، ان کی ضد پوری کر سکتے ہیں، ان کی بیماری پر علاج کے لئے پیسہ خرچ کر سکتے ہیں، راتوں کی نیند ان کے لئے قربان کر سکتے ہیں تو کیا ان کو تاریکی سے نکال کر روشنی کی

طرف نہیں لا سکتے ؟ ضرور لا سکتے ہیں صرف تھوڑا سا ارادہ کرنے کی ضرورت ہے۔
آج مسلم بچیوں میں اتنے جوہر ہیں کہ ان کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کر دیا جائے تو وہ آفتاب چند ماہتاب بن جائیں اوران کی زندگی میں ایسا انقلاب آجائے کہ ان کی کوکھ سے پھر صلاح الدین ایوبیؒ ظہور الدین زنگیؒ، قاسم نانوتویؒ، رشید احمد گنگوہیؒ، اشرف علی تھانویؒ، حسین احمد مدنیؒ، سر سید احمدؒ، مسیح اللہ خانصاحبؒ اور زکی الدین احمدؒ جیسی اولاد پیدا ہو سکتی ہے۔

دختران اسلام کا تعلیمی حق ادا کیجئے

خدارا عورتوں کو صرف اولاد جننے اور پالنے کا ذریعہ نہ بنائیں، بلکہ کوشش کریں کہ اکیسویں صدی کی مسلم ماں، مسلم بیٹی، مسلم بہن، مسلم بیوی ایسی پیدا ہوں جو حافظِ قرآن بھی ہوں، عالمِ دین بھی ہوں، عابدہ اور زاہدہ بھی ہوں، میدان کارزار میں شامل ہونے والی مجاہدہ بھی ہوں، متقی اور پرہیز گار بھی ہوں، یہ سب اسی وقت ممکن ہے جب مخلصانہ کوشش کے ذریعہ لڑکیوں کا تعلیمی حق ادا کیا جائے۔

تو آیئے خدائے وحدہ لاشریک کے سامنے عہد کیجئے، اللہ تعالیٰ نے جو اولاد آپ کو دی ہے اس کو سو فی صد علوم دینیہ اور علوم عصریہ سے آراستہ کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کریں گے اور جہالت کی چادر کو اتار کر پھینک دیں گے، اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

معاشرہ میں تعلیم یافتہ عورتوں کی اہمیت

تعلیم سے لڑکیاں آوارہ نہیں ہوتیں

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ . صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

معزز پردہ نشین خواتین اور میری ہمدرد اور محسن پیاری معلمات اور سامعین عظام! مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ کے سامنے "تعلیم یافتہ عورتوں کی اہمیت" کے تعلق سے کچھ لب کشائی کروں، مجھ جیسی ناکارہ اور کم علم اس عظیم الشان عنوان کے تحت کیا عرض کرسکتی ہے، تاہم الامر فوق الادب کے مصداق، میں نے اپنی حضرات معلمات سے جو کچھ سیکھا ہے اس میں سے چند باتیں عرض کرنے کی جسارت کرتی ہوں۔

معزز خواتین! اسلام دین فطرت ہے، ایک مکمل ضابطہ حیات اور مکمل نظام حیات ہے، اس کے تمام تر احکامات فطری حقیقتوں اور تقاضوں پر مبنی ہیں، اسی لئے

اسلام نے علم کی ترغیب دینے اور فضیلت بیان کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کی ضرورت و اہمیت کے پیش نظر اسے فرض کا درجہ عطا کیا ہے۔

تعلیم کو گھر گھر پہونچانے اور اس تحریک کو عام کرنے کے لئے سرکار دو عالم ﷺ نے کئی طریقے اپنائے، بدر کے پڑھے لکھے قیدیوں کا فدیہ یہ تھا کہ ہر ایک قیدی دس مسلم بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھائیں اور قید سے آزاد ہو جائیں۔

علم جیسی انمول دولت کو جس نے فرشتوں سے انسان کی بزرگی اور برتری منوائی، جو جہالت کا خاتمہ کرتی ہے، انسانی ذہن کو فکر و تدبر کی صلاحیت دیتی ہے، اوہام اور خرافات کے بندھنوں سے چھٹکارا دلاتی ہے، یہ صرف مردوں کے لئے مخصوص نہیں عورتوں کے لئے بھی علم حاصل کرنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ مردوں کے لئے۔ گھر کی ذمہ داری، دیکھ بھال، بچوں کی تعلیم و تربیت خصوصاً اس مشینی دور میں تو عورت کے کندھوں پر ہے جب تک عورت میں بچوں کی تعلیم کا شعوری احساس نہ ہو، اولاد کی تعلیمی ترقی ناممکن ہے۔

تجربات اور مشاہدات کی روشنی میں

عورتوں کی تعلیم سے گھر کی اصلاح، خاندان اور معاشرہ کی اصلاح ہوتی ہے، آئے دن گھریلو جھگڑوں، نا چاقیوں سے تعلیم روکتی ہے، یہ بات سب کو معلوم ہے کہ معاشرہ میں علم سے آراستہ و پیراستہ عورتوں کی ہمیشہ قدر کی جاتی ہے اور کی جاتی رہے گی، جاہل، گنوار، پھوہڑ عورتیں کبھی پسندیدہ نگاہوں سے نہیں دیکھی گئیں، غلط رسم و رواج، بیکار کام وکاج، کمزور عقیدگی، اوہام و خرافات پسندی جاہل عورتوں کا شیوہ ہے، جہاں علم ہے اور بات کو سمجھنے کا سلیقہ ہے، ان خاندانوں سے ان خرافات کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

شادی بیاہ کے معاملات میں لڑکے والوں کا سوال لڑکی دیکھنے کے بعد یہ ہوتا ہے کہ لڑکی کیا پڑھی ہے؟ کیا اسے قرآن کریم اور پڑھنا لکھنا آتا ہے؟ اس کی دینی معلومات کہاں تک ہے؟ یہاں تک کہ جاہل اور گنوار عورت بھی اپنے گھر میں پڑھی لکھی اور تعلیم یافتہ بہو لانا چاہتی ہے، اس کے علاوہ مرد کا فطری رجحان اور میلان بھی اس عورت کی طرف ہوتا ہے جو زیور تعلیم سے آراستہ و پیراستہ ہو، تہذیب اور شائستگی کی دلدادہ ہو، مرد کی قدر و قیمت جانتی اور پہچانتی ہو۔

کارنبوت کی معاون اور مددگار

ازواج مطہرات میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بعد پیارے آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت حفصہ، حضرت میمونہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہن کو زیادہ چاہتے تھے، اس کی سب سے وجہ یہ تھی کہ یہ سب کارنبوت میں معاون رہی ہیں، ان کے اندر علم کے ساتھ عمل بھی تھا، تقویٰ اور پرہیز گاری اور توکل علی اللہ میں یگانہ روزگار تھیں، بعض نسوانی مسائل کے سمجھنے اور جاننے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحابیات مدد لیتی تھیں اس لئے انہیں امہات المومنین اور صحابیات میں اعلیٰ وارفع مقام ملا ہے، اسلام سراپا علم وعمل ہے، ان دونوں کے بغیر نہ اسلام ہے نہ مسلمانی، صنف نازک کو تعلیم کی زیادہ ضرورت ہے علم کے سیکھنے اور سکھانے میں کسی کو روک ٹوک نہیں، قرآن مجید کی کوئی آیت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث عورتوں کو تعلیم اور تعلم سے نہیں روکتی، اسلام پر عمل پیرائی کے لئے علم کی اشد ضرورت ہے، عورت تو وہ تیراک ہے جو خود بھی ڈوبنے سے بچ سکتی ہے اور دوسروں کو بھی بچا سکتی ہے، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسلام تنگ نظر ہے، اسلام میں عصری علوم کی گنجائش نہیں ہے اور سن بلوغ کو پہونچنے کے بعد لڑکیاں علم و ہنر حاصل نہیں

کر سکتیں، یہ بالکل غلط اور بے بنیاد بات ہے، اگر صحابہ کرام اور بزرگان دین کی عورتوں کے حالات پر اور ان کی سیرتوں اور زندگی کے گوشوں پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا بہت سی عورتیں کسی نہ کسی علم و ہنر اور فن سے ضرور وابستہ رہی ہیں اور وہی ان کا شغل رہا ہے، جامعہ ملیہ دہلی کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے بطل حریت شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی نور اللہ مرقدہ نے ارشاد فرمایا تھا، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ علمائے حق انگریزی اور عصری علوم کے مخالف ہیں یہ سراسر غلط ہے، علماء نے کبھی انگریزی یا عصری علم سیکھنے اور سکھانے کی مخالفت نہیں کی۔

مسلمانوں کی اصل میراث

علم مسلمان کی اصل میراث ہے جو علم انسان کو دین و مذہب اور خدا اور رسول ؐ سے دور کرنے کا ذریعہ بنے وہ علم نہیں جہل ہے لہٰذا انگریزی یا کوئی بھی عصری علوم ہوں، ان کو حاصل کرنے میں یہ نیت شامل ہونی چاہئے کہ اس علم سے اسلام کی ترویج و اشاعت کا کام لوں گا تو وہ علم منزم من اللہ ہے۔

علم و ہنر میں فی نفسہ کوئی خرابی نہیں، کوئی بگاڑ نہیں، یہ جو کہا جاتا ہے کہ تعلیم سے لڑکیاں آوارہ ہو جاتی ہیں اپنی عزت و شرافت و حرمت کو محفوظ نہیں رکھ سکتیں تو یہ خیال غلط ہے، دراصل بگاڑ اور آوارگی کا ماخذ آزاد خیالی اور بے راہ روی اور غلط تربیت کا نتیجہ ہے، لڑکوں کی بھی مناسب تربیت نہ ہو تو وہ اچکّے، لچّے لفنگے بن جاتے ہیں، تو کیا اب تعلیم کو قصور وار ٹھہرائیں گے؟ آج کالجوں اور یونیورسٹیوں میں جو بدچلنی کا مزاج بنتا جا رہا ہے اس کے لئے تعلیم خطا وار نہیں بلکہ وہ ماحول جو انسانیت سے بیزار کرتا ہے، خطا کار ہے، ابھی پچاس سال پیچھے چلئے اور کسی بھی قوم اور مذہب کے طالب علم کو دیکھئے اس میں آوارگی کا شائبہ تک نہیں ملے گا،

کیوں؟ اس لئے کہ ان کی تعلیم، مہذب اور شائستگی کے ماحول میں ہوئی تھی اس لئے وہ آج کے ماحول کو ناپسند کرتے ہیں۔

تعلیم وتربیت دونوں لازمی

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ نے لکھا ہے کہ تعلیم وتربیت دونوں اپنی اپنی جگہ بے حد اہم اور لازم وملزوم ہیں، تعلیم کے بغیر تربیت ناقص اور ادھوری رہتی ہے اسی طرح تربیت کے بغیر تعلیم بے نتیجہ اور شجر بے ثمر کی طرح ہوتی ہے بلکہ ایسی تعلیم بسا اوقات بوجھ اور وبال ثابت ہوتی ہے۔

افسوس تو یہ ہے کہ اسی تربیت کے معاملہ کو نظر انداز کر دیا گیا ہے جو تعلیم کا لازمی جزو ہے، الغرض ان تمام باتوں سے لڑکیوں کو تعلیم وتعلم اور درس وتدریس سے روکنا مقصود نہیں ہے بلکہ حسب حیثیت اور ذوق وشوق اپنے دینی اور دنیاوی مفاد کی خاطر اور آخرت میں آباد ہونے کے لئے، خوشنودی خداوندی حاصل کرنے کے لئے دینی تعلیم کے ساتھ ہر طرح کا علم سیکھا اور سکھایا جاسکتا ہے، شرط یہ ہے کہ تعلیم اور سیکھنے سکھانے کا سلسلہ شرعی حدود اور اسلامی قوانین کے اندر ہو۔

ادارہ دعوت اسلام جانسٹھ نے الحسنات الباقیات کی صورت میں ایک تعلیمی تحریک شروع کی تھی جس کا واحد مقصد بھی یہی ہے کہ قوم وملت کی ایک بچی بھی ایسی نہ ہو کہ جو قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ اور دیگر علوم اسلامیہ وعصریہ سے محروم ہو، تو آیئے آپ بھی اپنے ادراہ اور حلقۂ احباب میں اپنے طور پر اپنی سہولت کے مطابق اس تحریک کو شروع کیجئے، اگر آپ ملت کی بچیوں کے لئے دردمند دل رکھتے ہیں، تو آپ اپنے گاؤں میں اپنے محلّہ میں لڑکیوں کے لئے تعلیمی درسگاہ کا قیام عمل میں لائیں۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ☆

لڑکی کو مثالی خاتون بنایئے

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلیٰ مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ
اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ. اَوْکَمَاقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

صدر عالی وقار، قابل قدر معلمات، میرے ادارہ کی پیاری طالبات اور معزز خواتین! تعلیم نسواں کی ضرورت جتنی پہلے دور میں تھی اس سے کہیں زیادہ ضرورت آج کے دور میں ہے، یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ ایک لڑکی کو تعلیم دینا گویا ایک خاندان کو تعلیم یافتہ بنانا ہے، والدین کے لئے اس سے بڑی کیا سعادت ہوسکتی ہے کہ اپنی بچی کے دل و دماغ کو علم کی خوشبو سے معطر کرکے اس کے مستقبل کو روشن اور تابناک بنائیں، جہالت کی ویرانیوں اور تاریکیوں سے نکال کر علم کی روشنی عطا کریں، تعلیم یافتہ لڑکی خاندان اور معاشرہ کی زینت ہے، زندگی کی مسرتوں کا سرچشمہ ہے، علم لڑکیوں کے لئے وہ بہترین زیور ہے جس کی چمک سے روح غنی ہوتی ہے، علم ایک ایسا دوست ہے جو مرتے دم تک ساتھ نہیں چھوڑتا، علم ایک ایسا محافظ ہے جو انسان کی ہر حالت میں حفاظت کرتا ہے اور اس کے مقام کو بلند کرتا ہے۔

اصلاح علم کے بغیر ناممکن

قوم کی بچیاں کسی کی بیٹی، کسی کی بہن اور آئندہ چل کر کسی کی بیوی اور ماں کہلاتی ہے، مختلف کرداروں کو اسلام کے طریقے پر نبھانے کا سلیقہ علم کی روشنی سے حاصل ہوتا ہے، زندگی میں بھائی بہن، شوہر، بچوں کے حقوق اور والدین کا پاس ولحاظ تعلیم یافتہ لڑکی کے لئے آسان ہوتا ہے۔

لڑکیوں کی اصلاح علم کے بغیر ناممکن ہے، جاہل لڑکی نہ صرف اپنے لئے بلکہ خاندان اور قبیلہ کے لئے بھی ناپسندیدہ شے سمجھی جاتی ہے، علم کے بغیر بچی کا دین تو تباہ ہوتا ہی ہے اس کے ساتھ اس کی کوکھ سے پیدا ہونے والی اولاد بھی جہالت کا شکار ہو جاتی ہے۔ والدین کا یہ فرض اولین ہے کہ اپنی اولاد کو بالخصوص لڑکی کو تعلیم سے آراستہ کریں، کیونکہ اس سے بڑھ کر والدین کا کوئی عطیہ بچیوں کیلئے نہیں ہوسکتا، تعلیم کو اپنی بچیوں کا رہبر بنائیں جو ان کی دنیا و آخرت میں مکمل رہبری کرے۔

دنیا میں لیاقت، شرافت اور اخلاق کا اندازہ علم و عمل کے ذریعہ لگایا
جاتا ہے اسلئے علم و عمل کے انمول موتیوں کا ہار والدین اپنی لڑکیوں کے
گلے میں پہنائیں، سر پر عقل کا جھومر اور کانوں میں ہوش کی بالیاں
ڈالیں اور آنکھوں میں حیا کا سرمہ لگائیں۔

یاد رکھئے ! بچیوں کو قرآن و احادیث کی تعلیم سے محروم رکھنا گمراہی کے تاریک غار میں دھکیلنے کے مترادف ہے، بیٹی پر والدین کی اطاعت اور خدمت فرض ہے اور اسی سے اس کی دنیا و آخرت بنتی ہے، والدین کی لاج (عزت) بیٹی ہی کے ہاتھ ہوتی ہے، بیٹی خاندان کی ناک ہوتی ہے، ایک تعلیم یافتہ لڑکی ہی ان سب باتوں کو بہتر سمجھ سکتی ہے۔

عورت گھر کی ملکہ اور مالکہ

عورت کا صحیح معنوں میں ماں بننے کیلئے تعلیم یافتہ ہونا بہت ضروری ہے، عورت گھر کی ملکہ اور مالکہ ہوتی ہے، اگر ملکہ تعلیم یافتہ ہوتو اولاد کی صحیح تعلیم وتربیت اور عمدہ پرورش کرسکتی ہے، آج کل غریب والدین کے سامنے بچوں کی پرورش اور پیٹ بھرنے کا مسئلہ بھی اہم ہے اسی بناپر خصوصاً بچیوں کی تعلیم پر توجہ نہیں دیتے لیکن آج دنیا کی سوچ اور فکر تبدیل ہوچکی ہے، سڑک کے کنارے جوتا گانٹھنے والا موچی بھی اپنی اولاد کو گریجویٹ بنارہا ہے، گھاس کھود کر بیچنے والی عورتیں اپنی اولاد کو پڑھا لکھا کر افسر بنارہی ہیں، دراصل تعلیم حاصل کرنے کا انحصار دلچسپی پر منحصر ہے۔

آج بحمداللہ تعالیٰ مسلم لڑکیوں کے ہندوستان کے ہر صوبہ اور شہر میں دینی مدارس بھی قائم ہیں اور ان کو دارالاقامہ کی سہولیات بھی میسر ہیں اور لڑکیوں کے لئے الگ سے اسکولس بھی موجود ہیں جہاں گورنمنٹ نصاب کے مطابق سے تعلیم دی جاتی ہے اس لئے ماں باپ اور سرپرستوں کی کوشش ہونی چاہئے کہ ہر گھر میں علم کی روشنی آجائے مسلم قوم کے بچے اور خصوصاً بچیاں تعلیم یافتہ بن جائیں، ہماری بچیاں جب حافظہ ہوں گی، قاریہ ہوں گی، عالمہ ہوں گی یا اسکول اور کالج کی سند یافتہ ہوں گی ان کے ذریعہ سے آنے والی نسلوں میں بے مثال سدھار آئے گا، لڑکی مثالی خاتون بنے گی اور لڑکا مثالی نوجوان۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم کی قدر دانی کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

آخرت کا بہترین توشہ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلیٰ مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَهُ
اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالَّذِیْنَ
اُوْتُواالْعِلْمَ دَرَجَاتٍ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

مکرمہ صدر معلّمہ اور صدر جلسہ، سامعین کرام اور طالبات عزیزہ! آج وقت کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے تعلیم نسواں کیلئے مدارس قائم کرنے چاہئیں، جب تک لڑکیوں کی تعلیم دینی اور عصری تعلیم عام نہیں ہوگی اس وقت تک ہماری گھریلو معیشت میں سدھار نہیں ہوگا، آج کے فیشنبل دور میں عورتوں میں فیشن کی ڈور لگی ہوئی ہے اور تہذیب وتمدن کو تباہ کرنے کے لئے نت نئی چیزیں ایجاد ہو رہی ہیں۔

یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ فیشن پر، ملبوسات پر، زیور پر تو روپیہ پیسہ پانی کی طرح بہایا جاتا ہے اور زندگی کا معیار بنانے کے لئے تعلیم کے حصول پر رقم خرچ کرنا عیب سمجھا جائے یا بوجھ تصور کیا جائے، اس بات کا جائزہ لینا ہوگا کہ ہر ماہ کتنی چیزیں فیشن کے طور پر خریدی جاتی ہیں، اگر اس میں کمی کر کے اُسی رقم کو درس وتدریس پر خرچ کریں تو کتنا اچھا ہو۔

تعلیم عبادت ہے

جب تک ہم لڑکیوں کی تعلیم کو عبادت سمجھ کر نہیں انجام دیں گے، ان کے ذہن و دل و دماغ کو علم سے ہنر سے اور اخلاق سے مزین کرنا اپنا اخلاقی فریضہ تصور نہیں کریں گے، اس وقت تک خاطر خواہ نتائج نکلنے کی امید نظر نہیں آئے گی، بچیوں کی تعلیم عام کرنے میں ملت کے ہر فرد کو حصہ لینا چاہئے، مالدار افراد، کمپنی، اور فیکٹریوں کے مالکان، سیاسی لیڈران، پروفیسرس، وکلاء، ججس اور بڑے بڑے کسان، تاجر حضرات غرض ملت میں ہر قسم کا طبقہ اپنے اپنے طور پر اس بات کا خیال رکھے کہ اس کی آخرت کا بہترین توشہ یہی ہے کہ کم از کم ایک غریب بچی کی تعلیم کی کفالت کو ضروری سمجھیں اور زندگی کے فرائض میں اس کا شمار کریں۔

ہمارے بہت سے غریب اور نادار بھائی اس حالت میں نہیں ہیں کہ وہ اپنی بچیوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے کچھ خرچ کرسکیں، ایسی بچیوں کی تعلیمی کفالت ہر مالدار اور دردمند اپنا دینی و اخلاقی فریضہ تصور کریں اور ماہانہ یا سالانہ ہونہار بچیوں کے لئے وظائف مقرر کریں۔

تعلیم پر 20 فی صد صرف کریں

افسوس کی بات ہے کہ ماں باپ سترہ اٹھارہ سال تک اپنی بچی کو لاڈ پیار سے پالتے ہیں، پرورش کرتے ہیں، اس کی ہر خواہش پوری کرتے ہیں لیکن جب رشتہ کا خیال آتا ہے اور ماں باپ سے آنیوالے پوچھتے ہیں کہ آپ نے اپنی بچی کو کہاں تک پڑھایا تو والدین نفی میں جواب دیتے ہیں، اے کاش! جو رقم اٹھارہ سال کی عمر تک والدین بچی پر صرف کرتے رہے اس کا بیس فی صد بھی تعلیم کیلئے خرچ کردیتے

تو بچی جاہل نہ ہوتی وہ ایک عظیم مسلمان شہری بن جاتی، لاکھوں روپئے شادی پر خرچ کرنے والے اپنی ہی ملت کی ایک کلی کو مرجھانے سے نہیں بچا سکتے؟ علماء، فضلاء، مدبر، مفکر، عاقل، ہوشمند، تاجر کیا ایک بچی کی تعلیم کی ذمہ داری نہیں لے سکتے؟ اقتدار اور حکومت کی کرسیوں پر بیٹھنے والے الیکشن کے موقع پر دھواں دھار تقاریر سے دلوں کو گرمانے والے، غریبوں پر رحم کی بارش کرنے والے اور احسانات اور خدمت کے وعدے کرنے والے کیا چند غریب بچیوں کی تعلیم کا بندوبست نہیں کر سکتے؟ الحمدللہ اب کچھ احساس ہوا ہے لیکن ابھی ایک انار سو بیمار والا کام ہے۔

آج ہم کیا پوچھتے ہیں؟

آج ہم یہ تو پوچھتے ہیں کہ آپ کے پاس کتنی کاریں، کتنے نوکر چاکر ہیں؟ کتنی بیگہ زمین ہے اس میں کیا فصل ہوتی ہے؟ کتنے ٹریکٹر ہیں؟ کتنی بھینس اور بیل ہیں؟ دکان کیسی چل رہی ہے؟ وغیرہ وغیرہ لیکن افسوس کبھی ہمیں یہ پوچھنے کی توفیق نہیں ہوتی کہ آپ کتنے مدرسوں کو امداد کرتے ہیں؟ آپ کتنی بچیوں کو تعلیمی وظیفہ دے رہے ہیں؟ یا آپ کا اگر مدرسہ ہے تو کتنی بچیاں تعلیم حاصل کر رہی ہیں؟ اور کتنی بچیاں فرسٹ ڈویزن سے پاس ہوئی ہیں؟ آپ کے گاؤں یا قصبہ میں کتنے مسلم نوجوان گریجویٹ ہیں؟ کتنے علماء حفاظ اور قراء ہیں؟

مسلم درسگاہیں

دوستو! تعلیمی بیداری کا آنا قوم کے زندہ ہونے کا ثبوت ہے، ایک اہم بات یہ ہے کہ آج مسلم قوم کو اپنے ہی اسکول اور مدرسوں کی ضرورت ہے کیونکہ سرکاری مدرسوں میں ہمارے بچے اور بچیوں کی صحیح تعلیم وتربیت نہیں ہو رہی ہے، وہاں ہماری

تہذیب، ہماری تاریخ، ہماری روایات، ہماری مادری زبان سے روشناس نہیں کرایا جاتا، ظاہر ہے بچی یا بچہ جس قوم کے اسکول میں پڑھے گا وہ بڑا ہوکر اسی قوم کی ترجمانی اور وکالت کرے گا، اس لئے ضروری ہے کہ مسلم درسگاہوں کا ہر ہر گاؤں، ہر ہر قصبہ اور ہر ہر شہر میں انتظام ہونا چاہئے، درسگاہوں کا تعلیمی، انتظامی معیار بلند تر ہونا چاہئے، معقول تنخواہ دے کر خدا ترس اور دردمند دل رکھنے والے اساتذہ کا تقرر کیا جائے جو اپنی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے تعلیمی خدمات انجام دیں، اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں علم کی قدر پیدا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

ماں کی گود ایمانی قلعے

عورت معاشرہ کی پاکیزہ علامت ہے

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

میری پیاری پیاری معلمات اور مشفق ومہربان صدر معلّمہ صاحبہ،

سامعین محترم اور معزز خواتین!

انسانی زندگی کی پوری تاریخ گواہ ہے کہ علم کا عروج انسان کا عروج ہے اور علم کا زوال انسان کا زوال ہے، اگر کوئی قوم زوال کے دائرے سے نکلنا چاہتی ہے اور کامل سربلندی کی آرزومند ہے تو اس کو وہی راستہ اختیار کرنا پڑے گا جو قرون اولیٰ میں استعمال کیا گیا تھا، جس کے نتیجے میں ایک عظیم الشان فاتح امت کی تشکیل ہوئی اور مسلمان نصف صدی میں آدھی دنیا کے مالک ہوگئے۔

علم حاصل کرنا اور اس کیلئے جدوجہد کرنا مرد وعورت پر فرض ہے کیونکہ عورت معاشرہ کی پاکیزہ علامت ہے اور انسان کی تعلیم و پرورش میں عورت کا کردار بنیادی اہمیت رکھتا ہے اس لئے عورتوں کی تعلیم کا انتظام اور بھی زیادہ ضروری ہوجاتا ہے۔

تعلیم ترقی اور نجات کا ذریعہ

تعلیم وتعلم سے ایمان کی اصل اور عقائد کی روح حاصل ہوتی ہے، تعلیم ہماری دنیا بھی ہے اور آخرت بھی، تعلیم تہذیب بھی ہے اور اخلاق بھی، تعلیم ہماری ساری ترقی کا دارومدار ہے اور یہی مغفرت اور نجات کا ذریعہ ہے، یہی تعلیم دوزخ سے بچنے کا راستہ دکھاتی ہے اور جنت کے راستے پر گامزن کرتی ہے۔

یہ علم ہی کی برکت ہے کہ اسلامی تاریخ نہ صرف مَردوں بلکہ امت کی بیٹیوں کے کارناموں سے بھی مزین ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی اس قدر تاکید کے باوجود تعلیم سے اتنی غفلت کیوں؟ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ مسلمان مرد دنیا کی قوموں سے سو سال پیچھے اور عورتیں کئی سو سال پیچھے ہیں، آج امت کے رہنماؤں کا فریضہ ہے کہ وہ مردوں کے ساتھ عورتوں کی تعلیم پر بھی خصوصی توجہ دیں، کئی صدیاں غفلت میں گذر چکی ہیں، وقت آ گیا ہے کہ ہم جاگیں اور جو غفلت ہم سے ہوئی ہے اس کا تدارک کریں۔

ماحول نیک تو معاشرہ بھی نیک

عورت کی کئی حیثیتیں ہیں، عورت بیٹی ہے، بہن ہے، بیوی ہے، ماں ہے، ہر حال میں تعلیم لازمی ہے، یہ ماں کی حیثیت سے بچہ کی پہلی درسگاہ ہے، ماں کی گود ہی بچوں کی اسلامی تربیت گاہ ہے، ماں اگر جاہل ہوگی تو نئی نسل کا جاہل ہونا لازمی ہے۔

امام بخاریؒ نے چودہ سال کی عمر میں اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے آٹھ سال کی عمر میں علم حاصل کرنے کے لئے سفر کیا، یہ ان کی والدہ کی تربیت کا صدقہ تھا، ابن الجوزیؒ کی تعلیم وتربیت میں ان کی پھوپی کی آغوش شفقت کا بڑا حصہ تھا، ابن صبیعہؒ جیسے جید عالم کی بہن اور بیٹی دونوں علم طب کی ماہر تھیں، امام ابن عساکرؒ نے فن حدیث کی تعلیم جن اساتذہ سے حاصل کی ان میں قابل ذکر تعداد عورتوں کی تھی، یعنی اس زمانے میں ہر گھر مسلمان لڑکیوں کے لئے مدرسہ کی حیثیت رکھتا تھا، آج کے دور میں مسلمان بچیوں کے لئے مدرسوں، اسکولوں اور کالجوں کی ضرورت ہے کہ دین کے سائے میں جو دنیاوی تعلیم بھی دی جاتی ہے اس سے عورت میں دین کی سمجھ اور دنیاداری کا سلیقہ آتا ہے، ماحول نیک ہوگا تو معاشرہ بھی صحیح ہوگا۔

عورت کی تعلیم کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے ہماری نئی نسل خطرے میں ہے ہمارا معاشرہ، ہمارا تمدن، ہمارا گھریلو نظام اور ہماری اجتماعی زندگی بلکہ ایمانی زندگی بھی خطرہ میں ہے، شہروں اور قریوں کی وافر مقدار ہے جہاں لاکھوں کی آبادی ہے لیکن افسوس مسلمان پسماندہ ہیں، نہ تعلیم ہے، نہ روزگار ہے، نہ پینے کے پانی کا صحیح انتظام ہے، نہ مسجد ہے، نہ بچوں کی تعلیم کے لئے مکتب اور مدرسہ ہے، اس کے نتیجہ میں ہماری نوجوان نسل آوارگی اور سنیما بینی میں مصروف ہے، اس واہی تباہی کا ایک ہی علاج ہے کہ عورتوں کی دینی اور عصری تعلیم پر خصوصی توجہ دی جائے۔

عورت ایک انجمن ہے

ہر گاؤں اور ہر شہر کے لوگ لڑکیوں کی تعلیم پر خصوصی توجہ دیں تاکہ وہ مائیں تیار ہوں جنہوں نے عائشہ صدیقہ، فاطمۃ الزہراء، شیما نعدیہ، رابعہ اجریہ رضی اللہ عنہن جیسی بیٹیوں کو جنم دے کر دنیا کو نور سے بھر دیا، وہ مائیں جن کی گود میں عبداللہ ابن عباس

رضی اللہ عنہ اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ، امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جیسے صلحائے امت پیدا ہوئے، جنھوں نے ایمانی قلعے تیار کئے اور امانت و دیانت کا حق ادا کر دیا اور دنیا کو بدی سے پاک کر کے نیکی اور تقویٰ کا بیج کروڑوں دلوں میں بو دیا، انہوں نے اللہ تعالیٰ کو راضی کیا اور اللہ ان سے راضی ہوا، بے شک وہ سب اللہ کی رحمت کے مستحق ہیں۔

بہرحال عورت کی گود تہذیب وتمدن کا گہوارہ ہے، عورت ایک انجمن ہے جہاں شرافت ملتی ہے، عورت میں دین ہو تو اولاد بھی دیندار بنے گی، اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

خواتین کی تعلیم

خواتین کی تعلیم کا مطلب ''ماؤں کی تعلیم''

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَھْدِ اِلَی اللَّحْدِ. اَوْکَمَاقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

میری قابل صد احترام معلمات اور صدر معلّمہ اور ڈائس پر تشریف فرما معزز خواتین مہمان اور پردے کے پیچھے تشریف فرما معزز سامعین! خواتین کی تعلیم کی اہمیت اور قدر و منزلت کا اندازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد عالی سے ہونا چاہئے کہ ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے کہ وہ تعلیم حاصل کرے، اس لئے کہ معاشرہ کی اصلاح خواتین کی تعلیم و تربیت کے بغیر ناممکن ہے، تعلیم مہذب انسان کی بنیادی ضرورت ہے، گویا تعلیم ہی تہذیب کا چراغ روشن کرتی ہے اور اس چراغ کو روشن رکھنے اور چراغ سے چراغ جلانے کی ذمہ داری ماں پر ہوتی ہے جیسی ماں ہوتی ہے ویسا ہی گھر ہوتا ہے، ماں کون بنتی ہے؟ لڑکی۔

آج ہماری گود میں جو بچیاں کھیل رہی ہیں وہی کل کے بچوں کی ماں بنیں گی اور وہی اپنے گھروں میں تہذیب کے چراغ روشن کریں گی، تو خواتین کی تعلیم کا مطلب ہے ماں کی تعلیم!

بچے کی تعلیم کی ابتداء

بچے کی تعلیم ماں کی گود سے شروع ہوتی ہے، ایک پرندہ جس طرح اپنے گھونسلے میں چین اور سکھ کی زندگی بسر کرتا ہے وہی حال بچے کا اپنی ماں کی نرم گرم اور محبت بھری گود میں ہوتا ہے وہ اپنے والدین بالخصوص ماں سے تہذیب اور اخلاق کا درس لیتا ہے، وہ پیدائش کے وقت اپنی صورت اور سیرت کے اعتبار سے فرشتہ ہوتا ہے لیکن ماں اپنے طرز عمل کو نمونہ بنا کر اسے انسانیت سکھا سکتی ہے یعنی ماں گھر کے ماحول کو سازگار بنا کر بچے کے دل میں فطرتاً ہمدردی، محبت، صداقت، خدمت اور میل ملاپ کے جذبات ابھار سکتی ہے۔ اس کے برخلاف جاہل ماں نامساعد، ناپسندیدہ اور ناخوش گوار ماحول میں بچے کے اندر رفاقت، نفرت، غصہ، حسد، نافرمانی جیسے بُرے جذبات ابھارنے کا باعث بنتی ہے جس کی وجہ سے بچے کی شخصیت عمر بھر کے لئے مجروح اور ناکارہ ہو جاتی ہے۔

دراصل ماں اپنی بچی کے لئے بطور معمار کام کرتی ہے اور بچی کی سیرت کی تعمیر میں اہم رول ادا کرتی ہے۔

بچے کی سیرت میں ماں کی سیرت

بچہ فطرتاً سب سے زیادہ ماں کے قریب ہوتا ہے اور ماں ہی کو وہ اپنا غمخوار اور ہمدم سمجھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ بچے کو سب سے زیادہ اپنی ماں پر بھروسہ ہوتا ہے،

وہ سب سے زیادہ ماں ہی سے سیکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ بچے کی سیرت میں ماں کی سیرت کی جھلک بآسانی دیکھی جاسکتی ہے، بچے کو ماں کے ذریعہ جو تعلیم ملتی ہے وہ عمر بھر کام آتی ہے، ایک مشہور مفکر اور ماہر تعلیم کا قول ہے کہ ایک اچھی ماں، صحیح معنوں میں تعلیم یافتہ ماں، سینکڑوں استاذوں سے بہتر ہوتی ہے اور ایک اچھا گھر، مہذب گھر، سینکڑوں مدرسوں سے اچھا ہوتا ہے۔

مختصر یہ کہ ماں سے بچے کو محبت کا سبق ملتا ہے اور باپ سے عزت کا، اور یہ دونوں چیزیں ہماری مذہبی اور قومی ضرورت ہیں، ایمانداری، دینداری اور شرافت جیسی نعمتوں کو حاصل کرنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ مسلم خواتین کی تعلیم کو عام کیا جائے اور حتی الامکان بہتر سے بہتر بنایا جائے تاکہ ہماری بچیاں سچی مسلمان اور اچھی مائیں بنیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

خواتین کی ایک اہم تعلیمی رپورٹ

ہندوستان میں خواتین کا تعلیمی فی صد

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَۃٍ. اَوْکَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

میری مشفق اور پیاری معلمات صاحبان اور صدر جلسہ ومہمانان خصوصی اور سامعین کرام !خواتین صرف امورخانہ داری میں الجھی رہیں ، خاندان اوراہل وعیال کی خدمت کرتی رہیں اورساری عمر گھریلو کاموں کوفرض عین کادرجہ دے کراس کومقصد حیات سمجھ لیں یہ اسلام کے قطعاً منافی ہے ، اسلام نے امورخانہ داری کے ساتھ ساتھ خواتین کے لئے تعلیم کولازمی اورضروری قراردیا ہے ،تاریخ شاہد ہے کہ صحابہؓ کے دوش بدوش صحابیاتؓ نے بھی اپنے علم وفضل سے ایک عہد کومتاثر کیا، گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ غزوات وسرایا میں بھی حصہ لیا۔حضرت عائشہؓ سے مروی احادیث کی اتنی ہی اہمیت ہے جتنی کہ دیگر صحابہؓ کی

روایت کردہ حدیثوں کی، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں فتوے بھی دیئے اور مسائل بھی بتائے اس طرح ثابت کیا کہ علم وفضل صرف مرد کی میراث نہیں ہے۔

ذہنی استعداد کا تعلق

جہاں تک ذہنی استعداد کا تعلق ہے مردوں اور عورتوں میں کوئی تفاوت نہیں ہے، مشاہدہ ہے کہ لڑکیاں محنت اور دلچسپی سے پڑھتی ہیں، آج کل کے نتائج نے ثابت کردیا ہے کہ لڑکیاں نہ صرف زیادہ کامیاب ہوتی ہیں بلکہ امتیازی کامیابی حاصل کرتی ہیں، لہٰذا کسی لیت ولعل کے بغیر خواتین کو تعلیم حاصل کرنے کے مواقع فراہم کیے جائیں۔ جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے 19 ویں صدی کی ابتدا میں بہ مشکل دو فی صد عورتیں تعلیم یافتہ تھیں 1857 کے بعد عورتوں کی تعلیم کی طرف توجہ دی گئی، رفتہ رفتہ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ابتدائی، ثانوی مدارس اور کالج قائم ہوئے لیکن 1902 تک آبادی کے تناسب سے عورتوں کی تعلیم تین فی صد سے آگے نہ بڑھ سکی اور مسلمان لڑکیاں پیچھے ہی رہیں، اس سے قبل 1898 میں ملک کے کئی شہروں بمبئی، لاہور، علی گڈھ اور حیدرآباد میں لڑکیوں کی تعلیم کے مراکز قائم ہوئے، سرسید احمد خاں صاحب کے علاوہ مولانا اسماعیل میرٹھی نے بھی لڑکیوں کا ہائی اسکول قائم کیا جو اب نیشنل گرلس ڈگری کالج کے نام سے جانا جاتا ہے۔

تعلیمی اہمیت کا اندازہ

1921ء کی مردم شماری سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک ہزار تعلیم یافتہ مسلمانوں میں صرف پندرہ عورتیں تعلیم یافتہ تھیں، گویا بیسویں صدی کے دوسرے دہے کے بعد

بھی 1.5 فی صدی تھا لیکن بحمد اللہ تعالیٰ آج حالات یکسر بدل گئے ہیں، عوام وخواص کو تعلیمی اہمیت کا اندازہ ہوگیا ہے، وہ حالات باقی نہیں رہے جو سوا سو سال پہلے تھے، مگر آج بھی عورتوں کی تعلیم کا تناسب آبادی کے لحاظ سے بہت کم ہے، ملک کی کم وبیش ایک ارب کی آبادی میں 35 کروڑ لوگ ناخواندہ ہیں، 1991ء کی مردم شماری کے مطابق ملک میں ناخواندگی کا فی صد 52.11 اور خواتین کا فی صد 39.12 ہے، جنوبی ہند میں کیرالا اور تامل ناڈو کے سوا دیگر ریاستوں کی شرح خواندگی بھی اطمینان بخش نہیں ہے جبکہ شمالی ہند میں خصوصاً اتر پردیش اور بہار میں شرح خواندگی کا گراف ناقابل بیان حد تک نیچے ہے، دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم ندوۃ العلماء اور علی گڈھ مسلم یونیورسٹی جیسے عظیم الشان ادارے بھی اتر پردیش ہی میں قائم ہیں، نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرون ہند سے بھی طلباء علم کی پیاس بجھانے کیلئے ان اداروں میں داخل ہوتے ہیں اور بے شمار طلباء فیضیاب ہوکر دنیا کے کونے کونے میں علمی خدمات انجام دے رہے ہیں، یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ شمالی ہند جو علوم دینیہ اور علوم عصریہ کا مرکز ہے اس کے باشندوں کی مثال ''دریا کے پاس رہے اور پیاسے'' والی مثال ہے۔

مسلمانوں کا تعلیمی تناسب

مرکزی حکومت کی ایک کمیشن کی رپورٹ کے مطابق مسلمانوں اور نئے سرے سے بدھ مت اختیار کرنے والوں کا تعلیمی فی صد ملک میں سب سے کم ہے، حالانکہ دستور ہند کی دفعہ 30/1 کے ذریعہ یہ تیقن دیا گیا ہے کہ اقلیتیں خواہ مذہبی ہوں یا لسانی، ان کو اپنے تعلیمی ادارے قائم کرنے کا پورا پورا حق ہے اور اپنی مرضی سے ادارے چلانے کا بھی حق دیا گیا ہے لیکن افسوس آزادی کے بعد اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں

نے دستور ہند کے تیقن سے خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھایا، جامعہ ملیہ دہلی، جامعہ علی گڈھ، جامعہ عثمانیہ حیدر آباد کے تحت کئی تعلیمی ادارے تو پہلے ہی سے قائم تھے البتہ فخر ملت طبیب حاذق حضرت حکیم سعید احمد صاحب نور اللہ مرقدہ نے ہمدرد ایجوکیشن سوسائٹی دہلی کے ذریعہ اعلیٰ پیشہ وارانہ تعلیم کی جانب کامیاب پیش رفت کی ہے اور قابل فخر ادارے قائم فرما کر مسلم طلباء کو روزی روٹی سے جوڑنے کی کوشش کی ہے۔ اوراب مولانا ابوالکلام آزاد فاؤنڈیشن نئی دہلی نے ملک گیر پیمانہ پر تعلیمی تحریک شروع کی ہے جس کا خاطر خواہ فائدہ نظر آرہا ہے، بہت سی مسلم لڑکیاں اورلڑکے ڈگری لے رہے ہیں، مدارس کے فارغ التحصیل بہت سے نوجوان علماء اور معلمات بھی مولانا ابوالکلام آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے ذریعہ کورس کررہے ہیں جس کے ذریعہ مستقبل قریب میں امید ہے کہ مسلم نوجوان نسل کا تعلیمی معیار ماضی کے مقابلہ میں خاصا بہتر ہوجائیگا۔

جنوبی ہند کے مسلمانوں نے کئی تعلیمی سوسائٹیاں قائم کی ہیں جن میں الامین ایجوکیشن سوسائٹی بنگلور نے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں، ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی 18 تا 22 کروڑ ہے جس میں نصف آبادی یعنی دس کروڑ عورتوں پر مشتمل ہے لیکن ان پڑھی لکھی عورتوں کا فی صد نہایت کم ہے۔

معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ لڑکیوں کی تعلیم کے سلسلے میں والدین کی بے حسی اور بے توجہی کو خاص دخل ہے، گھر کی دیکھ بھال اور رسوئی میں والدہ کی مدد کے لئے اکثر لڑکیاں تعلیم ترک کردیتی ہیں، اس کے علاوہ جہالت، روایت پسندی، غربت، معاشی کشمکش، کم عمری میں محنت اور مزدوری اور کم سنی کی شادیوں کے باعث

بھی عورتوں کی تعلیمی سطح ہنوز پست ہے۔ضرورت ہے کہ عوامی بیداری کے ذریعہ راہ کے ان اٹکنے والے روڑوں پر قابو پایا جائے، آج کے سائنسی اورٹکنالوجی کے دور میں لڑکیوں کا معیارِ تعلیم دینی اور دنیاوی اعتبار سے بلند تر ہونا چاہئے۔اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

بحمداللہ تعالیٰ

''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' جلد دہم تمام ہوئی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِکَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ .

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ

کی مزید تالیفات

۱	خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت	جلد اول ودوم (سوم زیر طبع)
۲	انوار السالکین	
۳	انوارِ طریقت	
۴	تصوف کی حقیقت	
۵	سفرنامہ جنوبی ہند تا جنوبی افریقہ	
۶	مفتاح الصلوٰۃ	
۷	ملفوظات حبیب الامت حفظہ اللہ	دو جلدیں
۸	سوانح حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ	
۹	پیارے نبی کی پیاری دعائیں	
۱۰	خطباتِ رحیمی	دس جلدیں
۱۱	خطباتِ حبان برائے دخترانِ اسلام	دس جلدیں
۱۲	تفسیری خطباتِ حبان	دو جلدیں
۱۳	خطباتِ رمضان المبارک	چار جلدیں
۱۴	طالبات تقریر کیسے کریں؟	دس جلدیں
۱۵	خواتین کے لئے منتخب تقاریر	
۱۶	خواتین کے لئے اصلاحی تقاریر	
۱۷	مستورات کے لئے انقلابی تقاریر	
۱۸	الحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم	
۱۹	زیاراتِ حرمین شریفین	
۲۰	مجالس رحیمی	
۲۱	فیضانِ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ	
۲۲	اسرارِ طریقت	(زیر تبع)
۲۳	انجمن دیندار چن بسویشور ا مسلمان نہیں	
۲۴	رمضان المبارک کے مسائل وفضائل	
۲۵	مجرباتِ حبانی	

☆☆☆